نماز مومن کی معراج ہے (الحدیث)

مومن کی نماز

حضرت علامہ عبدالستار معروف
برکاتی رضوی نوری دامت برکاتہم

مومن کی نماز

نماز کی شرطوں و فرائض کی اہمیت

- نماز جمعہ
- نماز عیدین
- مسافر کی نماز
- جماعت کی اہمیت
- امامت کے مسائل
- مقتدی کے احکام
- مسجد کے احکام

نماز مومن کی معراج ہے (الحدیث)

مومن کی نماز

نماز کی شرطوں و فرائض کی اہمیت

- نماز جمعہ • نماز عیدین
- مسافر کی نماز
- جماعت کی اہمیت
- امامت کے مسائل
- مقتدی کے احکام
- مسجد کے احکام

از

حضرت علامہ عبدالستار معروف برکاتی رضوی نوری دامت برکاتہ

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

مومن کی نماز

باہتمام ملک شبیر حسین

سن اشاعت فروری 2011ء / ربیع النور 1432ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ورڈز میکر

سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزرز 0345-4653373

قیمت /روپے

ضروری التماس

قارئین کرام ! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے ۔تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے ۔ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

☆ ☆ ☆

تقریظ جلیل

از فقیہ ملت استاذ العلماء حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان
بانی و مہتمم مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج ضلع بستی (یوپی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الحمد للہ تعالیٰ، والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

نماز ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے اور ساری عبادتیں جو مسلمانوں کیلئے ضروری قرار دی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ لیکن بہت سے مسلمان نماز تو پڑھتے ہیں مگر اس کے حقوق کی رعایت نہیں کرتے جس کے سبب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز کامل طور پر ادا نہیں ہوتی اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ اور کبھی نماز ایسی ہوتی ہے کہ اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور ایسی نماز اگر پھر سے نہ پڑھی جائے تو نمازی گنہگار ہوتا ہے اور کبھی اپنی لاعلمی یا لاپرواہی سے اس طرح نماز پڑھتا رہتا ہے کہ جس کے سبب وہ فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اپنے آپ کو نیک گمان کرتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز کے سارے شرائط وضو اور غسل وغیرہ پورے طور پر صحیح ہوتے ہیں اور نماز کے تمام ارکان بھی ادا ہوتے ہیں لیکن نمازی اس میں کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے کہ جس کے سبب اس کی نماز بالکل نہیں ہوتی اور اس کا از سر نو پڑھنا اس پر فرض ہوتا ہے مگر اس کی طرف نمازی کی توجہ نہیں ہوتی تو ساری محنت اس کی برباد ہو جاتی ہے اور فرض اس پر باقی رہ جاتا ہے۔ جناب مولانا عبد الستار صاحب ہمدانی برکاتی رضوی نوری زیدت محاسنہم لائق صد مبارکباد اور قابل ہزار تحسین ہیں کہ انہوں نے زیر نظر کتاب ''مومن کی نماز'' بالکل نئے انداز سے ایسے طریقہ پر مرتب کی ہے کہ تھوڑی سی توجہ سے ہر مسلمان آسانی کے ساتھ جان سکتا ہے کہ وہ کون سی ایسی باتیں ہیں کہ وہ سب کی سب چھوٹ جائیں پھر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ صرف

ثواب کم ہوجاتا اور وہ کون سی باتیں ہیں کہ جن میں سے اگر ایک بھول کر بھی چھوٹ جائے تو وہ بالکل نہیں ہوتی اور اس کا از سر نو پڑھنا فرض ہوتا ہے۔

مولانا ہمدانی صاحب نے اس کتاب میں بہت سے مشکل مسائل کو مثال کے ساتھ لکھ کر اس کا سمجھنا بھی بہت آسان کر دیا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تفہیم پر ان کو پوری مہارت حاصل ہے۔ ضحوۂ کبریٰ، سایہ اصلی اور نصف النہار شرعی و عرفی کسے کہتے ہیں مثال سے بالکل واضح کر دیا ہے اور نقشہ کے ساتھ ان کو اس طرح سمجھایا ہے کہ بہت سے عالم اور فاضل کی سند رکھنے والے جواب تک ان چیزوں کو نہیں سمجھ سکے ہیں وہ اس کتاب کے ذریعے باآسانی سمجھ سکتے ہیں اور مولانا موصوف نے شروع میں حل لغات اور شرعی و فقہی اصطلاحات کو بھی تحریر کر دیا ہے جس سے مسائل کے سمجھنے میں لوگوں کو بڑی سہولت ہوگی۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ نماز کے مسائل کی اردو مستند کتابوں میں یہ ایک ایسا بیش بہا اضافہ ہے جس کی ہمارے یہاں مثال نہیں۔

اس کتاب کے پڑھنے سے ظاہر ہوا کہ مولانا ہمدانی صاحب کو نماز کے مسائل میں بھی اچھی خاصی بصیرت حاصل ہے۔ عالم بنانے والی کتاب بہار شریعت اور عالم کو مفتی بنانے والی کتاب فتاویٰ رضویہ کا انہوں نے بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا موصوف میں اور بھی بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تاجر ہونے کے ساتھ بہت بڑے مصنف بھی ہیں کہ اب تک سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

مولانا ہمدانی صاحب اب اپنی عمر کے اس حصہ کو طے کر رہے ہیں کہ جہاں پہنچ کر عام طور پر لوگوں کو مال کی لالچ بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے مال کی محبت ان کے دل سے نکال دی ہے۔ وہ اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دل کھول کر اپنا مال قربان کر رہے ہیں کہ عقائد اہل سنت کی تائید کرنے والی پرانی اہم عربی کتابیں اپنے خرچ سے چھپوا کر عرب شیوخ کو مفت پہنچا

رہے ہیں اور ہندوستان کے مخصوص علماء کرام کو بھی بطور نظرانہ پیش کر رہے ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل بطفیل حضور سید عالم ﷺ ان کے مال اور اہل وعیال میں بیش از بیش خیر و برکت عطا فرمائے، ان کی ساری دینی خدمات کو شرف قبول سے نوازے اور انہیں اجر جزیل اور جزائے جلیل بے مثیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ وعلی الہ افضل الصلوات واکمل التسلیم۔

جلال الدین احمد الامجدی

۲۶ جمادی الاولی ۱۴۲۲ھ

۱۷ اگست ۲۰۰۱ء

ایک نظر ادھر بھی......!

حضرت فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان جن کا شمار اکابر علمائے اہل سنت میں ہوتا ہے اور جو اپنی علمی جلالت میں فقید المثال تھے ان کی زیر تربیت کئی علمائے کرام افتاء کی تعلیم و مشق کررہے تھے اور جن کے علم کا لوہا علمائے اہل سنت کے نزدیک مسلم تھا۔

''مومن کی نماز'' پر موصوف نے تقریظ ارقام فرما کر کتاب کی افادیت اور کتاب کے مستند و معتبر ہونے پر مہر ثبت فرمائی ہے۔ یہ تقریظ حضرت کی زندگی کی آخری تحریر ہے کیونکہ اس تقریظ کے ارقام فرمانے کے بعد حضرت سے اور کوئی تحریر وجود میں نہیں آئی بقول حضرت کے خلف اصغر حضرت علامہ ابرار احمد صاحب مدظلہ العالی اس تقریظ کے ارقام فرمانے کے بعد حضرت نے اس فانی دنیا سے کوچ فرما کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لہٰذا یہ تقریظ حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی آخری تحریر ہونے کی وجہ سے اس کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

واہ حسرتا......!!! فقیہ ملت کی اچانک رخصت کا سانحہ ملت اسلامیہ کیلئے عظیم سانحہ غم و الم ہے۔ آسمان علم و فضل سے چمکتا، دمکتا اور درخشاں خورشید علم غروب ہوگیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت فقیہہ ملت کی مرقد پرنور پر اپنی رحمتوں کے بے شمار پھولوں کی بارش نازل فرمائے اور ملت اسلامیہ کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

دعا گو

عبدالستار ہمدانی برکاتی نوری

مصنف: مومن کی نماز

تقریظ جلیل

از:۔ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ ناگپوری مدظلہ العالی، بانی ومہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

الحمد لولیه والصلاة والسلام علی نبیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وبعد!

میرے برادر طریقت علامہ الحاج عبدالستار ہمدانی برکاتی رضوی نوری جو گجرات کے مشہور شہر پوربندر کے رہنے والے ہیں اور مرشد برحق حضور سیدی سرکار مفتی اعظم حضرت العلام مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے خاص مریدوں میں سے ہیں، رب قدیر اپنے حبیب سید عالم ﷺ کے صدقہ وطفیل میں موصوف کو دشمنوں کی دشمنی، حاسدوں کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ ومامون فرمائے آمین ثم آمین۔

جناب ہمدانی صاحب اہل زمانہ کی دستیوں اور ستم ظریفیوں کا شکار ہوکر آج کل قید وبند کی زندگی گزار رہے ہیں یا یوں کہئے کہ سراج الغمہ، امن الامہ، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، جبل الاستقامت، مجدد وملت سیدنا امام احمد بن حنبل، امام ربانی سیدنا شیخ احمد فاروقی، مجدد الف ثانی اور امام العلماء سیدنا یوسف نبہانی وغیرہم اسلام کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت کا ان کو یہ صدقہ عطا ہوا ہے اسی سنت کی یہ برکت ہے کہ ہمدانی صاحب قید وبند کی کربناک حالت میں بھی دین وسنیت اور مسلک ومذہب کی خدمت میں شب وروز مصروف ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے وہ خدمت لے رہا ہے جو آزادی میں لوگ نہیں کر پاتے۔ **ذلک فضل الله یوتیه من یشاء۔** اعلیحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی رباعی کا یہ شعر ہمدانی صاحب کے حسب حال ہے۔

منم و کنج خمولی کہ نگنجد درو ے
جزمن و چند کتابے و دوات و قلمے

ہمدانی صاحب کا جیل میں رہنا اپنے عزیز و اقربا اور اہل و عیال سے دوری کا سبب ضرور ہے مگر میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ یہی دوری، یہی مجبوری اللہ و رسول کی بارگاہ سے قربت ونزدیکی کا ایک مقدس ذریعہ ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ **عسیٰ ان نکرھو شیئا فھو خیر لکم الخ الایہ** یعنی بسا اوقات جس کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تمہارے حق میں خیر ہوتی ہے اور کبھی کسی چیز کو تم پسند کرتے ہو، تمہارے لئے شر اور نقصان دہ ہوتی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ کیا چیز اچھی ہے اور کیا بری ہے تمہیں اسکا علم نہیں ..... موصوف نے اپنی آزادی کے زمانہ میں دین و مسلک کی زبانی اور قلمی خدمات انجام دی ہیں وہ آپ کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہے پوری قوم پر آپ کا ملی احسان ہے مگر قید و بند کی کربناک زندگی اور نامانوس ماحول و فضا میں جہاں قلبی ہیجان اور ذہنی انتشار ناگزیر ہے ایسے عالم میں تصنیف و تالیف کا ایک علمی ذخیرہ تیار کر لینا محض فضل ربانی اور بزرگوں کی غیبی نوازشات کا نتیجہ ہے اور یہ علمی ذخیرہ انشاء المولیٰ تعالیٰ موصوف کیلئے ذخیرہ آخرت ثابت ہوگا۔

آپ نے جیل میں رہ کر صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں کئی علوم و فنون پر کئی ضخیم مجلدات کی شکل میں قوم کے حوالے فرمایا ہے جس میں ''عرفان رضا در مدح مصطفیٰ'' دو ضخیم جلدوں میں ''سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب'' تاریخ اسلام تین ضخیم جلدوں میں آپ کی تحریری کاوشوں کا قیمتی سرمایہ اہل علم کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اسی میں سے ایک قلمی کاوش کا نتیجہ بنام ''مومن کی نماز'' آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کو پڑھئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ ہمدانی صاحب نے نماز جیسے عنوان کو تحریر و تفہیم کے اعتبار سے کتنا دلکش اور مفید بنا دیا ہے۔ جدت طرازی ہمدانی صاحب کا خاص وصف ہے جو ان کی ہر تحریر میں نمایاں ہوتا ہے۔

''مومن کی نماز'' زیر مطالعہ کتاب میں بھی آپ کا یہ رنگ پوری طرح پایا جاتا ہے۔

مسائل نماز کی تفہیم میں جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے وہ عام لوگوں کیلئے انتہائی مفید اور سہل الحصول ہے خاص طور پر فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، محرمات، مکروہات اور مباحات وغیرہ کی فہرست موقعہ و محل کی مناسبت سے جو پیش فرمائی ہے یونہی نماز کے اوقات، طلوع و غروب، زوال، نصف النہار شرعی، نصف النہار حقیقی، مثل اول، مثل دوم اور سایہ اصلی وغیرہ کی شناخت کیلئے جو نقشے پیش فرمائے ہیں وہ عام لوگوں کیلئے بڑے ہی کارآمد ہیں۔

نماز فریضہ الہیہ ہے نماز سید عالم علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز ادائے محبوب رب العالمین کا نام ہے۔ نماز مومن کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہے، نماز برکتوں کا خزانہ ہے، نماز پریشانیوں کو دور کرنے کا روحانی ذریعہ ہے۔ نماز طمانیت قلب کا نسخہ کیمیا ہے۔ نماز برائیوں سے بچا کر نیکیوں سے ہمکنار کرنے کا مضبوط وسیلہ ہے۔ نماز ایمان کی جلا اور روح کی غذا ہے۔ نماز قبر میں رفیق ہے۔ نماز حشر میں مومن کا نور ہے۔ غرضیکہ نماز مجموعہ حسنات و برکات ہے نماز دینی دینوی اور اخری بھلائیوں کا وسیلہ ہے۔ جو لوگ نماز کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے نماز کو ادا کرتے ہیں دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب سے قریب ہیں۔ یہی قربت مومن کو معراج کا شرف عطا کرتی ہے۔ ''الصلوٰۃ معراج المومنین'' یہ نماز مومن کیلئے بارگاہ خداوندی کا ایک قیمتی تحفہ ہے جو سید عالم علیہ السلام کی معراج مقدس کے طفیل مسلمانوں کو عطا کیا گیا ہے۔ کاش کہ مومن اس عظیم تحفہ ربانی کی دل و جان سے قدرت کرتے اور نماز کی ادائیگی میں پوری پوری کوشش کرتے تو آج بدحالی اور ذلت و رسوائی کا منہ نہ دیکھتے رب العالمین اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ السلام کے صدقہ و طفیل میں قوم مسلم کو ہدایت کاملہ کی روش پر چلنے کی توقع رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد موصوف کی فقہی بصیرت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مسائل کے جمع و ترتیب میں آپ نے جو کوشش کی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک ہی باب کے مسائل ایک جگہ آپ کو مل جائیں گے فقہ کی کتابوں میں سارے مسائل ایک ہی

باب میں آپ کو دستیاب نہ ہوں گے بلکہ ایک باب کے مسائل اپنے عنوان کے تحت بیان کرنے کے بجائے دوسرے باب کی مناسبت سے وہاں بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ جیسے ''سجدہ سہو'' کے باب میں بہت سے جزئیات واجبات کے باب میں مذکور ہوئے ہیں۔ بہت سے مستحبات، سنت موکدہ یا سنت غیر موکدہ کے ضمن میں آگئے ہیں۔ ہمدانی صاحب نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک باب کے تمام جزئیات کو دوسرے ابواب سے چھانٹ کر اسی باب میں درج کر دیئے ہیں جس باب کا وہ جزئیہ تھا اس سے مسائل کی تلاش میں بڑی آسانی ہوگئی ہے غرض کہ یہ کتاب موجودہ دور میں افادیت کے اعتبار سے ایک منفرد تالیف ہے۔ رب کریم مولف کی اس مقدس کاوش کو شرف قبول سے نوازے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچانے کے اسباب پیدا فرما کر اس کتاب کو قبول عام بنائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

فقد گدائے بارگاہ رضا و نوری

محمد مجیب اشرف رضوی

۱۰ ربیع الآخر شریف ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۹۹ء روز شنبہ

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اللہ رب محمد و نحن عباد

محمد صلی علیہ و سلما

نماز اسلام کا اہم رکن ہے۔ نماز افضل العبادات ہے۔ نماز تحفہ معراج ہے۔ نماز مومنین کی معراج ہے۔ بلکہ ایمان کے بعد پہلی شریعت کا پہلا حکم نماز ہے۔ حضور اقدس سید عالم ﷺ پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے پڑھی۔ دوسرے دن امیر المومنین علی مرتضیٰ ؓ نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورہ مزمل بھی نازل نہ ہوئی تھی، تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے''۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۱۸۰)

نماز پڑھنے سے بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا شمار ہم سے ناممکن ہے۔ کتب احادیث میں نماز پڑھنے کی فضیلت اتنی تفصیل سے بیان فرمائی گئی ہے کہ صرف ان فضائل کا ذکر کرنے میں ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی۔ لیکن نماز کی فضیلت کب حاصل ہوگی؟ نماز کو صحیح طور سے ادا کرنے سے ہی۔ اگر نماز کے لوازمات کا لحاظ نہیں کیا گیا اور ناقص طور پر نماز پڑھی گئی تو نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ لیکن افسوس کہ ہمارے بہت سے مومن بھائی مسائل نماز سے ناواقفیت کی وجہ سے نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا نہیں کرتے نتیجتاً ان کی نماز ناقص رہتی ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسی نماز پڑھنے والا نماز کی فضیلت سے محروم رہتا ہے۔ مومنین بھی نماز پڑھتے ہیں اور منافقین بھی نماز پڑھتے ہیں لیکن مومن کی نماز اور منافق کی نماز میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق

ہوتا ہے۔قرآن مجید میں مومن اور منافق دونوں کی نماز کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

مومن کی نماز کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر فرمایا گیا ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: ''بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں''۔ (پارہ ۱۸، رکوع ۱، سورہ المومنون، آیت نمبر ۱۔۲)

تفسیر:

''یعنی ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اعضاء ساکن ہوتے ہیں۔بعض مفسرین نے فرمایا کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہو اور دنیا سے توجہ ہٹی ہوئی ہو اور نظر جائے نماز سے باہر نہ جائے اور گوشہ چشم سے کسی طرف نہ دیکھے اور کوئی عبث کام نہ کرے اور کوئی کپڑا شانوں پر نہ لٹکائے۔اس طرح کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے ہوں اور آپ میں ملے نہ ہوں اور انگلیاں نہ چٹخائے اور اس قسم کی حرکات سے باز رہے۔بعض نے فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۱۵)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں نماز کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے اور نماز میں ایسی حرکات کرنے سے باز رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور مومن کی یہ شان بیان فرمائی گئی ہے کہ مومن جب نماز پڑھتا ہے تب خشوع وخضوع سے نماز پڑھتا ہے اور نماز میں کسی قسم کی بے جا حرکت نہیں کرتا بلکہ اپنے اعضاء کو ساکن رکھ کر کامل طور پر نماز پڑھتا ہے۔

منافق کی نماز کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر فرمایا گیا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝۴ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵

ترجمہ کنزالایمان: ''تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں''۔ (پارہ ۳۰، رکوع ۳۲، سورہ الماعون، آیت ۴، ۵)

پھر ارشاد ہوا ہے کہ ''الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝۶ (ترجمہ کنزالایمان) ''یعنی'' وہ جو

دکھاوا کرتے ہیں''۔

تفسیر:۔ مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کیلئے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں''۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۸۴)

اب کچھ احادیث کریمہ پیش خدمت ہیں:۔

حدیث:۔

امام احمد باسناد حسن و ابو یعلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تین باتوں سے منع فرمایا (۱) مرغ کی طرح ٹھونگ مارنے سے (۲) کتے کی طرح بیٹھنے سے (۳) لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے سے''۔

حدیث:۔

بخاری نے تاریخ میں اور ابن خزیمہ وغیرہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ:۔

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا کہ رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے۔ حکم فرمایا کہ پورا رکوع کرے اور ارشاد فرمایا کہ یہ اگر اسی حالت میں مرا تو ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر پر مرے گا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جو رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے اس کی مثال اس بھوکے کی ہے کہ ایک دو کھجوریں کھا لیتا ہے، جو کچھ کام نہیں دیتیں''۔

حدیث:۔

امام احمد ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ

''سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چراتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! نماز سے کیسے چراتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا''۔

حدیث:۔

امام مالک واحمد نے حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ

''رسول اللہ ﷺ نے حدود نازل ہونے سے پہلے (یعنی سزائیں مقرر ہونے سے پہلے) صحابہ کرام سے فرمایا کہ شرابی اور زانی اور چور کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ سب نے عرض کی اللہ ورسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا یہ بہت بری باتیں ہیں اور ان میں سزا ہے اور سب میں بری چوری وہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے چرائے۔ عرض کی یا رسول اللہ! نماز سے کیسے چرائے گا؟ فرمایا یوں کہ رکوع وسجود تمام نہ کرے''۔

حدیث:۔

صحیح بخاری میں حضرت شفیق سے مروی ہے کہ

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورا نہیں کرتا۔ جب اس نے نماز پڑھ لی تو بلایا اور کہا تیری نماز نہ ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ گمان ہے کہ یہ بھی کہا کہ اگر تو مرا تو فطرت محمد ﷺ کے غیر پر مرے گا''۔

حدیث:

امام احمد نے حضرت مطلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

''حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ بندہ کی اس نماز کی طرف توجہ نہیں فرماتا جس میں رکوع وسجود کے درمیان پیٹھ سیدھی نہ کرے''۔

حدیث:۔

امام ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں کہ
''حضور اقدس ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے لڑکے!
نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنے) سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے''۔

حدیث:۔

بخاری، ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی کہ
''حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو نماز میں
آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں۔ اس سے باز رہیں یا ان کی آنکھیں
اچک لی جائیں گی''۔

حدیث:۔

دارمی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنے رب جل و علا سے روایت فرماتے ہیں، وہ ارشاد فرماتا ہے کہ:۔

''جو نماز کو اس کے وقت میں ٹھیک ادا کرے، اس کیلئے مجھ پر عہد ہے کہ
اسے جنت میں داخل فرماؤں اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے
اس کیلئے میرے پاس کوئی عہد نہیں چاہوں اسے دوزخ میں لے جاؤں اور
چاہوں تو جنت میں لے جاؤں''۔ (بحوالہ: فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۳۱۴)

ہمارے بہت سے مومن بھائی پابندی سے نماز تو پڑھتے ہیں لیکن نماز کے مسائل سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے۔ نماز کے شرائط، فرائض، واجبات، سنن و مستحبات کیا ہیں؟ کن باتوں سے نماز فاسد ہوتی ہے، سجدہ سہو کرنا کب لازمی ہے، نماز کن باتوں سے مکروہ تحریکی واجب الاعادہ ہوتی ہے وغیرہ ضروری اور لازمی احکامات سے یک لخت غافل اور بے خبر ہوتے ہیں اور اپنے طور سے نماز پڑھتے ہیں۔ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں تب جلدی جلدی میں

رکوع وسجود وغیرہ کرتے ہیں اور نماز کے ارکان ادا نہیں ہوتے لیکن وہ اس کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتے اور اپنے گمان میں نماز صحیح ادا ہونے کا خیال کرتے ہیں۔ اس طرح پڑھی جانے والی نماز ناقص، ادھوری اور ناقابل توجہ ہے۔ اس طرح پڑھی جانے والی نماز سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی لہٰذا ہم پر لازمی ہے کہ ہم نماز کو صحیح طریقہ سے پڑھیں اور نماز صحیح طریقہ سے تب ہی پڑھی جائے گی جب نماز کے مسائل سے واقفیت ہوگی۔

بہت سے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ صرف نماز کی فضیلت کی طرف ہی التفات کرتے ہیں اور نماز کے مسائل کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ جب ان سے مودبانہ عرض کیا جاتا ہے کہ جناب عالی! اس طرح نماز پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، تب وہ لاابالی اور بے پرواہی سے جواب دیتے ہیں کہ جناب! ہم فضائل والے ہیں، مسائل والے نہیں۔ ہم کو نماز کی فضیلت مقصود ہے، نماز کے مسائل سے کوئی سروکار نہیں۔ اس طرح کے غیر ذمہ دارانہ جواب دے کر نماز کے مسائل کی واقفیت حاصل کرنے سے قصداً اعراض و انحراف کرتے ہیں۔ ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بے شک نماز پڑھنے میں بے شمار فضیلتیں ہیں لیکن وہ فضائل جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں کہ نماز کے مسائل کی رعایت ولحاظ کر کے نماز کے تمام ارکان صحیح طور پر ادا کئے جائیں۔ اور مسائل سے منہ موڑ کر صرف اور صرف ''فضائل، فضائل'' کی رٹ لگانا بے سود اور بے معنی ہے۔ فضائل کا دارومدار مسائل کی ادائیگی پر ہے۔ ضروری اور لازمی امور کو ترک کر کے صرف مستحبات پر عمل کرنے سے ہرگز فضیلت وثواب حاصل نہ ہوگا۔

مثال کے طور پر نماز میں عمامہ باندھنا بے شمار ثواب وفضیلت کا متضمن ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ عمامہ کے ساتھ پڑھی گئی نماز کی دو رکعتیں بغیر عمامہ کے پڑھی گئی ستر رکعت سے افضل ہیں۔ اب کوئی شخص نماز میں عمامہ شریف نماز کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے باندھے لیکن پاجامہ کے بجائے ہاف پینٹ یعنی چڈی پہن کر نماز پڑھے کہ اس کے دونوں گھٹنے نظر آتے ہوں، تو ایسے شخص کو نماز میں عمامہ باندھنے کی فضیلت حاصل ہی نہیں ہو

گی کیونکہ پاؤں کے دونوں گھٹنے شرعاً عورت ہیں اور ستر عورت شرائط نماز سے ہے پاؤں کے دونوں گھٹنوں کو چھپانا نماز کی شرطوں میں سے ہے اور پاؤں کے گھٹنے کھول کر نماز پڑھنے سے سرے سے نماز ہی نہ ہو گی۔ تو جو نماز ہی نہ ہوئی اس نماز کی فضیلت حاصل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا نماز کی فضیلت حاصل کرنے کیلئے نماز کو صحیح طریقے سے ادا کرنا لازمی ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مسائل کے بغیر فضائل حاصل ہونا محال ہے۔ صرف فضائل کے پیچھے دوڑیں اور مسائل کی پرواہ نہ کریں یہ کسی عقلمند کا کام نہیں۔ مگر افسوس کے دور حاضر میں ایک ایسی ہوا چلی ہے کہ لوگ صرف فضائل پر ہی نظر کرتے ہیں اور فضائل کا جن پر دارومدار ہے ان مسائل کو نظر انداز کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم نے اس کتاب میں نماز کے صرف مسائل ہی بیان کئے ہیں۔ نماز کے فضائل پر مشتمل کتابیں تو وافر تعداد میں فراہم ہو رہی ہیں لہٰذا ان فضائل کا اعادہ اس کتاب میں ترک کر کے نماز کے ارکان اور اس سے متعلق مثال بالتفصیل بیان کر دیئے ہیں تاکہ ہمارے مومن بھائی نماز کے مسائل کی ضروری اور لازمی واقفیت حاصل کریں اور اپنی نمازیں صحیح طور پر ادا فرمائیں۔

ایک اہم بات ضرور یاد رکھیں کہ ہر شخص اپنے گمان میں اپنی نماز کو صحیح طور پر ادا کرتا ہے لیکن کیا واقعی اس کی نماز صحیح اور ٹھیک ادا ہوتی ہے؟ اس کا فیصلہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص اپنے طور پر لے۔

حجۃ الاسلام، ابو حامد حضرت محمد بن محمد المعروف امام غزالیؒ نے ایک عجیب مثال پیش فرمائی ہے:۔

واقعہ:۔

''حضرت عطاء سلمی رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا نہایت ہی اچھا بُن کر تیار کیا۔ بڑا خوبصورت اور جاذب النظر کپڑا تیار ہوا۔ آپ اسے لے کر بازار میں فروخت کرنے آئے اور ایک بزاز یعنی کپڑے کے تاجر کو جا کر دکھایا۔ بزاز نے

کپڑے کی قیمت بہت ہی کم لگائی اور کہا کہ اس کپڑے میں فلاں فلاں عیب ہیں لہٰذا اس کپڑے کی پوری قیمت نہیں مل سکتی۔ حضرت عطا سلمیؒ نے اس کپڑے کو بزاز سے واپس لے لیا اور رونے لگے اور بہت زیادہ روئے۔ بزاز کو اس پر ندامت ہوئی اور آپ سے معذرت کرنے لگا اور کپڑے کی منہ مانگی قیمت دینے پر رضامند ہوگیا۔ اس پر حضرت عطا سلمیؒ نے فرمایا کہ میں کپڑے کی قیمت کم تعین ہونے پر نہیں روتا بلکہ میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں کپڑا بننے کا ہنر جانتا ہوں اور اس کپڑے کی مضبوطی، درستی اور خوبصورتی میں بہت کوشش کی یہاں تک کہ میری دانش میں اس میں کوئی عیب نہ تھا لیکن جب یہ کپڑا ایک ماہر کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کپڑے کے کئی ان عیوب کو ظاہر کردیئے جن عیوب سے میں بے خبر تھا۔ پھر ہمارے ان اعمال کا کیا ہوگا جب کہ وہ کل قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ معلوم نہیں ہمارے ان اعمال میں کتنے عیوب اور نقصان ظاہر ہوں گے، جن عیوب سے آج ہم بے خبر ہیں''۔

(منہاج العابدین، اردو ترجمہ، از: امام غزالی، ص ۲۹۷)

ناظرین کرام! مذکورہ واقعہ پر گہری سوچ و فکر فرمائیں کہ جن اعمال کو ہم اپنے گمان میں درست اور صحیح سمجھ رہے ہیں ان میں عیب و نقص کا امکان ہے۔ لہٰذا ہم یہ کوشش کریں کہ نماز کے ضروری مسائل کی واقفیت حاصل کریں اور اپنی نمازیں صحیح اور درست ادا کریں۔ نماز ہماری اہم ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ٹھیک ادا کرنا ہم پر لازم ہے تاکہ ہمیں برکتوں کے خزائن اور فضائل کے تحائف بھی حاصل ہوں اور ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم، صاحب معراج ﷺ کے صدقے اور طفیل میں ہر سنی مسلمان کو ایمان کی سلامتی اور درستی کے ساتھ پابندی سے صحیح نماز پڑھنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مقدسہ اور خانقاہ رضویہ بریلی

کا ادنیٰ سوالی

عبدالستار ہمدانی ''مصروف''

(برکاتی، رضوی، نوری)

خاص جیل، پوربندر (گجرات)

مورخہ ۱۲ ربیع الاخر شریف ۱۴۲۰ھ

مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۹۹ء بروز عید دوشنبہ

☆ ☆ ☆

پہلا باب
شرعی وفقہی اصطلاحات

شریعت میں ہر قسم کے اچھے اور برے کاموں کیلئے قوانین مقرر کئے گئے ہیں اور ان کاموں کی اصطلاحات مقرر کی گئی ہیں۔ تا کہ اس کام کی اہمیت ظاہر ہو۔ ذیل میں ہم شرعی اصطلاحات کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ جس طرح کوئی اچھا کام زیادہ اچھا ہوتا ہے اسی طرح کوئی برا کام بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔ ہر اچھے کام کے مقابلہ میں برا کام مقرر کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱)	مقابل	(۲)
وہ اچھے کام جن کا کرنا ضروری ہے یا ان کے کرنے کو شریعت میں پسند کیا گیا ہے اور اس کے کرنے پر اجر و ثواب ملتا ہے	ہر اچھے کام کے مقابلہ میں جو برا کام ہوتا ہے اس کو اس کے سامنے درج کر دیا گیا ہے۔	وہ برے کام جن سے بچنا ضروری ہے یا ان کے کرنے کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا اور ان کے کرنے پر عتاب وعذاب ہوگا۔

نمبر	کام کا اصطلاحی نام	اچھے کام کا مقابل برا کام	نمبر	کام کا اصطلاحی نام
۱	فرض	مقابل	۷	حرام
۲	واجب	مقابل	۸	مکروہ تحریمی
۳	سنت مؤکدہ	مقابل	۹	اساءت
۴	سنت غیر مؤکدہ	مقابل	۱۰	مکروہ تنزیہی

۵	مستحب	مقابل	۱۱	خلاف اولیٰ
۶	مباح	مقابل نہیں	......	......

مندرجہ بالا گیارہ اصطلاحی باتوں کی بالترتیب تفصیل، اس کی اہمیت، اس کا حکم، اس کے کرنے اور نہ کرنے پر ثواب و عذاب، اس کے کرنے والے اور نہ کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے وہ ہم ذیل میں پیش کرر ہے ہیں:۔

نمبر	فعل کا اصطلاحی نام	اس فعل کی وضاحت اور اس کا حکم
۱	فرض	☆ اس کا کرنا نہایت نہایت ضروری ہے۔ ☆ جو دلائل شرعیہ قطعیہ سے ثابت ہے۔ ☆ اس کے فرض ہونے کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ ☆ بلا عذر شرعی اس کو ترک کرنیوالا فاسق، مرتکب گناہ کبیرہ اور مستحق عذاب جہنم ہے۔ ☆ جو ایک وقت کی بھی فرض نماز قصداً بلا عذر شرعی دیدہ و دانستہ قضا کرے وہ فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق جہنم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۱۹۴)
۲	واجب	☆ اس کا کرنا نہایت ضروری ہے۔ ☆ جو دلائل ظنی شرعیہ سے ثابت ہو۔ ☆ اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بد مذہب ہے۔ ☆ بغیر کسی شرعی عذر اس کو چھوڑنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا مستحق ہے۔ ☆ کسی واجب کو قصداً ایک مرتبہ چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۳	سنت مؤکدہ (اس سنت کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں)	☆ جس کا کرنا ضروری ہے۔ اس کے ادا کرنے میں بہت بڑا ثواب ہے۔ ☆ جس کو حضور علیہ نے ہمیشہ کیا ہو البتہ کبھی ترک بھی کیا ہو۔ ☆ اتفاقیہ طور پر کبھی کبھی چھوڑ دینے پر بھی اللہ ورسول کا عتاب ہوگا اور اس کو ہمیشہ ترک کرنے کی عادت ڈالنے والا مستحق عذاب جہنم ہوگا۔ ☆ سنت مؤکدہ حکم میں قریب واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص۲۷۹)
۴	سنت غیر مؤکدہ (اس سنت کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں)	☆ جس کو کرنے والا ثواب پائے گا۔ ☆ جس کو حضور اقدس علیہ نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو۔ ☆ یہ سنت نظر شرع میں ایسی مطلوب ہے کہ اس کے ترک کو ناپسند کیا گیا ہے لیکن اس کے نہ کرنے پر کسی قسم کا عتاب یا عذاب نہیں۔
۵	مستحب	☆ ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اور اس کے ترک پر کسی قسم کی ناپسندیدگی بھی نہ ہو۔ ☆ خواہ اس کام کو حضور اقدس علیہ نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا اکابر علماء امت اسلامیہ نے اسے پسند فرمایا ہو۔ اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ ☆ اس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے پر عتاب وعذاب مطلقاً کچھ بھی نہیں۔

٦	مباح	☆ وہ کام جس کا کرنا اور چھوڑنا دونوں یکساں ہو یعنی جس کے کرنے میں نہ کوئی ثواب ہو اور چھوڑنے میں کوئی عتاب وعذاب ہو۔
٧	حرام	☆ جس کا چھوڑنا اور جس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ☆ جس کے حرام ہونے کا ثبوت قطعی شرعی دلائل سے ثابت ہو۔ ☆ جس کے حرام ہونے کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ ☆ جس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق، مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب جہنم ہے۔ ☆ جس کا چھوڑنا باعث ثواب ہے۔ ☆ فعل حرام مقابل ہوتا ہے فعل فرض کا۔
٨	مکروہ تحریمی	☆ جس کا چھوڑنا اور جس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ☆ جس کا خلاف شریعت ہونا دلائل ظنیہ شرعیہ سے ثابت ہو۔ ☆ جس کا ارتکاب گناہ کبیرہ وحرام سے کم ہے لیکن چند مرتبہ کرنے اور اس پر مداومت کرنے سے یہ فعل بھی گناہ کبیرہ میں شمار ہوگا۔ ☆ اس کا کرنے والا فاسق اور مستحق عذاب ہے۔ اس سے بچنا ثواب ہے۔ ☆ فعل مکروہ تحریمی مقابل ہوتا ہے فعل واجب کا۔

۹	اساءت	☆جس کا چھوڑنا اور جس سے بچنا ضروری ہے۔ ☆جس کا کرنا برا اور جس سے بچنا ثواب ہے۔ ☆کبھی کبھار کرنے والا بھی لائق عتاب اور ہمیشہ کرنے کی عادت والا مستحق عذاب ہے۔ ☆فعل اساءت مقابل ہوتا ہے فعل سنت مؤکدہ کا۔
۱۰	مکروہ تنزیھی	☆جس کا کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں۔ ☆جس کے کرنے پر عذاب بھی نہیں لیکن اس کی عادت ڈالنا برا ہے۔ ☆اس فعل سے بچنے میں بھی اجر و ثواب ہے۔ ☆فعل مکروہ تنزیہی مقابل ہوتا ہے فعل سنت غیر مؤکدہ کا۔
۱۱	خلاف اولیٰ	☆اس فعل کو کہتے ہیں جس کا چھوڑنا اور اس سے بچنا بہتر تھا لیکن اگر کرلیا تو مضائقہ بھی نہیں۔ ☆فعل خلاف اولیٰ مقابل ہوتا ہے فعل مستحب کا۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا اصطلاحات کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں تاکہ آئندہ صفحات میں نماز کے متعلق احکام و مسائل کو سمجھنے میں سہولت ہو۔ علاوہ ازیں کون سا کام کرنا ضروری ہے اور کس کام سے بچنا لازمی ہے اس کی معلومات بھی حاصل ہوگی۔

☆سنت ہدیٰ سنت مؤکدہ کا نام ہے اور سنت زائدہ سنت غیر مؤکدہ کا نام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۱۷۴ اور درمختار)

☆ ☆ ☆

دوسرا باب

نماز کی شرطوں کا بیان

☆ ان شرائط میں سے کسی ایک شرط کی عدم موجودگی میں نماز قائم ہی نہ ہو گی۔

☆ یہ وہ فرائض ہیں جو خارج نماز ہونے کی وجہ سے خارجی فرائض ہیں اور ان کو شرائط نماز کی حیثیت دی گئی ہے۔

☆ ان تمام شرائط کا نماز سے پہلے ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

☆ نماز کی کل چھ شرطیں ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

☆ ان شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نماز نہ ہو گی۔

شرائط نماز:

۱۔ طہارت

۲۔ ستر عورت

۳۔ استقبال قبلہ

۴۔ وقت

۵۔ نیت

۶ تحریمہ

''نماز کی شرطوں کی تفصیل اور احکام''

اب نماز کی چھ شرطوں کی تفصیل اور اس کے تعلق سے شرعی احکام پیش خدمت ہیں۔

نماز کی پہلی شرط: طہارت

☆ نمازی کا بدن حدثِ اکبر سے پاک ہو یعنی جنابت، حیض وغیرہ سے پاک ہونے کے لئے غسل واجب نہ ہو۔

☆ نمازی کا بدن حدث اصغر سے پاک ہو یعنی بے وضو نہ ہو۔

☆ نمازی کا بدن نجاست غلیظ وخفیفہ بقدر مانع سے پاک ہو یعنی نجاست غلیظ درہم کی مقدار سے زیادہ لگی ہوئی نہ ہو اور نجاست خفیفہ کپڑا یا بدن کے جس حصہ پر لگی ہو اس حصہ پر عضو کی چوتھائی سے زیادہ لگی ہوئی نہ ہو۔

☆ نمازی کے کپڑے نجاست غلیظہ وخفیفہ بقدر مانع سے پاک ہوں۔

☆ جس جگہ پر نماز پڑھنا ہو وہ جگہ پاک ہو۔

طہارت کے تعلق سے کچھ اہم مسائل:۔

مسئلہ: جس جگہ نماز پڑھنا ہو اس کے پاک ہونے سے مراد قدم کی جگہ اور موضع سجود کی جگہ کا پاک ہونا ہے یعنی سجدہ کرتے وقت بدن کے جو اعضاء زمین سے لگتے ہیں ان اعضاء کے زمین سے لگنے کی جگہ کا پاک ہونا ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: نماز پڑھنے والے کے ایک پاؤں کے نیچے درہم کی مقدار سے زیادہ نجاست ہے تو نماز نہ ہوگی یونہی دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درہم کے مقدار ہو جائے گی تو بھی نماز نہ ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ: پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ پر ہے تو نماز ہو جائے گی کیونکہ ناک درہم کی مقدار سے کم جگہ پر لگتی ہے اور بلا ضرورت و مجبوری یہ بھی مکروہ ہے۔

(ردالمختار)

مسئلہ: اگر سجدہ کرنے میں کرتہ وقمیض کا دامن وغیرہ نجس جگہ پر پڑتے ہوں تو حرج نہیں۔

(ردالمختار)

مسئلہ: اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی کہ وہ کپڑا ستر کے کام میں نہیں آ سکتا یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو تو نماز نہ ہوئی اور اگر شیشہ Glass پر نماز پڑھی اور اس کے نیچے نجاست ہے، اگرچہ نمایاں ہو تو بھی نماز ہو جائے گی۔

(ردالمختار)

مسئلہ: اگر موٹا کپڑا نجس جگہ پر بچھا کر نماز پڑھی اور نجاست خشک ہے کہ کپڑے میں جذب نہیں ہوتی اور نجاست کی رنگت اور بدبو محسوس نہیں ہوتی تو نماز ہو جائے گی کہ یہ کپڑا نجاست اور نمازی کے درمیان فاصل ہو جائے گا۔ (بہار شریعت)

نوٹ:۔ اگر پاک وصاف جگہ میسر ہے تو نجس جگہ پر کپڑا بچھا کر نماز نہ پڑھے۔ مذکورہ بالا مسائل حالت مجبوری کی صورت کے ہیں۔

نماز کی دوسری شرط: ستر عورت:۔

پہلے ہم ستر عورت کے معنی عرض کرتے ہیں۔ ستر یعنی چھپانا اور عورت یعنی مرد اور عورت کے بدن کا وہ حصہ جس کو کھولنا معیوب اور اس کو چھپانا لازمی ہے۔ لہٰذا اب ستر عورت کے معنی یہ ہوئے کہ مرد اور عورت کے بدن کا وہ حصہ جس پردہ واجب ہے اور اس کا دکھانا باعث شرم ہے۔ عورت (Ladies) کو عورت (چھپانے کی چیز) اس لئے کہتے ہیں کہ وہ واقعی چھپانے کی چیز ہے۔ یعنی عورت عورت ہے۔

حدیث:۔

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

''عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے۔ جب نکلتی ہے تب شیطان اس

کی طرف جھانکتا ہے"۔

مسئلہ: بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے وہ حصہ نماز کی حالت میں چھپا ہوا ہونا شرط ہے۔

ستر عورت کے تعلق سے کچھ اہم مسائل:۔

مسئلہ: ستر عورت ہر حال میں واجب ہے۔ خواہ نماز میں ہو یا نہ ہو یا تنہا ہو۔ کسی کے سامنے بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں۔ لوگوں کے سامنے یا نماز میں ستر عورت بالا جماع فرض ہے۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: اتنا باریک کپڑا کہ جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کیلئے کافی نہیں۔ اس سے اگر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری، فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ ص ۱)

مسئلہ: مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک کا بدن عورت ہے یعنی اس کو چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے اس میں داخل ہیں۔

(درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: عورت کیلئے سارا بدن عورت ہے یعنی اسکو چھپانا فرض ہے لیکن منہ کی ٹکلی یعنی چہرہ، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے تلوے عورت نہیں یعنی بحالت نماز عورت کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں تلوے کھلے ہوں گے تو نماز ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ: مرد کے جسم کا جو شرعاً عورت ہے، اس حصہ بدن کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ الگ الگ عضو (Parts) میں شمار کیا جائے گا اور ان میں سے کسی ایک عضو کی چوتھائی جتنا حصہ کھل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲)

مسئلہ: مرد کے بدن کے حصہ ستر عورت کے جو آٹھ اعضاء ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ذکر یعنی آلہ تناسل اپنے تمام اجزاء حشفہ وقلفہ وغیرہ کے ساتھ مل کر ایک عضو ہے

(۲) انثیین یعنی دونوں حصے (فوطے، کپورے) مل کر ایک عضو ہے (۳) دبر یعنی پاخانہ کی جگہ (۴/۵) ہر ایک سرین (یعنی چوتڑ) ایک عضو ہے (۶/۷) دونوں رانیں اپنی جڑ سے گھٹنے کے نیچے تک الگ الگ عضو ہے۔ ہر گھٹنا اپنی ران کا تابع ہے (۸) کمر بند کی جگہ یعنی ناف کے نیچے کے کنارہ سے تناسل کی جڑ تک اور اس کی سیدھ میں آگے پیچھے اور دونوں کروٹوں کی جانب سب مل کر ایک عضو ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۳، ص ۲)

مسئلہ: عورت کے بدن سے چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں تلوؤں کے علاوہ سارا بدن عورت یعنی اسکو چھپانا فرض ہے اسکو چھبیس (۲۶) اعضاء میں حسب ذیل تقسیم کیا گیا ہے:-

(۱) سر جہاں عادتاً بال اگتے ہیں (۲) بال جو لٹکے ہوئے ہوں (۳/۴) دونوں کان (۵) گردن جس میں گلا بھی شامل ہے (۶/۷) دونوں کندھے (۸/۹) دونوں دونوں بازو (۱۰/۱۱) دونوں کلائیاں (۱۲) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کے نیچے تک (۱۳/۱۴) دونوں پستان (۱۵) پیٹ یعنی پستان کے حدِ زیریں سے نافؑ کے نیچے والے کنارے تک (۱۶) پیٹھ یعنی پیٹ کے مقابل پشت کی جانب سیدھ میں سینہ کے نیچے سے شروع کمر تک جتنی جگہ ہے (۱۷) دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ (۱۸/۱۹) دونوں سرین یعنی چوتڑ (۲۰) فرج یعنی شرمگاہ یعنی اندام نہانی (۲۱) دبر یعنی پاخانہ کی جگہ (۲۲/۲۳) دونوں رانیں گھٹنے بھی اس میں شامل ہیں (۲۴) ناف کے نیچے پیڑو کی جگہ اور اس کی سیدھ میں پشت کی جگہ (۲۵/۲۶) دونوں پنڈلیاں۔

(حوالہ:- فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۶-۸)

مسئلہ: مرد اور عورت کے مذکورہ اعضاء ستر عورت میں سے کسی ایک عضو کی چوتھائی جتنا حصہ ایک رکن تک یعنی تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے کے وقت کی مقدار تک کھلا رہا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ: اگر نمازی نے مذکورہ اعضاء میں سے کسی ایک عضو کی چوتھائی قصداً کھولی۔ اگرچہ فوراً چھپایا اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے تک کھلا نہ رہنے دیا تب بھی

اس کی نماز عضو کی چوتھائی کے کھلنے کے وقت ہی فوراً فاسد ہوگئی۔

(فتاوی رضویہ جلد ۳، ص۱)

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت مذکورہ اعضاء میں سے کسی عضو کی چوتھائی کھلی ہے یعنی اسی حالت میں تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہی تو اس کی نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

(ردالمحتار)

مسئلہ: عورتوں کا وہ دوپٹہ کہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مفسد نماز ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲، ص۱)

مسئلہ: عورت کا چہرہ اگر عورت نہیں لیکن غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا منع ہے اور اس کے چہرہ کی طرف نظر کرنا اور دیکھنا غیر محرم کے لئے جائز نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: ستر عورت کے معنی یہ ہیں کہ نمازی اپنے ستر کو دوسرے لوگوں سے اس طرح چھپائے کہ اس کے جسم کی طرف عام طور سے نظر کرنے سے اس کا ستر ظاہر نہ ہو۔ تو معاذ اللہ اگر کسی شریر نے کسی نمازی کا ستر جھک کر دیکھ لیا تو نمازی کی نماز ہو جائے گی۔ نماز میں کچھ فرق نہیں آئے گا البتہ جھک کر دیکھنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: آج کل لوگوں میں ایک غلط مسئلہ رائج ہے اگر تہبند (لنگی) کے نیچے چڈی یا جانگیہ نہیں پہنا تو نماز نہیں ہوتی۔ یہ بات غلط ہے۔ نماز ہو جائے گی۔

نماز کی تیسری شرط:- استقبال قبلہ

مسئلہ: استقبال قبلہ یعنی نماز میں قبلہ (خانہ کعبہ) کی طرف منہ کرنا۔

مسئلہ: کعبہ کی طرف منہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ چہرے کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی طرف واقع ہو۔

مسئلہ: اگر نمازی کا چہرہ کعبہ کی جہت سے تھوڑا ہٹا ہوا ہے لیکن اس کے چہرے کا کوئی جز کعبہ کی طرف ہے تو اس کی نماز ہوجائیگی۔ اور اس کی مقدار ۴۵ درجہ

(Degree) رکھی گئی ہے۔ یعنی ۴۵ درجہ سے کم انحراف ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر ۴۵ درجہ سے زیادہ انحراف ہے تو نماز نہ ہوگی۔

(درمختار، فتاوی رضویہ جلد ۳، ص ۱۲)

مسئلہ: خانہ کعبہ سے ۴۵ درجہ سے کم انحراف کی صورت میں نماز ہو جائے گی۔ اس کو آسانی سے سمجھنے کے لئے قریب میں دیئے گئے نقشہ کو ملاخطہ فرمائیں۔ اگر نمازی کا چہرہ تیر نمبر ا کی سمت ہے تو عین خانہ کعبہ کی طرف اس کا منہ ہے اور دائیں تیر نمبر ۲ اور بائیں تیر نمبر ۳ کی طرف جھکے تو جب تک تیر نمبر ۲ اور ۳ کے درمیان ہے جہت کعبہ میں ہے۔ اور جب تیر نمبر ۲ اور ۳ سے بڑھ گیا تو جہت کعبہ سے نکل گیا اور اسکی نماز نہ ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ: ہمارا قبلہ خانہ کعبہ ہے۔ خانہ کعبہ کے قبلہ ہونے سے مراد صرف بنائے کعبہ (عمارت) کا نام نہیں بلکہ وہ فضا ہے جو اس بنا کی محاذات میں ساتوں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر کسی نے بلند پہاڑ پر یا گہرے کنویں میں نماز پڑھی اور کعبہ کی جہت میں منہ کیا تو اس کی نماز ہوگئی حالانکہ کعبہ کی عمارت کی طرف توجہ نہ ہوئی لیکن فضا کی طرف پائی گئی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر ہے کہ قبلہ کی شناخت نہ ہو۔ نہ وہاں کوئی ایسا مسلمان ہے جو اسے قبلہ کی جہت بتادے۔ نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند سورج ستارے نکلے ہوں یا نکلے ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے شخص کے لئے حکم ہے کہ تحری کرے یعنی سوچے اور جدھر قبلہ ہونے پر دل جمے ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھے، اس کے حق میں ہی قبلہ ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تحری کر کے (سوچ کر) قبلہ طے کر کے نماز پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی تھی، تو اب دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں، نماز ہوگئی۔ (تنویر الابصار، فتاوی رضویہ جلد ا ص ۶۶۱)

مسئلہ: اگر وہاں کوئی قبلہ کی جہت جاننے والا تھا لیکن اس سے دریافت نہیں کیا اور خود سے غور کر کے کسی طرف منہ کر کے پڑھ لی، تو اگر قبلہ کی طرف منہ تھا تو نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح پڑھنے کے وقت کی مقدار اس کا سینہ قبلہ سے پھرا ہوا رہا، تو بھی نماز فاسد ہوگئی۔

(منیۃ المصلی، بحرالرائق)

مسئلہ: اگر نمازی نے قبلہ سے سینہ نہیں بلکہ صرف چہرہ پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ اپنا چہرہ فوراً قبلہ کی طرف کر لے۔ اس صورت مین اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ ہو جوئے گی لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (منیۃ المصلی)

نماز کی چوتھی شرط:- وقت

☆ جس وقت کی نماز پڑھی جائے اس نماز وقت ہونا۔

☆ وقت فجر:- طلوع فجر (صبح صادق) سے طلوع آفتاب تک ہے۔

☆ وقت ظہر:- دوپہر کو آفتاب کے نصف النہار سے ڈھلنے پر شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی سے دوچند (ڈبل) ہو جائے۔

☆ وقت عصر:- ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہوتا ہے اور آفتاب غروب ہونے تک رہتا ہے۔

☆ وقت مغرب:- آفتاب غروب ہونے سے غروب شفق تک ہے۔

☆ وقت عشاء:- غروب شفق سے طلوع جفر (صبح صادق) تک ہے۔

نوٹ:- ہر وقت کی نماز کے بیان میں وقت کے تعلق سے تفصیلی مسائل آئندہ صفات میں ملاحظہ فرمائیں۔

نماز کی پانچویں شرط :۔ نیت

☆ یعنی نماز پڑھنے کی نیت ہونی چاہیے۔

حدیث :۔

بخاری و مسلم نے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ سے روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں "**انما الاعمال بالنیات و لکل امرء مانوی**" یعنی اعمال کا مدار نیت پر ہی ہے اور ہر شخص کیلئے وہ ہے جو اس نے نیت کی"۔

نیت کے تعلق سے اہم مسائل :۔

مسئلہ: نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ محض جاننا نیت نہیں تاوقتیکہ ارادہ نہ ہو۔
(تنویر الابصار)

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔ نماز کی نیت کیلئے عربی زبان میں نیت کرنے کی تخصیص نہیں کسی بھی زبان میں نیت کر سکتا ہے۔ البتہ عربی زبان میں نیت کرنا افضل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: احوط یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہتے وقت نیت حاضر ہو۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں بلکہ دل کے ارادہ کا اعتبار ہے۔ مثلاً ظہر کی نماز کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا تو بھی ظہر کی نماز ادا ہوگی (ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ: نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کہ کون سی نماز پڑھتا ہے تو فوراً بلا تامل بتادے کہ فلاں نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایسا کوئی جواب دے کہ سوچ کر بتاؤں گا تو نماز نہ ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ: نفل نماز کیلئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔ اگرچہ نفل نیت میں نہ کہے۔
(درمختار)

مسئلہ: فرض نماز میں نیت ضروری ہے۔ مطلق نماز کی نیت کافی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: فرض نماز میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس خاص نماز کی نیت کرے۔ مثلاً آج کی ظہر یا فلاں وقت کی فرض نماز پڑھتا ہوں۔ (تنویر الابصار)

مسئلہ: فرض نماز میں صرف اتنی نیت کرنا کہ آج کی فرض پڑھتا ہوں کافی نہیں بلکہ نماز کو متعین کرنا ہوگا۔ مثلاً آج کی ظہر یا آج کی عشاء وغیرہ۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: واجب نماز میں واجب کی نیت کرے اور اسے متعین بھی کرے۔ مثلاً نماز عید الفطر، عید الاضحیٰ، وتر، نذر، نماز بعد طواف وغیرہ۔

مسئلہ: سنت، نفل اور تراویح میں اصح یہ ہے کہ مطلق نماز کی نیت کافی ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح کی یا سنت وقت کی یا قیام اللیل کی نیت کرے۔ تراویح کے علاوہ باقی سنتوں میں بھی سنت یا نبی کریم ﷺ کی متابعت کی نیت کرے۔ (منیۃ المصلی)

نیت میں تعداد رکعت کی ضرورت نہیں البتہ افضل ہے۔ اگر تعداد رکعت میں غلطی واقع ہوئی مثلاً تین رکعت ظہر کی یا چار رکعت مغرب کی نیت کی اور ظہر کی چار پڑھی اور مغرب کی تین پڑھی تو نماز ہو جائے گی۔ (ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ: یہ نیت کرنا کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے، شرط نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قبلہ سے انحراف واعراض کی نیت نہ ہو۔ (ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ: مقتدی کو امام کی اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مقتدی نے بہ نیت اقتداء یہ نیت کی کہ جو امام کی نماز ہے وہی میری نماز تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتداء کا قصد نہ کیا اس کی نماز نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نیت اقتدا میں یہ علم ہونا ضروری نہیں کہ امام کون ہے؟ زید ہے یا عمرو ہے۔ صرف یہ نیت کافی ہے کہ اس امام کے پیچھے۔ (غنیۃ)

مسئلہ: اگر مقتدی نے یہ نیت کی کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں اور بعد کو معلوم ہوا کہ امام زید

نہیں بلکہ عمرو ہے تو اقتدا صحیح نہیں۔ (عالمگیری، غنیۃ)

مسئلہ: امام کو مقتدی کی امامت کرنے کی نیت ضروری نہیں یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس شخص نے اس امام کی اقتدا کی تو نماز ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر کسی کی فرض نماز قضا ہو گئی ہو اور وہ قضا پڑھتا ہو تو قضا نماز پڑھتے وقت دن اور نماز کا تعین کرنا ضروری ہے۔ مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز کی قضا کی نیت ہونا ضروری ہے۔ اگر مطلقاً کسی وقت کی قضا نماز کی نیت کی اور دن کا تعین نہ کیا یا صرف مطلقاً قضا نماز کی نیت کی تو کافی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں باقی ہیں اور دن و تاریخ بھی یاد نہ ہو اور ان نمازوں کی قضا پڑھنی ہے تو اس کیلئے نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمے ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں۔

(درمختار)، فتاوی رضویہ جلد ۳، ص ۶۲۴)

نماز کی چھٹی شرط:۔ تکبیر تحریمہ

☆ یعنی ''اللہ اکبر'' کہہ کر نماز شروع کرنا۔

☆ نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن ہے، باقی نمازوں میں شرط ہے۔ (درمختار)

نوٹ:۔ تکبیر تحریمہ کے تعلق سے تفصیلی مسائل ''نماز کے فرائض'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ ☆ ☆

تیسرا باب
نماز کے فرائض

☆ یہ وہ فرائض ہیں جو نماز کے اندر کئے جانے کی وجہ سے داخلی فرائض ہیں۔

☆ ان فرائض کو ادا کئے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں۔ (بہار شریعت)

☆ اگر ان میں سے ایک کام بھی جان بوجھ کر (قصداً) یا بھول کر (سہواً) چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہ ہوگی بلکہ از سر نو نماز پڑھنا ضروری ہے۔
(ردالمحتار، غنیۃ)

☆ نماز کے کل سات فرائض حسب ذیل ہیں۔

فرائض نماز
۱۔ تکبیر تحریمہ
۲۔ قیام
۳۔ قرأت
۴۔ رکوع
۵۔ سجدہ
۶۔ قعدۂ اخیرہ
۷۔ خروج بصنعہ

نماز کا پہلا فرض: ۔تکبیر تحریمہ:

☆ حقیقۃً یہ شرائط نماز سے ہے مگر چونکہ افعال نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے اس وجہ سے اس کا شمار نماز کے فرائض میں بھی ہوا ہے۔

☆ تکبیر تحریمہ یعنی "اللہ اکبر" کہہ کر نماز شروع کرنا۔ حالانکہ نماز کے دیگر ارکان کی ادائیگی اور انتقال کیوقت بھی "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے لیکن صرف نماز شروع کرنے کے وقت جو "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے وہی تکبیر تحریمہ ہے اور وہ فرض ہے۔ اس کو چھوڑنے سے نماز نہ ہوگی۔

☆ نماز کے دیگر ارکان کی ادائیگی کے وقت جو "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے اسے تکبیر انتقال کہتے ہیں۔

☆ نماز کے تمام شرائط یعنی طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، وقت اور نیت کا تکبیر تحریمہ کہنے کے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اگر "اللہ اکبر" کہہ چکا اور کوئی شرط مفقود ہے تو نماز قائم ہی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار، درمختار)

تکبیر تحریمہ کے تعلق سے اہم مسائل:۔

مسئلہ: جن نمازوں میں قیام فرض ہے اس میں تکبیر تحریمہ کیلئے بھی قیام فرض ہے۔ اگر کسی نے اٹھ کر "اللہ اکبر" کہا پھر کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: امام کو رکوع میں پایا اور مقتدی تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا اور تکبیر تحریمہ اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے تو اس کی نماز نہ ہوئی۔

(ردالمحتار)

مسئلہ: بعض لوگ امام کو رکوع میں پالینے کی غرض سے جلدی جلدی میں رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اور جھکنے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی۔ ان کو اپنی نماز پھر دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۳)

مسئلہ: مقتدی نے لفظ "اللہ" امام کے ساتھ کہا مگر لفظ "اکبر" کو امام سے پہلے ختم کر چکا تو اس مقتدی کی نماز نہ ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ: نفل نماز کیلئے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی تو نماز نہ ہوئی اور اگر بیٹھ کر کہی تو ہوگئی۔
(ردالمحتار)

مسئلہ: جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا اور کسی وجہ سے زبان بند ہوگئی اس پر تلفظ واجب نہیں۔ دل میں ارادہ کافی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولیٰ یعنی تکبیر تحریمہ کی فضیلت مل گئی (عالمگیری)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ میں لفظ "اللہ اکبر" کہنا واجب ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کیلئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے یعنی انگلیوں کو بالکل ملانا بھی نہ چاہیے اور بہ تکلف کشادہ بھی نہ رکھنا چاہئے اور یہ سنت طریقہ ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو ہونا سنت ہے۔
(بہارشریعت)

مسئلہ: دونوں ہاتھوں کو تکبیر سے پہلا اٹھانا سنت ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے وقت سر نہ جھکانا بلکہ سیدھا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ: عورت کیلئے سنت ہے کہ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ صرف مونڈھوں تک اٹھائے۔
(ردالمحتار)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھ لینا سنت ہے۔ ہاتھ کو لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد فورا دونوں ہاتھوں کو کان سے ہٹا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیے۔ (بہارشریعت)

نوٹ:۔ بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکاتے ہیں پھر ہاتھ باندھتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ: امام کا تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقال بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے صرف ایک ہاتھ ہی کان تک اٹھا سکتا ہے تو ایک

ہاتھ ہی کان تک اٹھائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مقتدی اور اکیلے پڑھنے والے کو تکبیر تحریمہ جہر (بلند آواز) سے کہنے کی ضرورت نہیں صرف اتنی آواز ضروری ہے کہ خود سنیں۔ (درمختار، بحر)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت موکدہ ہے۔ ہاتھ اٹھانا ترک کرنے کی عادت سے گنہگار ہوگا۔ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ نہ اٹھانے سے نماز مکروہ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ا، صفحہ ۱۷۶)

مسئلہ: اگر امام تکبیر انتقال یعنی ''اللہ اکبر'' بلند آواز سے کہنا بھول گیا اور آہستہ کہا تو سنت کا ترک ہوا۔ کیوں کہ اللہ اکبر پورا باآواز کہنا سنت ہے۔ نماز میں کراہت تنزیہی آئی مگر نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۴۷)

نماز کا دوسرا فرض:۔ قیام

مسئلہ: یعنی نماز میں کھڑا ہونا اور قیام کی کمی کی جانب حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے (دراز کرے) تو گھٹنوں تک ہاتھ نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: قیام کی مقدار اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قرأت ہے۔ یعنی بقدر قرأت فرض قیام بھی فرض ہے اور بقدر قرأت واجب وسنت قیام بھی واجب وسنت ہے۔

(درمختار)

مسئلہ: مذکورہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے۔ پہلی رکعت میں فرض کے قیام میں تکبیر تحریمہ کی مقدار بھی شامل ہوگئی اور قیام مسنون میں ثناء تعوذ اور تسمیہ مقدار شامل ہوگئی۔ (بہار شریعت)

قیام کے تعلق سے اہم مسائل:۔

مسئلہ: فرض، وتر، عیدین اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے۔ اگر بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے پاؤں کو زمین سے اٹھا رکھ کر قیام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر کچھ دیر کیلئے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر "اللہ اکبر" کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

(غنیۃ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۵۲)

مسئلہ: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ذرا سی بے طاقتی یا معمولی مرض یا بڑھاپا (کبرسنی) کی وجہ سے سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں۔ حالانکہ ان بیٹھ کر نماز پڑھنیوالوں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے، نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو، نہ گر پڑنے کی حالت ہو۔ بارہا کا مشاہدہ ہے کہ کمزوری اور بیماری کے بہانے بیٹھ کر فرض پڑھنے والے کھڑے رہ کر بہت دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بیٹھ کر فرض پڑھنا جائز نہیں بلکہ فرض ہے کہ کھڑے ہو کر فرض ادا کریں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۵۳، اور ۴۲۴)

مسئلہ: اگر کوئی شخص کمزور یا بیمار ہے لیکن عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ ان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو کر پڑھے۔

(غنیۃ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۳)

مسئلہ: کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے (غنیۃ) یعنی جبکہ چکر آنے کا گمان غالب ہو۔ اسی طرح چلتی ٹرین، بس و دیگر سواریوں میں اگر کھڑا رہنا ممکن نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن پھر اعادہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ا ص ۷۶۲)

مسئلہ: قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظم سے منقول ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۱)

مسئلہ: قیام میں "**تراوح بین القدمین**" یعنی تھوڑی دیر ایک پاؤں پر زور

(وزن) رکھنا پھر تھوڑی دیر دوسرے پاؤں پر زور رکھنا سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۸)

مسئلہ: نمازی کو حالت قیام میں اپنی نظر سجدہ کی جگہ کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: قیام میں مرد ہاتھ یوں باندھے کہ ناف کے نیچے، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے ارد گرد حلقہ کی شکل میں رکھے اور بیچ کی تینوں انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی کلائی کی پشت پر بچھا دے۔ عورت بائیں ہتھیلی سینہ پر پستان (چھاتی) کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر داہنی ہتھیلی رکھے۔ (غنیتہ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶)

مسئلہ: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی نماز نفل بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ آج کل عوام میں عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنی چاہیے اور شاید نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا افضل گمان کرتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے۔ نفل نماز بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور کھڑے ہو کر پڑھنے میں دونا ثواب ہے۔ البتہ اگر بغیر کسی عذر کے بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھی تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی مگر ثواب آدھا حاصل ہوگا۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت جلد ۴، ص ۱۷)

مسئلہ: حضور پرنور سرور عالم ﷺ نے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی مگر ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے مثل یعنی تمہارے جیسا نہیں۔ میرا ثواب کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں میں یکساں ہے، تو امت کیلئے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶۱)

مسئلہ: بیٹھ کر نفل ادا کرنے میں رکوع اس طرح کرنا چاہیے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اور رکوع میں سرین (چوتڑ) اٹھانے کی حاجت نہیں۔ بیٹھ کر نماز

پڑھنے میں رکوع کرتے وقت سرین اٹھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۱ اور ۶۹)

مسئلہ: حالت قیام میں دائیں بائیں جھومنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۳)

مسئلہ: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا یا سجدہ تو کرسکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے پڑھے اور کھڑے ہو کر اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ (درمختار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۶۸)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کیلئے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور اگر گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے، تو گھر میں پڑھے۔ اگر گھر میں جماعت میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ تنہا کھڑے ہو کر گھر میں ہی پڑھ لے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۶۹)

مسئلہ: جس شخص کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ ٹپکتا ہے لیکن بیٹھ کر نماز پڑھنے سے قطرہ نہیں آتا تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے بشرطیکہ کہ قطرہ ٹپکنے کا عارضہ اور کسی طریقہ سے روک نہ سکے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۶۹)

نماز کا تیسرا فرض:۔ قراءت:۔

☆ یعنی قرآن مجید کا اس طرح پڑھنا کہ تمام حروف اپنے مخرج سے صحیح طور سے ادا کئے جائیں کہ ہر حرف اپنے غیر سے صحیح طور سے ممتاز ہو جائے۔ مثلاً حرف، ج، ذ، ز، ض اور ظ اپنے اپنے مخرج سے اس طرح صحیح ادا ہوں کہ سننے والا امتیاز کر سکے کہ کون سا حرف پڑھا گیا ہے۔

(بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۰۴ و ۱۱۱)

☆ آہستہ آہستہ پڑھنے میں ضروری ہے کہ اتنی آواز سے پڑھے کہ خود کو سننے میں

آئے۔ اگر کوئی مانع یعنی قریب میں کسی قسم کا کوئی شور و غل نہیں یا اسے ثقل سماعت (بہرا پن) نہیں اور اتنی دھیمی آواز سے قرأت کی کہ خود کو بھی سننے میں نہ آیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

☆ قرأت فرض ہونے سے مراد مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت و نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے۔

(عامہ کتب، فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۱۲۲، ۱۳۲)

☆ ایک چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے ص، ن، ق تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا اگرچہ اس کو بار بار پڑھے۔

(عالمگیری، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۱۳۱)

☆ قرآن شریف پڑھنے میں تجوید ضروری ہے اور اتنی تجوید کم از کم کہ حروف صحیح ادا ہوں اور غلط پڑھنے سے بچے فرض عین ہے۔

(بزازیہ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۰)

☆ صحت نماز کیلئے فن تجوید جاننا ضروری نہیں البتہ حروف صحیح ادا ہونا ضروری ہے۔ بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سن سن کر صحیح پڑھتے ہیں۔ اگر ان سے حروف کے مخارج کے متعلق پوچھا جائے تو مخارج نہیں بتا سکتے حالانکہ وہ صحیح طور پر قرآن پڑھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۸)

☆ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت و نفل کی ہر رکعت میں مطلقاً ایک آیت کا پڑھنا امام اور منفرد پر فرض ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۷۱)

☆ فرض کی کسی رکعت میں قرأت نہ کی یا صرف ایک ہی رکعت میں قرأت کی تو نماز فاسد ہوگئی۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۷۰)

قرأت کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: سورۂ فاتحہ پوری پڑھنا یعنی اس کے ساتوں آیتیں مستقل پڑھنا واجب ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک کرنا ترکِ واجب ہے۔

(بہار شریعت)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ پڑھنے میں اگر ایک لفظ بھی بھولے سے رہ جائے تو سجدۂ سہو کرے۔

(درمختار)

مسئلہ: الحمدللہ (سورۂ فاتحہ) کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔ یعنی ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیت یا ایک بڑی آیت تین چھوٹی آیت کے برابر۔

(بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۳۔ ۱۳۴)

مسئلہ: الحمدللہ شریف تمام وکمال پڑھنا واجب ہے اور اس کے ساتھ کسی دوسری سورت سے ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا بھی واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۳)

مسئلہ: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں ''الحمد'' کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔

(بہار شریعت)

مسئلہ: وتر، سنت اور نفل نماز کی ہر رکعت میں ''الحمد'' کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔

(بہار شریعت)

مسئلہ: اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول گیا یا سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور بغیر سورۂ فاتحہ سورہ پڑھی تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۵)

مسئلہ: الحمدللہ (سورۂ فاتحہ) کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: الحمدللہ شریف صرف ایک ہی مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ زیادہ مرتبہ پڑھنا ترک واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: الحمد اور سورت کے درمیان فصل (وقفہ) نہ ہو یعنی الحمد کے بعد فوراً سورت کا

پڑھنا اور دونوں کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا واجب ہے۔ ''آمین''
سورۂ فاتحہ کے تابع ہے اور ''بسم اللہ'' سورت کے تابع ہونے کی وجہ سے فاصل
نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: سورت پہلے پڑھی اور الحمد للہ بعد میں پڑھی یا الحمد شریف اور سورت کے درمیان
دیر کی یعنی تین مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کی قدر چپ رہا تو سجدہ سہو واجب ہے۔
(در مختار)

مسئلہ: سورتوں کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' ایک پوری آیت
ہے مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ (در مختار)

مسئلہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے نمازی یعنی مقتدی کو نماز میں قرأت پڑھنا
جائز نہیں۔ نہ سورۂ فاتحہ پڑھے نہ ہی کوئی دوسری آیت پڑھے۔ یہاں تک کہ
ظہر و عصر میں اور مغرب و عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں کہ جب امام آہستہ
قرأت پڑھتا ہے ان تمام رکعتوں میں اور جہر یعنی بلند آواز سے پڑھی جانے
والی رکعتوں میں بھی مقتدی کو قرأت پڑھنا جائز نہیں۔ امام کی قرأت مقتدی
کیلئے کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۲، ۸۸)

مسئلہ: نماز میں تعوذ و تسمیہ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں لہٰذا تعوذ و تسمیہ بھی
مقتدی کیلئے مسنون نہیں۔ لیکن جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو امام کے
سلام پھیرنے کے بعد جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے اس وقت ان دونوں کو
پڑھے۔ (در مختار)

مسئلہ: امام نے جہری نماز میں قرأت شروع کر دی ہو تو مقتدی ثنا نہ پڑھے بلکہ خاموش
رہ کر قرأت سنے کیوں کہ قرأت کا سننا فرض ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱)

مسئلہ: امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت پڑھنا سخت منع ہے۔ احادیث کریمہ میں اس کے
تعلق سے سخت ممانعت اور وعید وارد ہیں۔ چند احادیث ذیل میں مرقوم ہیں:۔

حدیث: ترمذی، حاکم و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو شخص امام کے پیچھے ہو، تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے"۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں انگارا ہو۔

حدیث: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے، کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن زید بن رضی اللہ عنہ ثابت اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سوال ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہ کرے۔

حدیث: امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطا کی۔

مسئلہ: قرأت خود سری ہو خواہ جہری ہو، بسم اللہ ہر حال میں آہستہ پڑھی جائے گی۔
(درمختار، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۵۶۱۔۵۶۵)

مسئلہ: اگر سورۂ فاتحہ کے بعد کسی سورت کو اول سے شروع کرے تو سورۂ فاتحہ کے بعد بھی سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: تعوذ پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں مسنون ہے۔
(ردالمحتار)

مسئلہ: مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کی وتر کی سب رکعتوں میں امام پر جہر یعنی بلند آواز سے قرأت پڑھنا واجب ہے۔
(درمختار)

مسئلہ: مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعت اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں امام کو آہستہ قرأت پڑھنا واجب ہے۔
(درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۹۳)

مسئلہ: جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی کم از کم وہ لوگ جو پہلی صف میں ہیں وہ

سن سکیں یہ ادنیٰ درجہ قرأت کرنے کا ہے اور اعلیٰ درجہ کیلئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ قرأت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خود سن سکے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ: اس طرح پڑھنا کہ فقط ایک دو آدمی جو امام کے قریب ہیں وہی سن سکیں تو اس طرح پڑھنا جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: ضرورت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسروں کیلئے باعث تکلیف ہو مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: نماز میں ''آمین'' بلند آواز سے کہنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۶۳)

مسئلہ: رات میں جماعت سے نفل پڑھنے میں امام پر جہر سے قرأت پڑھنا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: دن میں نوافل پڑھنے میں آہستہ آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل اگر تنہا پڑھتا ہے تو اختیار ہے۔ چاہے آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے (جہر) پڑھے۔ (درمختار)

مسئلہ: منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے وجہری نماز (فجر، مغرب، عشاء) میں اختیار ہے۔ چاہے تو آہستہ قرأت پڑھے اور چاہے تو بلند آواز سے پڑھے لیکن افضل یہ ہے کہ بلند آواز (جہر) سے پڑھے جبکہ ادا پڑھتا ہو اور اگر قضا پڑھتا ہو تو آہستہ قرأت پڑھنا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت کی قرأت سے قدرے زیادہ ہو ۔یہی حکم جمعہ وعیدین کی نماز میں بھی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دوسری رکعت کی قرأت پہلی رکعت کی قرأت سے طویل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ جب کہ فرق صاف طور پر ظاہر اور معلوم ہو۔

(درمختار، ردالمحتار، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۰۰)

مسئلہ: امام کیلئے ضروری ہے کہ بیمار، ضعیف بوڑھے اور کام پر جانے والے ضرورت

منفرد مقتدیوں کا لحاظ کرتے ہوئے طویل قرأت نہ کرے کہ ان کو تکلیف پہنچے بلکہ قرأت میں اختصار کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۰)

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ سنن اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں بڑی سورتیں پڑھے۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ: فرض نماز میں ٹھہر ٹھہر کر قرأت کرنا چاہیے اور تراویح میں متوسط (درمیانی) انداز میں اور نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے مگر جلدی میں بھی اس طرح پڑھنا چاہیے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم از کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے کیونکہ قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: آج کل رمضان میں اکثر حفاظ تراویح میں قرآن مجید اس طرح جلدی جلدی پڑھتے ہیں کہ مد کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے۔ "**یعلمون، تعلمون**" کے سوا کسی لفظ کی شناخت نہیں ہوتی۔ حروف کی تصحیح نہیں ہوتی بلکہ جلدی جلدی میں لفظ کا لفظ کھا جاتے ہیں (غائب کر دیتے ہیں) اور اس طرح غلط پڑھنے پر فخر کیا جاتا ہے کہ فلاں حافظ اس قدر جلد پڑھتا ہے۔ حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام اور سخت حرام ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: قرآن مجید الٹا پڑھنا یعنی پہلی رکعت میں بعد والی سورت پڑھنا اور دوسری رکعت میں اس کے اوپر والی سورت پڑھنا سخت گناہ ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ الکافرون (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ۝۱) اور دوسری میں سورۂ فیل (اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِؕ۝۱) پڑھنا۔ (درمختار)

مسئلہ: الٹا قرآن شریف پڑھنے کیلئے سخت وعید آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جو قرآن الٹ کر پڑھتا ہے وہ کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل الٹ دے"۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: اگر بھول کر خلاف ترتیب (الٹا) پڑھا تو نہ گناہ ہے اور نہ سجدہ سہو ہے۔

(بہارشریعت)

مسئلہ: اگر امام نے بھول کر پہلی رکعت میں سورۂ الناس اور دوسری میں سورۃ الفلق پڑھی تو بھول کر ایسا کرنے سے نماز میں حرج نہیں اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں اور اگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوگا لیکن نماز ہو جائے گی۔ سجدہ سہو اب بھی نہیں چاہیے۔ توبہ کرے اور آئندہ ایسا کرنے سے اجتناب کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۲)

مسئلہ: پہلی رکعت میں بڑی سورت پڑھنا اور دوسری رکعت میں پہلی رکعت والی سورت کے بعد والی چھوٹی سورت کو چھوڑ کر، اس چھوٹی سورت کے بعد والی بڑی سورت پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ۝۱" پڑھنا اور دوسری رکعت میں "تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ؕ۝۱" پڑھنا اور "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ۝۱" کو چھوڑنا۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۱۳۶)

مسئلہ: دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار کرنا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور اگر مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں پوری سورۂ الناس (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ۝۱) پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری رکعت میں بھی بلا قصد پہلی رکعت والی سورت پڑھنا شروع کر دی یا اس کو صرف ایک ہی سورت یاد ہے، تو ان تمام سورتوں میں ایک ہی سورت کی دونوں رکعتوں میں تکرار جائز ہے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۹۹)

مسئلہ: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(غنیۃ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۹۸۔۹۹)

مسئلہ: قرأت میں آیت سجدہ پڑھے تو چاہے تراویح کی نماز ہو، چاہے فرض یا کوئی نماز ہو۔ اکیلا پڑھتا ہو یا جماعت سے پڑھتا ہو، اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرے۔ تین آیت پڑھنے کی مقدار کے وقت سے زیادہ دیر لگانا گناہ

ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳،ص ۶۵۵)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سوچنے میں اتنی دیر لگائی کہ تین مرتبہ **"سبحان اللہ"** کہہ لیا جائے تو قرأت میں تاخیر ہونے کی وجہ سے ترک واجب ہوا لہٰذا سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۶۳۰،۲۷۹)

مسئلہ: نماز میں قرآن شریف سے دیکھ کر قرأت پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ یونہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا ہے، تو اسے دیکھ کر پڑھنے سے بھی نماز فاسد یعنی ٹوٹ جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اگر ثناء تعوذ اور تسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کہ ان کا محل ہی فوت ہو گیا یونہی اگر ثناء پڑھنا بھول گیا اور تعوذ شروع کر دیا تو ثناء کا اعادہ نہ کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: امام نے جہر (بلند آواز) سے قرأت شروع کر دی تو مقتدی ثناء نہ پڑھے اگرچہ دور والی صف میں ہونے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے امام کی آواز نہ سنتا ہو، جیسے جمعہ، عیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دور ہونے کے قرأت نہیں سن پاتے اور اگر امام قرأت بالسر یعنی آہستہ پڑھتا ہو مثلاً ظہر یا عصر میں تو مقتدی ثنا پڑھ سکتا ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ: قرأت ختم ہوتے ہی متصلاً رکوع کرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: رکوع کیلئے تکبیر کہی مگر ابھی رکوع میں نہ گیا تھا یعنی گھٹنوں تک ہاتھ پہنچنے کے قابل نہیں جھکا تھا کہ اور زیادہ پڑھنے کا ارادہ ہوا تو پڑھ سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نماز میں الحمد شریف کے بعد سہواً سورت ملانا بھول گیا تو اگر رکوع میں یاد آ جائے تو فوراً کھڑا ہو کر سورت پڑھے پھر دوبارہ رکوع کرے۔ پھر نماز تمام کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ میں یاد آئے تو صرف اخیر میں سجدہ سہو کر لے۔ نماز ہو جائے گی اور نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۹)

مسئلہ: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت پڑھنے کے وقت جتنی یا زیادہ کی دیر ہوگئی تو سجدہ سہو کرے۔ (غنیۃ)

مسئلہ: اگر سری نماز میں امام نے بھول کر ایک آیت بلند آواز سے پڑھ دی تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً بلند آواز سے پڑھا، تو نماز کا اعادہ (پھیرنا) واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۹۳)

مسئلہ: قرآن کی ہر آیت پر وقف مطلقاً بلا کراہت جائز بلکہ سنت سے مروی ہے۔ بلکہ جس آیت پر ''لا'' کی علامت ہو اور اس پر وقف کر کے رکوع کر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۲، جلد ۱۲ ص ۱۱۳ اور احکام شریعت حصہ ۲ ص ۳۲)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں تسمیہ پڑھنا سنت ہے اور سورۂ فاتحہ کے بعد اگر کوئی سورت یا کسی سورت کی شروع کی آیتیں پڑھے تو ان سے پہلے تسمیہ پڑھنا مستحب ہے پڑھے تو اچھا، نہ پڑھے تو حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۶)

مسئلہ: نماز کی ہر رکعت میں امام و منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) کو سورۂ فاتحہ میں ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲)

مسئلہ: امام کی آواز کسی مقتدی تک نہ پہنچی مگر اس کے برابر والے مقتدی نے ''آمین'' کہی اور اس نے آمین کی آواز سن لی، اگرچہ اس مقتدی نے آہستہ کہی ہے، تو یہ بھی امین کہے۔ غرض یہ کہ امام کا ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کہنا معلوم ہوا تو آمین کہنا سنت ہو جائے گا۔ پھر چاہے امام کی آواز سننے سے معلوم ہو یا کسی مقتدی کے آمین کہنے سے معلوم ہو۔ (درمختار)

مسئلہ: سری نماز میں امام نے آمین کہی اور مقتدی اس کے قریب تھا اور مقتدی نے امام کی آمین کہنے کی آواز سن لی تو مقتدی بھی آمین کہے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر کسی نے فرض نماز کی پچھلی دو رکعت میں سہواً (بھول کر) یا قصداً (جان بوجھ کر) الحمد شریف کے بعد کوئی ایک سورت ملائی تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس کی نماز میں کچھ خلل نہ آیا اور اس کو سجدہ سہو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۷، احکام شریعت حصہ اول، ص ۱۱۰ از اعلیحضرت)

مسئلہ: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے۔ ہر رکعت کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھنا مسنون ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: قیام کے سوا رکوع و سجود و قعود میں کسی جگہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھنا جائز نہیں کہ وہ قرآن کی آیت ہے اور نماز مین قیام کے سوا اور جگہ قرآن کی کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۴، الملفوظ حصہ ۳، ص ۴۳)

مسئلہ: زبان سے جس سورت کا ایک لفظ نکل جائے اسی کا پڑھنا لازم ہے خواہ وہ قبل کی ہو یا بعد کی خواہ مکرر پڑھ رہا ہو۔ ہر حال میں اسی سورت کو پڑھنا لازم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۵۔۱۳۶)

مسئلہ: نماز میں بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ صرف تراویح میں جب کلام مجید ختم کیا جائے تو سورۂ بقرہ سے سورۂ ناس تک کسی ایک سورۃ پر آواز سے پڑھ لی جائے کہ ختم پورا ہو اور ہر سورۂ پر آواز سے پڑھنا ممنوع اور مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۸۴)

مسئلہ: مستحب طریقہ یہ ہے کہ سورت کے آخر میں اگر نام الٰہی ہے مثلاً سورۂ نصر یعنی ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ'' کے آخر میں ''اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا'' پر نہ ٹھہرے بلکہ رکوع کی تکبیر ''اللہ اکبر'' سے وصل کرے یعنی ''توابان اللہ اکبر'' پڑھے۔ اسی طرح سورۂ والتین میں ''احکم الحاکمین'' کے ''ن'' کو زبر دے کر ''اللہ اکبر'' کے ''لام'' میں ملا دے اور جس سورۃ کے آخر میں نام الٰہی نہ ہو اور کوئی لفظ نام الٰہی کے مناسب نہ ہو وہاں اختیار یہ ہے کہ وصل کرے یعنی ملائے یا وقف کرے

یعنی نہ ملائے۔ مثلاً سورۃ ''الم نشرح'' میں ''فارغب'' پر ٹھہر بھی سکتا ہے اور ''فارغب'' کو ''اللہ اکبر'' سے ملا بھی سکتا ہے اور جس سورۃ میں کوئی لفظ ''اسم الٰہی'' کے نا مناسب ہو وہاں ہرگز وصل نہ کرے بلکہ فصل کرے مثلاً سورۃ الکوثر میں ''ھوالابتر'' میں فصل کرے، وصل نہ کرے یعنی ٹھہرے اور نہ ملائے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۶)

نماز کا چوتھا فرض:۔ رکوع

☆ یعنی اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ گھٹنے کو پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (درمختار)

☆ رکوع کا کامل درجہ یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ (بہار شریعت)

☆ رکوع ہمارے نبی ﷺ اور آپ کی امت مرحومہ کے خصائص سے ہے۔ کہ بعد اسراء (معراج) عطا ہوا بلکہ معراج کی صبح کو جو پہلی نماز ظہر پڑھی گئی تب تک رکوع نہ تھا۔ اس کے بعد عصر کی نماز میں اس کا حکم آیا اور حضور ﷺ وصحابہ رضی اللہ عنہم نے ادا فرمایا۔ ﷺ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۱۸۲)

☆ اگلی شریعتوں میں بھی رکوع نہ تھا۔ (حوالہ: ایضاً)

رکوع کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: ہر رکعت میں صرف ایک ہی رکوع کرے اگر بھول کر دو رکوع کئے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: رکوع میں کم از کم ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کے وقت کی مقدار تک ٹھہرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: رکوع میں تین مرتبہ ''**سبحان ربی العظیم**'' کہنا سنت ہے۔ تین مرتبہ سے کم کہنے میں سنت ادا نہ ہوگی اور پانچ مرتبہ کہنا مستحب ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: رکوع میں "**سبحان ربی العظیم**" کہتے وقت "**عظیم**" کی "ظ" کو خوب احتیاط سے ادا کریں۔ کچھ لوگ "ظ" کے بجائے "ج" ادا کرتے ہیں یعنی "**عظیم**" کے بجائے "**عجیم**" پڑھتی ہیں اور یہ سخت گناہ ہے۔ کیونکہ عظیم اور عجیم کے معنوں میں زمین اور آسمان جتنا فرق ہے۔ اس فرق کو سمجھیں:۔

سبحان ربی العظیم: پاک ہے میرا رب جو بزرگ (عظمت والا) ہے۔

عظیم کے معنی بڑا، بزرگ، کلاں، عظمت والا وغیرہ ہوتے ہیں۔

عجیم کے معنی گونگا کے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ "عجیم" کی نسبت کرنا سخت منع ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حرف "ظ" ادا نہ کر سکے وہ "**سبحان ربی العظیم**" کی جگہ پر "**سبحان ربی الکریم**" کہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ: رکوع میں جانے کیلئے "اللہ اکبر" کہنا سنت ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: مردوں کیلئے سنت ہے کہ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑیں اور ہاتھ کی انگلیاں خوب کھلی رکھیں۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: عورتوں کے لئے سنت یہ ہے کہ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے نہ پکڑیں بلکہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں اور ہاتھ کی انگلیاں کشادہ نہ کریں۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: مردوں کیلئے سنت ہے کہ حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی رکھیں۔ اکثر لوگ رکوع میں ٹانگیں کمان کی طرح ٹیڑھی کر دیتے ہیں، یہ مکروہ ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: مردوں کیلئے سنت ہے کہ رکوع میں پیٹھ خوب بچھی ہوئی رکھیں یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔ (فتح القدیر)

حدیث: ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ "اس شخص کی نماز ناکافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

مسئلہ: مردوں کیلئے سنت ہے کہ رکوع میں سر نہ جھکائے اور نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔ (ہدایہ)

مسئلہ: عورت کیلئے سنت ہے کہ رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور پیٹھ بھی سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے۔ پاؤں بھی جھکے ہوئے رکھے۔ مردوں کی طرح ٹانگیں خوب سیدھی نہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ نہ باندھنا بلکہ لٹکے ہوئے چھوڑ دینا سنت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: رکوع سے اٹھتے وقت امام کا "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا اور مقتدی کا "اللھم ربنا ولک الحمد" کہنا اور منفرد (اکیلا پڑھنے والے) کیلئے دونوں کہنا سنت ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: منفرد "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر "اللھم ربنا ولک الحمد" کہے۔ (درمختار)

مسئلہ: "سمع اللہ لمن حمدہ" کی "ہ" کو ساکن پڑھے۔ اس پر حرکت ظاہر نہ کرے اور "دال" کو بھی کھینچ کر نہ بڑھائے۔ اس طرح پڑھنا سنت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: صرف "ربنا ولک الحمد" کہنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی مگر "واو" ملانا بہتر ہے۔ یعنی "ربنا ولک الحمد" اور شروع میں "اللھم" کہنا زیادہ بہتر ہے۔ (درمختار)

حدیث: بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو "اللھم ربنا ولک الحمد" کہو کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی"۔

مسئلہ: حالت رکوع میں پشت قدم کی طرف نظر کرنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲)

مسئلہ: امام نے رکوع سے کھڑے ہوتے وقت بھول کر "سمع الله لمن حمده" کی جگہ "اللہ اکبر" کہا تو نماز ہو جائے گی۔ سجدۂ سہو کی اصلاً حاجت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۷ ٦۴)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ "سمع الله لمن حمده" کی "سین" کو رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہے اور "حمده" کی "ہ" سیدھا کھڑا ہونے کے ساتھ ختم کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ٦۵)

مسئلہ: رکوع سے جب اٹھے تو ہاتھ لٹکے ہوئے چھوڑ دینا سنت ہے۔ ہاتھ باندھنا نہ چاہیے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ میں جانے سے پہلے کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے وقت کی مقدار کھڑا رہنا یعنی قومہ میں کھڑا رہنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: اگر کسی نے سہواً رکوع میں "سبحان ربی الاعلی" یا سجدہ میں "سبحان ربی العظیم" پڑھا۔ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ نماز ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷ ٦۴)

نماز کا پانچواں فرض: سجدہ

یعنی (۱) پیشانی (۲) ناک (۳/۴) دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں (۵/٦) دونوں گھٹنے اور (۷/۸) پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگنا۔

☆ پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے۔

حدیث: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "بندہ کو خدا سے سب سے زیادہ قرب حالتِ سجدہ میں حاصل ہوتا ہے"۔

☆ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی سجدہ کرنا جائز نہیں۔ غیر خدا کو عبادت کا سجدہ کرنا شرک ہے۔ اور تعظیم کا سجدہ کرنا حرام۔

(الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ) از علیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی)

سجدہ کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط (فرض) ہے۔ اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی بلکہ اگر صرف انگلیوں کی نوک زمین سے لگی تو بھی نماز نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ا ص ۵۵۶)

مسئلہ: سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگانا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیاں زمین پر لگانا واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ا ص ۵۵۶)

مسئلہ: سجدہ میں دسوں انگلیوں کا قبلہ رخ ہونا فرض ہے۔

(بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۵۷)

مسئلہ: ایک سجدہ کے بعد فوراً دوسرا سجدہ واجب ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان کوئی رکن نہ ہو۔ (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۵۹)

مسئلہ: ایک رکعت میں دو ہی سجدہ کرنا اور دو سے زیادہ سجدے نہ کرنا واجب ہے۔

(بہار شریعت)

مسئلہ: سجدہ میں کم از کم ایک مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے کے وقت کی مقدار تک ٹھہرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: سجدہ میں تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلی" کہنا سنت ہے۔ تین مرتبہ سے کم کہنے سے سنت ادا نہ ہوگی اور پانچ مرتبہ کہنا مستحب ہے۔ (فتح القدیر)

مسئلہ: دونوں سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ میں "اللھم اغفرلی" کہنا امام اور مقتدی دونوں کے لئے مستحب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۶۲)

مسئلہ: جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے کی قدر ٹھہرنا واجب ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: سجدہ میں جانے کے لئے اور سجدہ سے اٹھنے کے لئے "اللہ اکبر" کہنا سنت ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا یعنی سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: مرد کے لئے جلسہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو ہوں اور دونوں ہتھیلیاں کو رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دے یعنی ہاتھ کی انگلیاں نہ کھلی ہوئی رکھے اور نہ ملی ہوئی رکھے اور گھٹنوں کو انگلیوں سے نہ پکڑے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: سجدہ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئیں اور قبلہ رو رکھنا سنت ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: عورت کیلئے جلسہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور بائیں سرین (چوتڑ) کے بل زمین پر بیٹھے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھنا، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پیشانی رکھنا اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کے برعکس کرنا یعنی پہلے پیشانی اٹھانا، پھر ناک، پھر ہاتھ اور آخر میں گھٹنے اٹھانا سنت طریقہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مرد کے لئے سنت ہے کہ سجدہ میں بازو کو کروٹوں سے جدا رکھے اور پیٹ رانوں سے جدا رکھے علاوہ ازیں سجدہ میں کلائیاں اور کہنیاں زمین پر نہ بچھائے بلکہ ہتھیلی کو زمین پر رکھ کر کہنیاں اوپر اٹھائے رکھے۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: عورت کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کو کروٹ سے، پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملا دے۔ کہنیاں اور کلائیاں زمین پر بچھا دے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دوسری رکعت کیلئے سجدہ سے اٹھ کر پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا سنت ہے۔ لیکن اگر کمزوری وغیرہ عذر کی وجہ سے زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھے تو حرج نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: سجدہ میں نظر ناک کی طرف کرنا مستحب ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: اگر سجدہ میں پیشانی خوب نہ دبی تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی بلکہ ناک زمین پر صرف مس ہوئی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی۔

(بہارشریعت)

مسئلہ: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا، تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کمانی دار (اسپرنگ والے) گدے پر پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا اس پر نماز نہ ہوگی۔ (بہارشریعت)

مسئلہ: جوار، باجرہ، گیہوں، چاول وغیرہ دانوں پر جن پر پیشانی نہ جمے سجدہ نہ ہوگا۔ البتہ اگر بوری میں خوب کس کر بھر دیئے گئے کہ پیشانی اچھی طرح جم جائے تو نماز ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: گلوبند، پگڑی، ٹوپی یا رومال سے پیشانی چھپی ہوئی ہے تو سجدہ درست ہے لیکن نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۲۱۹)

مسئلہ: اگر ایسی جگہ سجدہ کیا کہ سجدہ کی جگہ قدم کی جگہ کی بہ نسبت بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ: سجدہ زمین پر بلا حائل کرنا مستحب ہے یعنی مصلی یا کپڑے پر نماز پڑھنے سے زمین پر نماز پڑھنا مستحب و افضل ہے۔

(بہارشریعت، فتاوی رضویہ، جلد ا، ص ۲۰۳)

مسئلہ: اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک پر سجدہ کرے لیکن اس صورت میں فقط ناک کی نوک زمین سے مس کرنا کافی نہیں بلکہ ناک کی

ہڈی کا زمین پر لگنا ضروری ہے۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ: ازدحام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور جس کی پیٹھ پر سجدہ کیا گیا ہے وہ اس شخص کی نماز میں شریک ہے یعنی دونوں ایک ہی نماز پڑھتے ہیں تو سجدہ کرنا جائز ہے اور جس کی پیٹھ پر سجدہ کیا گیا ہے وہ نماز میں نہیں یا نماز میں تو ہے لیکن الگ نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کرنیوالے کی نماز میں شریک نہیں یعنی دونوں الگ الگ اور اپنی اپنی نماز پڑھتے ہوں تو سجدہ نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کسی نے دو کے بجائے تین سجدے کئے اگر سلام پھیرنے سے پہلے یاد آ جائے تو سجدہ سہو کرے کیونکہ واجب ترک ہوا۔ فرض ادا ہو گیا۔ سجدہ سہو لازم ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۶)

مسئلہ: اگر سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو نماز اعادہ کرے۔
(فتاوی رضویہ جلد ۳، ص ۶۴۶)

مسئلہ: سجدہ میں جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور سجدہ سے اٹھتے وقت بائیں بازو پر زور دینا مستحب ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۳)

نماز کا چھٹا فرض: قعدۂ اخیرہ

☆ یعنی آخری قعدہ کہ جس کے بعد سلام پھیر کر نماز پوری کی جاتی ہے۔

☆ نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد قعدۂ اخیرہ میں اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے کہ جتنی دیر میں پوری التحیات یعنی "**التحیات**" سے لے کر "**رسولہ**" تک پڑھ لیا جائے۔ (بہار شریعت)

☆ قعدۂ اخیرہ میں پورا تشہد (التحیات) پڑھنا واجب ہے۔

☆ تشہد پڑھتے وقت اس کے معنی کا قصد ضروری ہے یعنی تشہد پڑھتے وقت یہ قصد کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتا ہوں اور ساتھ میں اپنے اوپر اور اللہ کے نیک بندوں (اولیاء

اللہ) پر سلام بھیجتا ہوں۔ تشہد پڑھتے وقت واقعہ معراج کی حکایت مدنظر نہ ہو۔
(درمختار، عالمگیری)

☆ التحیات پڑھتے وقت حضور اقدس ﷺ کی صورت مبارکہ کو اپنے دل میں حاضر جانے اور حضور اقدس کا تصور اپنے دل میں جما کر "السلام علیك ایها النبی" عرض کرے اور یقین کرے کہ میرا یہ سلام حضور اقدس ﷺ کو پہنچتا ہے اور حضور اقدس میرے سلام کا جواب اپنی شان کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں۔
(احیاء العلوم، از:۔ محی السنۃ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ (عربی) جلد ۱، ص ۱۰۷)

قعدۂ اخیرہ کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا سنت ہے۔
(بہار شریعت)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ درود شریف میں "درود ابراہیم" پڑھے۔
(بہار شریعت، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ عربی میں پڑھے، غیر عربی میں پڑھنا مکروہ ہے۔
(درمختار)

مسئلہ: قعدہ میں انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا یعنی انگلیاں نہ کھلی ہوں اور نہ ملی ہوئی ہوں قعدہ میں انگلیوں سے گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے بلکہ انگلیاں ران پر گھٹنوں کے قریب رکھنا چاہیے۔
(بہار شریعت)

مسئلہ: التحیات پڑھتے وقت جب "اشهد ان لا اله الا الله" پڑھے تب داہنے ہاتھ کی چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو لفظ "لا" پر بند کرے اور بیچ کی انگلی کا انگوٹھے کے ساتھ حلقہ باندھ کر شہادت کی انگلی یعنی پہلی انگلی (سبابہ) کو اٹھائے اور جب لفظ "الا" پڑھے تب شہادت کی انگلی نیچے کر لے اور ہاتھ کی ہتھیلی مثل سابق فوراً سیدھی کر لے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۷)

مسئلہ: التحیات میں مذکورہ طریقہ پر شہادت کی انگلی اٹھانے کی احادیث میں بہت فضیلت وارد ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے"۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے"۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۸)

مسئلہ: درود شریف (درود ابراہیم) میں حضور اقدس ﷺ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء طیبہ کے ساتھ لفظ "سیدنا" کہنا افضل ہے۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: فرض نماز میں قعدۂ اخیرہ کے علاوہ درود شریف نہیں پڑھا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ: مسبوق یعنی وہ مقتدی جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہوں وہ قعدۂ اخیرہ میں صرف تشہد ہی پڑھے اور تشہد ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تا کہ امام کے سلام پھیرنے کے وقت تشہد سے فارغ ہو اور اگر سلام سے پہلے تشہد پڑھنے سے فارغ ہو گیا تو کلمہ شہادت کی تکرار کرے۔ (درمختار، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹)

مسئلہ: کسی بھی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(درمختار)

مسئلہ: مقتدی ابھی التحیات پوری کرنے نہ پایا تھا کہ امام کھڑا ہو گیا یا سلام پھیر دی تو مقتدی ہر حال میں التحیات پوری کرے اگرچہ کتنی ہی دیر اس میں ہو جائے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۹)

مسئلہ: ایک شخص نماز کے قعدہ میں التحیات پڑھ رہا تھا۔ جب کلمہ تشہد کے قریب پہنچا تب مؤذن نے اذان میں شہادتیں کہیں۔ اس نمازی سے قرأت التحیات کے بدلے اذان کا جواب دینے کی نیت سے "**اشهد ان لااله الا الله**

واشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ" کہا تو اس کی نماز جاتی رہی۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۴۰۶)

مسئلہ: قعدہ میں نظر گود کی طرف کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: اگر سجدہ سہو واجب ہوا ہے تو قعدۂ اخیرہ میں "التحیات" کے بعد ایک سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ دوسرا سلام پھیرنا منع ہے۔ اگر قصداً دونوں سلام پھیر دیئے تو اب سجدہ سہو نہ ہو سکے گا اور نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۶۳۸)

قعدۂ اولیٰ کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: قعدۂ اولیٰ واجب ہے، اگرچہ نفل نماز ہو۔

مسئلہ: فرض، وتر اور سنت مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد کچھ بھی نہ پڑھنا واجب ہے حکم یہ ہے کہ التحیات پوری کرنے کے بعد فوراً تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے۔ (درمختار)

مسئلہ: دوسری رکعت کے پہلے قعدہ نہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: مقتدی قعدۂ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے۔ درود اور دعا کچھ نہ پڑھے۔ (درمختار)

مسئلہ: نوافل اور سنت غیر مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں بھی التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا مسنون ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۴۶۹)

مسئلہ: فرض، وتر اور سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں "التحیات" کے بعد اتنا کہہ لیا کہ "اللھم صلی علی محمد" یا "اللھم صلی علی سیدنا" تو اگر سہواً (بھول کر) ہے تو سجدہ سہو کرے اور اگر عمداً (جان بوجھ) کرے تو نماز کا اعادہ نو کرے یعنی پھر سے پڑھے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۶۳۶)

مسئلہ: قعدہ اولیٰ میں بھی پورا تشہد (التحیات) پڑھنا واجب ہے۔ ایک لفظ بھی اگر چھوٹے گا تو ترک واجب ہوگا اور سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ: فرض نماز میں امام قعدہ اولیٰ بھول گیا اور اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو گیا بعد کو مقتدیوں نے لقمہ دے کر بتایا تو امام بیٹھ گیا۔ اس صورت میں اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے بتایا تو بتانے والے (لقمہ دینے والے) کی نماز تو لقمہ دینے کے وقت ہی جاتی رہی اور مقتدی کے لقمہ دینے سے امام لوٹا تو امام کی بھی نماز گئی اور تمام مقتدیوں کی بھی نماز گئی لہٰذا نماز از سر نو پڑھیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۵)

مسئلہ: قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کیلئے اٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اٹھے بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر اٹھے اور اگر کوئی مرض یا عذر ہے تو حرج نہیں۔ (غنیۃ)

مسئلہ: امام پہلا قعدہ بھول کر اٹھنے کو کھڑا ہو رہا تھا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تھا تو مقتدی کے بتانے (لقمہ دینے) میں کوئی حرج نہیں بلکہ بتانا ہی چاہیے۔ ہاں اگر پہلا قعدہ چھوڑ کر امام پورا کھڑا ہو جائے تو امام کے پورا یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد اسے بتانا (لقمہ دینا) جائز نہیں۔ اگر تب مقتدی بتائے گا تو اس مقتدی کی نماز جاتی رہے گی اور اگر امام اس مقتدی کے بتانے پر عمل کر کے سیدھا کھڑا ہونے کے بعد قعدہ اولیٰ میں لوٹے گا تو سب کی نماز جاتی رہے گی کہ پورا کھڑا ہو جانے کے بعد قعدہ اولیٰ کیلئے لوٹنا حرام ہے۔ تو اب مقتدی کا بتانا محض بیجا بلکہ حرام کی طرف بلانا اور بلا ضرورت کلام ہوا اور وہ مفسد نماز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۳)

مسئلہ: بقدر تشہد (یعنی التحیات) پڑھنے کی مقدار بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ نماز کا یا تلاوت کا کوئی سجدہ کرنا باقی رہ گیا ہے اور اس نے التحیات پڑھنے کے بعد سجدہ کیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر قعدہ میں بقدر تشہد پڑھنے کے بیٹھے کیونکہ پہلا قعدہ سجدہ کرنے کی وجہ سے جاتا رہا۔ از سر نو قعدہ کرنا پڑے گا۔ اگر قعدہ نہ کرے گا

تو نماز نہ ہوگی۔ (منیۃ المصلی، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۷۳)

نماز کا ساتواں فرض:۔ خروج بصنعہ

☆ یعنی اپنے ارادے سے نماز سے باہر آنا (نماز پوری کرنا)

☆ یعنی قعدہ اخیر کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا کام کرنا جو نماز میں منع ہو۔ لیکن سلام کے علاوہ دوسرا کوئی منافی نماز فعل قصداً کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہو گی یعنی نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔ (بہار شریعت)

☆ پہلی بار لفظ ''السلام'' کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا اگرچہ ''علیکم'' نہ کہا ہو۔ اس وقت اگر شریک جماعت ہوا تو اقتدا صحیح نہ ہوئی۔ (ردالمحتار)

☆ فقط ''السلام'' کہنا تحریمہ نماز سے باہر کر دیتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۴۴)

☆ دونوں سلام میں لفظ ''السلام'' کہنا واجب ہے۔ ''علیکم'' کہنا واجب نہیں۔

(بہار شریعت)

خروج بصنعہ کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: نماز پوری کرنے کے لئے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہنا سنت ہے۔

مسئلہ: ''علیکم السلام'' کہنا مکروہ ہے اور آخر میں ''وبرکاتہ'' ملانا بھی نہ چاہیے۔

مسئلہ: نماز پوری کرنے کیلئے دو مرتبہ ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہنا سنت ہے اور پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا یہ بھی سنت ہے۔

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے لیکن دوسرا سلام پہلے سلام کی نسبت کم آواز سے ہو۔ (درمختار)

مسئلہ: داہنی طرف سلام پھیرنے میں چہرہ اتنا پھرانا (گھمانا) چاہیے کہ پیچھے والوں کو

داہنا رخسار نظر آئے اور بائیں طرف میں بایاں رخسار دکھائی دے۔

(عالمگیری)

مسئلہ: امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہ ہوا۔ جب تک مقتدی سلام نہ پھیرے۔ (درمختار)

مسئلہ: مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: جب امام سلام پھیرے تو مقتدی بھی سلام پھیر دے لیکن اگر مقتدی نے تشہد پورا نہ کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی امام کا ساتھ نہ دے بلکہ واجب ہے کہ وہ تشہد پورا کر کے ہی سلام پھیرے۔ (درمختار)

مسئلہ: امام سلام پھیرنے میں داہنی طرف سلام پھیرتے وقت ان مقتدیوں سے خطاب کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف والوں کی نیت کرے۔ نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان فرشتوں کی نیت کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے حفاظت کیلئے مقرر کیا ہے اور نیت میں کوئی تعداد معین نہ کرے۔ (درمختار)

مسئلہ: مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اس طرف والے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے نیز جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے اور اگر امام اس کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے۔ (درمختار)

مسئلہ: منفرد یعنی اکیلا نماز پڑھنے والا دونوں سلاموں میں صرف فرشتوں کی نیت کرے۔ (درمختار)

مسئلہ: سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام داہنے یا بائیں کو انحراف کرے لیکن دائیں طرف انحراف کرنا افضل ہے۔ نیز امام مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے بیٹھ سکتا ہے جبکہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو۔ اگرچہ پچھلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہو۔ (حلیہ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص۲۹ ۱

مسئلہ: امام کو بعد سلام قبلہ رو بیٹھا رہنا ہر نماز میں مکروہ ہے۔ شمال و جنوب یا مقتدیوں نـ

طرف منہ کرے اور اگر کوئی مسبوق اس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو اگرچہ آخری صف میں ہو تو مشرق یعنی مقتدیوں کی جانب منہ نہ کرے۔ بہر حال سلام کے بعد امام کا پھرنا مطلوب ہے اگر نہ پھرا اور قبلہ رو بیٹھا رہا تو سنت کا ترک کیا اور کراہت میں مبتلا ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۴)

مسئلہ: پہلے سلام میں دائیں شانہ اور دوسرے سلام میں بائیں شانہ کی طرف نظر کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: منفرد بغیر انحراف اگر اسی جگہ بیٹھ کر دعا مانگے تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ظہر، مغرب اور عشاء کی فرض کے بعد مختصر دعاؤں پر اکتفا کر کے سنت پڑھے اور زیادہ طویل دعاؤں میں مشغول نہ ہو۔ (عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۸۶)

مسئلہ: جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بعد نماز فرض کلام نہ کرنا چاہیے اگرچہ سنتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہو جائے گا اور سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے۔ فرض اور سنتوں کے درمیان بڑے بڑے (طویل) اور وظائف کی بھی اجازت نہیں۔ (غنیۃ، ردالمحتار)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ جہاں فرض پڑھے ہوں وہیں سنتیں نہ پڑھے بلکہ دائیں، بائیں یا آگے، پیچھے ہٹ کر پڑھے۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد وہیں بیٹھا رہے اور طلوع آفتاب تک ذکر و اذکار اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: بعد نماز دعا مانگنا سنت ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور بعد دعا منہ پر ہاتھ پھیرنا یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲ اور ۷۳)

مسئلہ: ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے وقت دونوں ہاتھوں میں کچھ فاصلہ ہو، بالکل ملا دینا نہیں چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۱)

☆ ☆ ☆

چوتھا باب
نماز کے واجبات

☆ یعنی جن کا کرنا نماز کی صحت کیلئے ضروری ہے۔ اگر ان واجبات میں سے کوئی ایک واجب سہوا (بھول کر) چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اور سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔

☆ اگر کسی ایک واجب کو قصداً چھوڑ دیا تو سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز صحیح نہ ہوگی، نماز کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

☆ نماز میں حسب ذیل واجبات ہیں:۔

نمبر	واجب کی تفصیل	حوالہ کتب
ا	تکبیر تحریمہ میں لفظ ''اللہ اکبر'' کہنا۔	در مختار
۲	سورۂ فاتحہ پوری پڑھنا، یعنی پوری سورت سے ایک لفظ بھی نہ چھوٹے۔	فتاویٰ رضویہ
۳	سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا یا ایک بڑی یا تین چھوٹی آیات ملانا۔	بہار شریعت
۴	فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانا۔	//
۵	نفل، سنت اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانا۔	//
۶	سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کا سورت سے پہلے ہونا۔	//
۷	سورت سے پہلے صرف ایک ہی مرتبہ الحمد شریف پڑھنا۔	//

۸	الحمد شریف اور سورت کے درمیان فصل نہ ہونا، یعنی آمین اور بسم اللہ کے سوا کچھ نہ پڑھنا۔	//
۹	قرأت کے بعد فورا رکوع کرنا	ردالمحتار
۱۰	قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔	بہار شریعت
۱۱	ہر ایک رکعت میں صرف ایک ہی رکوع ہونا۔	درمختار
۱۲	ایک سجدہ کے بعد فورا دوسرا سجدہ کرنا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہو۔	بہار شریعت
۱۳	سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگنا۔	فتاوی رضویہ
۱۴	جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔	بہار شریعت
۱۵	ہر رکعت میں دو مرتبہ ہی سجدہ ہونا، دو سے زیادہ سجدے نہ ہونا۔	فتاوی رضویہ
۱۶	تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔	عامہ کتب
۱۷	دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا، یعنی ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کرنا اور کھڑا ہو جانا۔	بہار شریعت
۱۸	قعدہ اولی اگرچہ نفل نماز ہو۔ یعنی دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا۔	منیۃ المصلی
۱۹	قعدہ اولی اور قعدہ اخیرہ میں پورا "تشہد" "التحیات" پڑھنا۔	درمختار
۲۰	فرض، وتر اور سنت مؤکدہ کے قعدہ اولی میں تشہد کے بعد کچھ بھی نہ پڑھنا	فتاوی رضویہ
۲۱	چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو جانا۔	ردالمحتار
۲۲	ہر جہری نماز میں امام کا جہر (بلند آواز) سے قرأت کرنا۔	درمختار

۲۳	ہر سرّی نماز میں امام کا آہستہ قرأت کرنا۔	فتاویٰ رضویہ
۲۴	وتر میں قنوت کی تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔	عالمگیری
۲۵	وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔	فتاویٰ رضویہ
۲۶	عید کی نماز میں چھ زائد تکبیر کہنا۔	بہار شریعت
۲۷	عید کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع میں جانے کیلئے ''اللہ اکبر'' (تکبیر) کہنا	//
۲۸	آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔	فتاویٰ رضویہ
۲۹	سہو (غلطی) ہوئی ہو تو سجدۂ سہو کرنا	درمختار
۳۰	ہر فرض اور ہر واجب کا اس کی جگہ پر ہونا	ردالمحتار
۳۱	دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین تسبیح کی مقدار کا وقفہ نہ ہونا۔	عالمگیری
۳۲	جب امام قرأت پڑھے، بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ تب مقتدی کا چپ رہنا	فتاویٰ رضویہ
۳۳	سوا قرأت تمام واجبات میں مقتدی کا امام کی متابعت کرنا۔	بہار شریعت
۳۴	دونوں سلام میں لفظ ''السلام'' کہنا۔ ''علیکم'' کہنا واجب نہیں۔	فتاویٰ رضویہ

☆ ☆ ☆

پانچواں باب
نماز کی سنتیں

☆ جن کا کرنا ضروری ہے اور کرنے والا اجر وثواب پائے گا۔

☆ سنتیں ادا کئے بغیر نماز کامل نہیں ہوگی بلکہ ناقص رہے گی اور نماز کا ثواب کم ہو جائے گا۔

☆ سنت کو قصداً ترک کرنا شریعت کی نظر میں بہت برا ہے۔

☆ سنت کو ہمیشہ ترک کرنے کی عادت ڈالنے والا عتاب وعذاب کا مستحق ہوگا۔

☆ نماز میں حسب ذیل سنتیں ہیں:۔

نمبر	واجب کی تفصیل	حوالہ کتب
۱	تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ اٹھانا	تکبیر تحریمہ
۲	تکبیر سے پہلے کان تک ہاتھ اٹھانا	//
۳	تکبیر کہتے وقت سر نہ جھکانا بلکہ سیدھا رکھنا	//
۴	ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو ہونا	//
۵	ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا یعنی نہ کشادہ کرنا اور نہ ملی ہوئی رکھنا	//
٦	عورت کیلئے سنت ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے	//
۷	وتر میں تکبیر قنوت سے پہلے کان تک دونوں ہاتھ اٹھانا	//
۸	عیدین میں تکبیرات زائد سے پہلے کان تک دونوں ہاتھ اٹھانا	//

۹	ہر تکبیر میں لفظ اللہ اکبر ''ر'' کو جزم پڑھنا	//
۱۰	ہر تکبیر انتقال کے وقت ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ ہی لفظ ''اللہ'' کا ''الف'' شروع کرے اور فعل کے ختم ہونے کے ساتھ ہی لفظ ''اکبر'' کا ''ر'' ختم کرے۔	تکبیر انتقال
۱۱	امام کا بلند آواز سے ''اللہ اکبر'' کہنا۔	تکبیرات
۱۲	امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچانے کیلئے مکبّر رکھنا	//
۱۳	تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ نہ لٹکانا اور فوراً باندھ لینا۔ مرد ناف پر اور عورت سینہ باندھے۔	قیام
۱۴	قیام میں دونوں پاؤں کے پنجوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا	//
۱۵	قیام میں تھوڑی دیر ایک پاؤں پر زور (وزن) دینا پھر تھوڑی دیر دوسرے پاؤں پر زور دینا۔	//
۱۶	ثناء تعوذ اور تسمیہ پڑھنا اور ان سب کو آہستہ آواز سے پڑھنا	قرأت
۱۷	پہلے ثنا پڑھے، بعد میں تعوذ اور اس کے بعد تسمیہ پڑھنا اور ہر ایک کا ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھنا اور وقفہ نہ کرنا۔	//
۱۸	عیدین کی تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا اور تکبیرات واجبات کے بعد یعنی چوتھی تکبیر کے بعد تعوذ اور تسمیہ پڑھنا۔	//
۱۵	سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے پر آمین کہنا اور آمین کو آہستہ آواز سے کہنا۔	//
۲۰	پہلی رکعت کے بعد ہر رکعت کے شروع میں ''تسمیہ'' پڑھنا۔	//
۲۱	رکوع میں جانے کیلئے ''اللہ اکبر'' کہنا۔	رکوع
۲۲	رکوع میں کم از کم تین مرتبہ ''سبحان اللہ العظیم'' کہنا	//

۲۳	مرد رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اور ہاتھ کی انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھے۔	//
۲۴	عورت رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھے اور گھٹنوں کو پکڑے نہیں نیز ہاتھ کی انگلیاں کشادہ نہ کرے بلکہ ملی ہوئی رکھے۔	//
۲۵	مرد رکوع میں خوب جھکے کہ اس کی پیٹھ سیدھی بچھ جائے۔	//
۲۶	عورت رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔	//
۲۷	مرد رکوع میں نہ سر جھکائے اور نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر (محاذ) میں رکھے۔	//
۲۸	عورت رکوع میں سر پیٹھ کے محاذ سے اونچا رکھے۔	//
۲۹	مرد رکوع میں اپنی ٹانگیں مطلق نہ جھکائے بلکہ بالکل سیدھی رکھے۔	//
۳۰	عورت رکوع میں ٹانگیں جھکی ہوئی رکھے۔ مردوں کی طرح سیدھی نہ رکھے	//
۳۱	امام کا رکوع سے کھڑے ہونے کیلئے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا (بلند آواز سے)	//
۳۲	مقتدی کا رکوع سے کھڑے ہونے کیلئے "اللھم ربنا ولک الحمد" کہنا۔	//
۳۳	منفرد کا رکوع سے کھڑا ہونے کیلئے دونوں کہنا۔	//
۳۴	"سمع اللہ لمن حمدہ" کی "ہ" کو ساکن پڑھنا اور "دال" کو کھینچ کر نہ بڑھانا	//
۳۵	"سمع اللہ لمن حمدہ" کی "سین" کو رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ اور "حمدہ" کی "ہ" کو سیدھا کھڑا ہونے کے ساتھ ختم کرنا۔	//
۳۶	رکوع سے کھڑے ہوئے وقت ہاتھ نہ باندھنا بلکہ لٹکے ہوئے چھوڑنا۔	قومہ
۳۷	سجدہ میں جانے کیلئے اور سجدہ سے اٹھنے کیلئے "اللہ اکبر" کہنا۔	سجدہ
۳۸	رکوع کے بعد قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے دونوں گھٹنے رکھنا، پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی رکھنا۔	//

٣٩	دونوں سجدوں کے بعد قیام یعنی کھڑا ہونے کیلئے پہلے پیشانی اٹھانا، پھر ناک اٹھانا، پھر دونوں ہاتھ اٹھانا اور پھر دونوں گھٹنے اٹھانا۔	//
٤٠	سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنا۔	//
٤١	سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگنا اور قبلہ رو ہونا۔	//
٤٢	سجدہ میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی اور قبلہ رو ہونا۔	//
٤٣	مرد سجدہ میں بازو کو کروٹ سے اور پیٹ کو، ران سے جدا رکھے۔	//
٤٤	عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کو کروٹ سے، پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دے۔	//
٤٥	مرد سجدہ میں کلائیاں اور کہنیاں زمین پر نہ بچھائے بلکہ ہتھیلی زمین پر رکھ کر کہنیاں اوپر کو اٹھائے رکھے۔	//
٤٦	عورت سجدہ میں کلائیاں اور کہنیاں بچھائے یعنی زمین سے لگائے۔	//
٤٧	دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں مرد اس طرح بیٹھے کہ بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں قدم اس طرح کھڑا رکھے کہ انگلیاں قبلہ رو ہوں	تعدیل ارکان (جلسہ)
٤٨	عورت جلسہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور بائیں سرین ''چوتڑ'' کے سہارے زمین پر بیٹھے۔ عورت قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے۔	تعدیل ارکان
٤٩	دونوں سجدوں کے بعد قیام کیلئے کھڑا ہوتے وقت پنجوں کے بل گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔	//

نمبر	مسئلہ	
۵۰	قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اٹھنا بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر کھڑا ہونا۔	//
۵۱	قعدہ میں مرد اسی طرح بیٹھے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بیٹھتا ہے، یعنی بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔	مطلق قعدہ
۵۲	عورت قعدہ میں جلسہ کی حالت میں جس طرح بیٹھتی ہے، اسی طرح بیٹھے	//
۵۳	قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا، اس طرح کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے پاس اور قبلہ رو ہوں۔	قعدۂ اولیٰ
۵۴	قعدہ میں انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا یعنی نہ کشادہ رکھنا اور نہ ملی ہوئی رکھنا	مطلق قعدہ
۵۵	نوافل اور سنت غیر مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درود ابراہیم پڑھنا افضل ہے۔	قعدہ اولیٰ
۵۶	ہر نماز کے قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثور پڑھنا	قعدہ اخیرہ
۵۷	دعائے ماثورہ کو عربی زبان میں پڑھنا۔	قعدہ
۵۸	التحیات میں ''اشہد ان لا الہ الا اللہ'' پڑھتے وقت ''لا'' پر داہنے ہاتھ کی چھنگلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرنا اور بیچ کی انگلی کا انگوٹھے کے ساتھ حلقہ باندھ کر شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور جب لفظ ''الا'' پڑھے تب انگلی کو رکھ دینا اور ہاتھ کی ہتھیلی مثل سابق سیدھی کر لینا۔	قعدہ (مطلق)
۵۹	نماز پوری کرنے کیلئے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہنا۔	خروج بصنعہ
۶۰	سلام دو مرتبہ کہنا، پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف کہنا۔	خروج قعدہ

۶۱	امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے لیکن دوسرا سلام پہلے کی نسبت کم آواز سے ہو۔	//
۶۲	داہنی طرف سلام پھیرنے میں چہرہ اتنا پھرانا کہ پیچھے والوں کو داہنا رخسار نظر آئے اور بائیں طرف میں بایاں رخسار دکھائی دے۔	//
۶۳	سلام کے بعد امام کا دائیں، بائیں یا مقتدیوں کی طرف انحراف کر کے دعا مانگنا اور دائیں طرف انحراف کرنا افضل ہے۔	خارج نماز
۶۴	سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور دعا پوری کر کے منہ (چہرہ) پر ہاتھ پھرانا۔	//

☆ ☆ ☆

چھٹا باب

نماز کے مستحبات

☆ جس کا کرنا بہت اچھا ہے اور کرنے والا اجروثواب پائے گا۔

☆ مستحبات ادا کرنے سے نماز اکمل ومقبول ہوگی۔

☆ مستحب کو ترک کرنے پر کسی قسم کا عذاب وعتاب مطلق نہیں لیکن پھر بھی حتی الامکان اس کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نماز کے ثواب میں اضافہ ہو۔

☆ نماز میں حسب ذیل مستحبات ہیں:۔

نمبر	مستحب کی تفصیل	کس رکن سے تعلق ہے
۱	عربی زبان میں نیت کرنا۔	نیت
۲	مرد تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالے عورت ہاتھ باہر نہ نکالے	تکبیر تحریمہ
۳	بلا حائل زمین پر سجدہ کرنا یعنی مصلیٰ یا کسی کپڑے یا چٹائی پر نماز پڑھنے کی بجائے زمین پر نماز پڑھنا۔	عام
۴	حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر رکھنا۔	قیام
۵	سورۂ فاتحہ کے بعد کسی سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ پڑھنا	قرأت
۶	پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت کی قرأت سے قدرے زیادہ ہو۔	//
۷	جب مکبر ''حی علی الفلاح'' کہے تو امام ومقتدی سب کا کھڑا ہونا	قیام
۸	''قد قامت الصلوٰۃ'' پر امام نماز شروع کر سکتا ہے لیکن اقامت پوری ہونے کے بعد شروع کرے۔	قیام

۹	مقتدی کا امام کے ساتھ نماز شروع کرنا	//
۱۰	جہاں تک ہو سکے کھانسی کو دفع کرنا	عام
۱۱	جمائی آئے تو اسے دفع کرنا (ذیل میں نوٹ ملاحظہ فرمائیں)	عام
۱۲	رکوع میں تین مرتبہ یا زیادہ کم از کم پانچ بار ''سبحان ربی العظیم'' پڑھنا	رکوع
۱۳	رکوع میں پشت قدم پر نظر رکھنا	رکوع
۱۴	سجدہ میں تین مرتبہ یا زیادہ کم از کم پانچ مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' پڑھنا	سجدہ
۱۵	سجدہ میں ناک کی طرف نظر رکھنا۔	//
۱۶	دونوں سجدوں کے درمیان ''اللّٰھم اغفرلی'' کہنا۔	جلسہ
۱۷	جس قعدہ میں درود پڑھنے کا حکم ہے اس میں ''درود ابراہیمی'' پڑھنا۔	قعدہ
۱۸	درود شریف میں حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے آگے ''سیدنا'' کہنا۔	//
۱۹	قعدہ میں گود کی طرف نظر رکھنا۔	//
۲۰	پہلے سلام میں دائیں اور دوسرے سلام میں بائیں شانہ کی طرف نظر کرنا	خروج بصنعہ
۲۱	جس جگہ فرض پڑھے ہوں اس جگہ سے ہٹ کر سنت پڑھنا۔	//

جماہی روکنے کا مجرب طریقہ

جماہی روکنے کیلئے منہ بند کر لینا چاہیے۔ اگر منہ بند کرنے سے بھی جماہی نہ رکے تو ہونٹ کو دانت کے نیچے دبانا چاہیے اور اگر اس طریقہ سے بھی نہ رکے تو اگر حالت قیام ہے تو داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور قیام کے علاوہ کی حالت میں بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء کرام اور خصوصاً حضور اقدس (ﷺ) کو جماہی نہیں آتی تھی۔ یہ خیال کرتے ہی انشاء اللہ جماہی رک جائے گی۔

ساتواں باب

نماز پنج وقتہ اور نماز جمعہ

ارشاد رب تبارک وتعالیٰ	ارشاد رب تبارک وتعالیٰ
اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾	حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾
(پارہ ۵، رکوع ۱۲، سورہ النساء، آیت ۱۰۳)	(پارہ ۲، رکوع ۱۵، سورہ البقرہ، آیت ۲۳۸)
ترجمہ: ''بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے''۔ (کنز الایمان)	ترجمہ: ''نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی''۔ (کنز الایمان)

الحدیث: ''ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے''۔
(منیۃ المصلی)

☆ ہر حال میں نماز پڑھو۔

☆ نماز ایمان کی جلا اور روح کی غذا ہے۔

☆ نماز دینی، دینوی اور آخروی بھلائیوں کا وسیلہ خزانہ ہے۔

الحدیث: ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے''۔ (ابو نعیم)

☆ پابندی سے نماز پڑھو۔

☆ نماز تمام پریشانیوں کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆ نماز قبر میں مومن کی رفیق اور قیامت کے دن مومن کا نور ہے۔

الحدیث: ''جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے''۔ (بیہقی)

"نمازفجر"

نمازفجر کی فضیلت	نمازفجر کی رکعتیں	تعداد
(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "فجر کی دو رکعتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں"۔ (مسلم، ترمذی)	سنت موکدہ	۲
(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کرلو کہ ان میں بڑی فضیلت ہے۔ (طبرانی)	فرض	۲
(۳) حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "فجر کی سنتیں نہ چھوڑو، اگرچہ تم پر دشمن کے گھوڑے آپڑیں"۔ (ابوداؤد)	میزان	۴

☆ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔

☆ صبح صادق ایک روشنی ہے کہ پورب کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے پر دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان میں پھیل جاتی ہے اور اجالا ہوجاتا ہے۔

☆ فجر کی نماز کا وقت: کم از کم.......... ۱ گھنٹہ اور ۱۸ منٹ رہتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ .... ۱ گھنٹہ اور ۳۵ منٹ رہتا ہے۔

☆ فجر کی نماز کا وقت سال بھر میں مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق گھٹتا بڑھتا ہے۔

نمبر	کب	کتنا ہوتا ہے		پھر کیا ہوتا ہے
		گھنٹہ	منٹ	
۱	۲۱ مارچ	۱	۱۸	پھر بڑھتا ہے
۲	۲۲ جون	۱	۳۵	پھر گھٹتا ہے
۳	۲۲ ستمبر	۱	۱۸	پھر بڑھتا ہے
۴	۲۲ دسمبر	۱	۲۴	پھر گھٹتا ہے
۵	۲۱ مارچ	۱	۱۸	رہ جاتا ہے

(بہار شریعت)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا نقشہ بریلی اور مضافات بریلی کیلئے استخراج کیا گیا ہے بہار شریعت میں فجر کی نماز کے مندرجہ بالا اوقات بریلی کے علاوہ ان شہروں کیلئے بھی ہیں جو بریلی کے طول البلد اور عرض البلد میں واقع ہیں جو شہر بریلی کے طول البلد اور عرض البلد کے علاوہ میں واقع ہیں ان میں تھوڑا بہت فرق آئے گا۔

نماز فجر کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: مردوں کیلئے فجر میں اول وقت میں نماز پڑھنے کے بجائے تاخیر کرنا مستحب ہے یعنی اتنی تاخیر کرنا کہ اسفار ہو جائے یعنی ایسا اجالا پھیل جائے کہ زمین روشن ہو جائے اور آدمی ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان سکے۔ (ردالمحتار)

☆ فجر کی نماز اسفار میں پڑھنے کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ مثلاً:۔

حدیث: امام ترمذی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے"۔

حدیث: دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ "اس سے تمہاری مغفرت ہو جائے گی" اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی

ہے کہ "جو فجر کی نماز تاخیر کر کے پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور دل کو منور کرے گا اور اس کی نماز قبول کرے گا"۔

حدیث: طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "میری امت ہمیشہ فطرت یعنی دین حق پر رہے گی جب تک فجر کو اجالے میں پڑھے گی"۔

مسئلہ: مردوں کے لئے اسفار میں نماز فجر ایسے وقت پڑھنا مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیات ترتیل سے پڑھ سکے اور سلام پھیرنے کے بعد پھر اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد واقع ہو تو طہارت کر کے ترتیل کے ساتھ چالیس سے ساٹھ آیات تک دوبارہ پڑھ سکے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۵)

مسئلہ: عورتوں کیلئے ہمیشہ فجر کی نماز "غلس" یعنی اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ باقی نمازوں میں بہتر ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں۔ جب جماعت ہو جائے تب پڑھیں۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۶)

مسئلہ: نماز فجر میں اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ آفتاب طلوع ہونے کا شک ہو جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے۔ یہاں تک کہ بعض ائمہ دین نے اس کو واجب کہا ہے۔ اس کی مشروعیت کا دانستہ انکار کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی۔ لہٰذا یہ سنتیں بلا عذر بیٹھ کر نہیں ہو سکتیں۔ علاوہ ازیں سواری پر اور چلتی گاڑی پر بھی نہیں ہو سکتیں۔ ان باتوں میں سنت فجر کا حکم مثل واجب کے ہے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴)

مسئلہ: سنت فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کے بعد سورۂ "الکافرون" (قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ) اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ "اخلاص" (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌۚ) پڑھنا سنت ہے۔ (غنیۃ)

مسئلہ: فرض نماز کی جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل و سنت کا شروع کرنا جائز نہیں

سوائے فجر کی سنت کے۔ فجر کی سنت میں یہاں تک حکم ہے کہ اگر یہ معلوم ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو جماعت سے ہٹ کر مسجد کے کسی حصہ میں سنت اکیلا پڑھ لے اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے۔ (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۶۱۴)

مسئلہ: اگر فجر کی جماعت قائم ہو چکی ہے اور یہ جانتا ہے کہ اگر سنت پڑھتا ہوں تو جماعت جاتی رہے گی تو سنت نہ پڑھے اور جماعت میں شریک ہو جائے کیونکہ سنت کے لئے جماعت کو ترک کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

(عالمگیری، فتاویٰ رضویہ جدل ۳، ص ۶۰۷، ۶۱۳)

مسئلہ: سنت فجر پڑھنے میں اگر جماعت فوت ہو جانے کا خوف ہو تو نماز کے صرف وہی ارکان ادا کرے جو فرض اور واجب ہیں۔ سنن اور مستحبات کو ترک کر دے یعنی ثنا، تعوذ اور تسمیہ کو ترک کر دے اور رکوع و سجود میں صرف ایک ایک مرتبہ تسبیح پڑھنے پر اکتفا کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر فرض سے پہلے سنت فجر نہیں پڑھی ہے اور فرض کی جماعت کے بعد طلوع آفتاب تک اگرچہ وسیع وقت باقی ہے اور اب پڑھنا چاہتا ہے تو جائز نہیں۔

(عالمگیری، فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۶۲۰)

مسئلہ: نماز فجر کے فرض سے پہلے سنت فجر شروع کر کے فاسد کر دی تھی اور فرض کے بعد اس کو پڑھنا چاہتا ہے، یہ بھی جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: سنتوں کو طلوع کے بعد آفتاب بلند ہونے کے بعد قضا کرے۔ فرض کے بعد طلوع سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۲۴، ۶۱۶)

نوٹ:۔ سنتوں کی قضا طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کی نماز قضا ہو گئی اور اسی دن نصف النہار سے پہلے قضا کرتا ہے تو فرض کے ساتھ ساتھ سنت بھی قضا کر لے۔ سنت فجر کے علاوہ کسی اور سنت کی قضا نہیں ہو سکتی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر فجر کی نماز کی قضا نصف النہار کے بعد یا اس دن کے بعد کرتا ہے تو اب سنت کی قضا نہیں ہوسکتی، صرف فرض کی قضا کرے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۲۰)

مسئلہ: سنت فجر پڑھ لی اور فرض پڑھ رہا تھا کہ آفتاب طلوع ہونے کی وجہ سے فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔ صرف فرض کی قضا کرے۔

(غنیۃ)

مسئلہ: طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر طلوع کے بعد آفتاب بلند ہونے تک کوئی بھی نفل نماز جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: طلوع فجر (صبح صادق) سے طلوع آفتاب تک قضا نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اس وقت مسجد میں قضا نہ پڑھے کیونکہ لوگ نفل پڑھنے کا گمان کریں گے اور اگر کسی نے اس کو ٹوک دیا تو بتانا پڑے گا کہ نفل نہیں بلکہ قضا پڑھتا ہوں اور قضا کا ظاہر کرنا منع ہے لہٰذا اس وقت گھر میں قضا پڑھے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۲۴)

مسئلہ: فجر کا پورا وقت اول سے آخر تک بلا کراہت ہے۔ (بحر الرائق) یعنی فجر کی نماز اپنے وقت کے جس حصہ میں پڑھی جائے گی ہرگز مکروہ نہیں۔

(بہار شریعت، فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۱)

مسئلہ: ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے تو وہ شخص تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کرنے کے بعد نماز کا اعادہ کرے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۷۱)

مسئلہ: طلوع آفتاب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ سنت، نہ نفل، نہ قضا بلکہ طلوع آفتاب کے وقت سجدہ تلاوت و سجدہ سہو بھی ناجائز ہے۔ لیکن عوام الناس سے کوئی شخص طلوع آفتاب کے وقت فجر کی نماز قضا کرتا ہو تو اس کو نماز پڑھنے سے روکنا نہیں چاہیے بلکہ بعد نماز اس کو مسئلہ سمجھا دیا جائے کہ تمہاری نماز نہ ہوئی لہٰذا آفتاب بلند ہونے کے بعد پھر پڑھ لیں۔

(بہار شریعت، درمختار، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۷۱۴)

مسئلہ: لیکن اگر طلوع آفتاب کے وقت آیت سجدہ پڑھی اور اسی وقت سجدۂ تلاوت کر لیا تو جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد ا، ص ۴۹، اور بہار شریعت، ج ۳، ص ۲۱)

مسئلہ: طلوع فجر (صبح صادق) سے طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی کے سوا ہر دنیوی کام مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۱۹۷)

مسئلہ: آفتاب طلوع ہونے کے وقت قرآن شریف کی تلاوت بہتر نہیں لہٰذا بہتر یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت (بیس منٹ تک) تلاوت قرآن کے بدلے ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔ (درمختار)

مسئلہ: طلوع آفتاب کے وقت تلاوت قرآن مکروہ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۹)

مسئلہ: نماز فجر میں سلام سے پہلے اگر آفتاب کا ایک ذرا سا کنارہ طلوع ہوا تو نماز نہ ہو گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۰)

مسئلہ: سنت فجر، واجب اور فرض نماز چلتی ٹرین میں نہیں ہو سکتیں۔ اگر ٹرین نہ ٹھہرے اور نماز کا وقت نکل جاتا ہو تو چلتی ٹرین پر پڑھ لے اور جب ٹرین ٹھہرے تب نماز کا اعادہ کرلے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴)

”نماز ظہر“

تعداد	نماز ظہر کی رکعتیں	نماز ظہر کی فضیلت
۴	سنت مؤکدہ	۱) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”جس نے ظہر کے پہلے چار رکعتیں پڑھیں گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں“۔ (طبرانی)

	فرض	۴
۲) صحیح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی (چار) سنتوں کا مرتبہ ہے۔ حدیث میں خاص ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ "جو انہیں ترک کرے گا، اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی"۔ (درمختار)	سنت مؤکدہ	۲
	نفل	۲
	میزان	۱۲

☆ ظہر کی نماز کا وقت آفتاب نصف النہار (عرفی حقیقی) سے ڈھلتے ہی شروع ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۲)

☆ ظہر کا وقت امام اعظم سیدنا ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے علاوہ دومثل (ڈبل) نہ ہوجائے وہاں تک رہتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۴۱۰)

"ضروری واہم وضاحت"

☆ بہت لوگ ناواقفی کی وجہ سے "زوال" کو وقت مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ دوپہر کو زوال کا وقت ہی وقتِ ممنوع ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دوپہر کو جو وقت منوع ہے وہ وقت نصف النہار ہے۔ نصف النہار کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ سنت، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا بلکہ اس وقت سجدۂ تلاوت وسجدہ سہو بھی ناجائز ہے۔

☆ زوال کا وقت ہرگز ممنوع اور مکروہ وقت نہیں بلکہ زوال کے وقت تو ممانعت کا وقت ختم ہوتا ہے اور جواز کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بلکہ زوال کے وقت سے ہی ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۶۰ پر ہے کہ:۔

''زوال تو سورج ڈھلنے کو کہتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ ممانعت کا وقت نکل گیا اور جواز کا آ گیا۔ تو وقت ممانعت کو زوال کہنا صریح مسامحت ہے''۔

حل لغت :۔ مسامحت = کاہلی، سستی، چشم پوشی (فیروز اللغات ص ۱۲۴۱)

نصف النہار کیا ہے؟ اور نصف النہار کب ہوتا ہے؟ زوال کب ہوتا ہے؟ وغیرہ کو تفصیل سے سمجھیں :۔

نصف = آدھا

نہار = روز، دن، یوم، صبح سے شام تک (فیروز اللغات ص ۱۳۸۸)

نصف النہار = دن کا نصف (فیروز اللغات ص ۱۳۶۱)

☆ نہار یعنی دن دو طرح کا ہوتا ہے (۱) نہار شرعی (۲) نہار عرفی حقیقی

(۱) نہار شرعی :۔ طلوع فجر (صبح صادق) سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

(۲) نہار عرفی حقیقی :۔ طلوع آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

☆ نہار شرعی بمقابل نہار عرفی حقیقی طویل (لمبا) ہوتا ہے۔ کیونکہ نہار شرعی کی ابتداء طلوع فجر یعنی صبح صادق سے ہوتی ہے اور نہار عرفی حقیقی کی ابتداء طلوع آفتاب سے ہوتی ہے اور دونوں کی انتہا کا وقت ایک ہی ہے یعنی غروب آفتاب۔ لہٰذا طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان کے وقت کی مقدار جتنا نہار شرعی بڑا ہوتا ہے یا یوں کہو کہ فجر کی نماز کے وقت کی مقدار جتنا نہار شرعی بڑا ہوتا ہے اور نہار عرفی حقیقی چھوٹا ہوتا ہے۔

☆ دونوں نہار کا نصف (Centre) جب نکالا جائے گا تو نہار شرعی کا نصف جلدی ہو گا یعنی نصف النہار شرعی جلدی آئے گا اور نہار عرفی حقیقی کا نصف یعنی نصف النہار عرفی بعد میں ہو گا۔

☆ نہار شرعی اور نہار عرفی حقیقی میں فجر کی نماز کے وقت کی مقدار جتنا فرق ہوتا ہے

لہٰذا نصف النہار شرعی اور نصف النہار عرفی میں فجر کی نماز کے وقت کی آدھی مقدار جتنا فرق ہوتا ہے۔

☆ فجر کی نماز کا وقت پورے سال میں کم از کم ۱ گھنٹہ اور ۱۸ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۱ گھنٹہ اور ۳۵ منٹ ہوتا ہے لہٰذا پورے سال بھر نصف نہار شرعی اور نصف نہار عرفی کے درمیان کم از کم ۳۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۷ منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے۔ایک حوالہ پیش خدمت ہے:۔

''ضحوہَ کبریٰ سے لے کر نصف النہار تک نماز مکروہ ہے۔ یہ وقت ہمارے بلاد میں کم سے کم ۳۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۷ منٹ ہوتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲،ص ۳۴۵)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا وقت بریلی اور مضافات بریلی کیلئے متعین کیا گیا ہے فتاویٰ رضویہ میں دوپہر کا مندرجہ بالا مکروہ وقت بریلی کے علاوہ ان شہروں کیلئے بھی ہے جو بریلی کے طول البلد اور عرض البلد میں واقع ہیں جو شہر بریلی کے طول البلد اور عرض البلد کے علاوہ میں واقع ہیں ان میں تھوڑا بہت فرق آئے گا۔

☆ نصف النہار شرعی کو ضحوہَ کبریٰ کہتے ہیں اور نصف النہار عرفی کو استوائے حقیقی اور اس کے بعد فوراً زوال شروع ہوتا ہے اور وقت مکروہ ہوتا ہے۔

☆ نصف النہار شرعی (ضحوہَ کبریٰ) اور نصف النہار عرفی (استوائے حقیقی) کے درمیان کا جو وقت ہے وہی وقت مکروہ ہے اور اس وقت کی مقدار ۳۹ سے ۴۷ منٹ ہے۔

☆ اب ہم نصف النہار کا وقت معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ وہ دیکھیں:۔

نہار کا نصف معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نہار کے شروع اور آخری وقت کو شمار کر کے معلوم کرلیں کہ نہار (دن) کتنے گھنٹے اور کتنے منٹ کا ہے۔ پھر ان گھنٹوں اور منٹوں کے دو حصے ہیں اور ایک حصہ کو نہار کے ابتدائی وقت کے گھنٹوں اور منٹوں میں شامل کردیں اور جتنے گھنٹے اور منٹ کا میزان (Total)

آئے وہ نصف النہار کا وقت ہے۔

مثال کے طور پر:۔

فرض کرو کہ آپ کے شہر میں آج:۔

☆ طلوع فجر (صبح صادق) کا وقت ۵ بجے ہے

☆ طلوع آفتاب کا وقت ۶ بج کر ۲۰ منٹ ہے۔

☆ غروب آفتاب کا وقت ۷ بجے ہے۔

مندرجہ بالا اوقات کے حساب سے آج کا:۔

☆ نہار شرعی: ۱۴ گھنٹے کا ہے۔ جس کا نصف ۷ گھنٹے ہیں۔

☆ نہار عرفی: ۱۲ گھنٹے اور ۴۰ منٹ کا ہے۔ جس کا نصف ۶ گھنٹہ ۲۰ منٹ ہے۔

☆ نہار شرعی کے وقت کا نصف اس کے ابتدائی وقت میں جوڑیں:۔

۵ بجے نہار شرعی کا ابتدائی وقت یعنی طلوع فجر (صبح صادق) کا وقت

۷ گھنٹے نہار شرعی کے کل وقت کا نصف

۱۲ بجے دوپہر کو نصف النہار شرعی کا وقت ہوا۔

☆ نہار عرفی کے وقت کا نصف اس کے ابتدائی وقت میں جوڑیں:۔

۶ بج کر ۲۰ منٹ نہار عرفی کا ابتدائی وقت یعنی طلوع آفتاب کا وقت

۶ گھنٹے ۲۰ منٹ نہار عرفی کے کل وقت کا نصف

۱۲ بج کر ۴۰ منٹ دوپہر کو نصف النہار عرفی کا وقت ہوا۔

الحاصل:۔

☆ دوپہر کو ۱۲ بجے نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبریٰ) کا وقت ہوا۔

☆ دوپہر کو ۱۲ بج کر ۴۰ منٹ پر نصف النہار عرفی (استوائے حقیقی) کا وقت ہوا۔

☆ یعنی دونوں وقت میں ۴۰ منٹ کا فرق آیا۔ یعنی نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبریٰ) ۴۰ منٹ پہلے ہوا اور نصف النہار عرفی کا وقت ۴۰ منٹ بعد میں ہوا۔ ان

دونوں یعنی نصف النہار شرعی اور نصف النہار عرفی کے درمیان جو ۴۰ منٹ کا وقت ہے وہی ''وقت مکروہ'' ہے۔ چالیس منٹ پورے ہوتے ہی ''زوال'' شروع ہو جائے گا اور وقت مکروہ ختم ہو کر ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو جائے گا۔

☆ اب ہم نصف النہار شرعی اور نصف النہار عرفی حقیقی کے درمیان ۴۰ منٹ کا جو فاصلہ ہے اس کو فجر کی نماز کے وقت سے مستند کریں۔ آج طلوع فجر کا وقت ۵ بجے تھا اور طلوع آفتاب ۶ بج کر ۲۰ منٹ پر تھا۔ اس حساب سے آج کی فجر کی نماز کا کل وقت ۱ گھنٹہ اور بیس منٹ یعنی کل ۸۰ منٹ وقت تھا۔ جس کا نصف چالیس منٹ ہوا اور نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبریٰ) اور نصف النہار عرفی (زوال) کے درمیان بھی چالیس منٹ کا فاصلہ ہے۔

☆ پورے سال میں فجر کا وقت کم از کم ۱ گھنٹہ اور ۱۸ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۱ گھنٹہ اور ۳۵ منٹ رہتا ہے۔ لہٰذا نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبریٰ) اور نصف النہار عرفی (استوائے حقیقی) کے درمیان کا مکروہ وقت سال بھر میں کم از کم ۳۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۷ منٹ رہتا ہے۔

☆ نصف النہار شرعی اور نصف النہار عرفی حقیقی کے وقت کے فرق کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے سامنے کے صفحہ پر نقشہ دیا گیا ہے۔ جس کا بغور معائنہ و مطالعہ کرنے سے اس مسئلہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے میں آسانی رہے گی۔

مذکورہ بالا نقشہ فتاویٰ رضویہ کی مندرجہ ذیل عبارات کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو مزید تفصیل درکار ہے تو وہ فتاویٰ رضویہ کی طرف رجوع فرمائیں:۔

(۱) ''نہار شرعی طلوع فجر صادق سے غروب کل آفتاب تک ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۰۷، ۳۵۷)

(۲) نہار عرفی طلوع کنارہ شمس سے غروب کل قرص شمس تک ہے''۔ (ایضاً)

(۳) ''ہمیشہ نصف النہار شرعی نصف النہار عرفی حقیقی سے بقدر نصف مقدار فجر کے پیشتر ہوتا ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۰۷)

(۴) اصح واحسن یہی ہے کہ ضحوۂ کبریٰ سے نصف النہار حقیقی تک سارا وقت وہ ہے جس میں نماز نہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲، ص ۳۵۸)

(۵) نصف النہار شرعی وقت استوائے حقیقی سے ۴۰ منٹ پیشتر ہوتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲، ص ۲۰۷)

(۶) ''عرفی کا گویا نصف حقیقی ہے۔ اس کو استوائے حقیقی کہیے۔ اس وقت آفتاب بیچ آسمان میں ہوتا ہے احکام شرعیہ میں اسی وقت کا اعتبار ہے۔ نصف النہار شرعی سے اسی وقت تک نماز مکروہ ہے۔ اس کے بعد پھر وقت ممانعت نہیں رہتا''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۰۸)

(۷) ظہر کا وقت آفتاب نصف النہار (عرفی، حقیقی) سے ڈھلتے ہی شروع ہوتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۲)

یہاں تک کی وضاحت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عام طور سے عوام میں جو یہ بات رائج ہے کہ دوپہر کے وقت جب سورج آسمان کے بیچ میں آتا ہے، وہ ہی زوال کا وقت اور مکروہ وقت ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ بلکہ اصح واحسن یہ ہے کہ دوپہر کے وقت جب آفتاب وسط آسمان میں ہوتا ہے وہ زوال کا وقت نہیں ہے بلکہ وہ مکروہ وقت ہے اور اس کو نصف النہار شرعی کہتے ہیں اور وہی وقت مکروہ ہے۔ زوال کا وقت مکروہ ہرگز نہیں بلکہ زوال کے وقت تو مکروہ وقت ختم ہوتا ہے اور نماز ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ زوال کے لغوی معنی ہی

اس کے مکروہ وقت نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

زوال:۔ تنزل، عروج جاتا رہنا، سورج کا نصف النہار سے نیچے اترنا۔

(فیروز اللغات ص ۷۵۳)

اور ظاہر ہے کہ جب سورج نصف النہار سے ڈھلتا ہے یعنی نیچے اترتا ہے، تب وقتِ مکروہ ختم ہوتا ہے اور جواز کا وقت شروع ہوتا ہے۔

''نمازِ ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے''

تمہید سابقہ یہ بات ثابت ہوئی کہ نصف النہار سے جب آفتاب ڈھلتا ہے یعنی نیچے اترنا شروع ہوتا ہے یعنی جب زوال کی ابتداء ہوتی ہے تب ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور وہ وقت کب تک رہتا ہے اس کو معلوم کریں۔

☆ فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲، ص ۲۲۶ پر ہے کہ: ظہر کی نماز کا ٹائم اس وقت تک رہتا ہے کہ سایہ سوا سایہ اصلی کے جو اس روز ٹھیک دوپہر کو پڑا ہو، دو مثل ہو جائے''۔

اب یہ دیکھیں کہ (۱) سایہ اصلی کیا ہے؟

اور (۲) سایہ دو مثل ہونے سے کیا مراد ہے؟

☆ دوپہر کے وقت جو مکروہ وقت ہوتا ہے اس کو نصف النہار شرعی یا ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ جس کی تفصیلی بحث اوراقِ سابقہ میں کی گئی ہے۔ اس بحث کو ذہن میں رکھ کر مندرجہ ذیل وضاحت کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔

☆ آفتاب ہمیشہ مشرق کی سمت سے طلوع ہوتا ہے اور دن بھر کی مسافت طے کرنے کے بعد مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ آفتاب کی اس مسافت کی تین منزل ہوتی ہیں۔

(۱) سمت مشرق سے وسط آسمان تک کی پہلی منزل

(۲) وسط (Centre) آسمان میں استوا یعنی ہموار ہو کر پھر ڈھلنے کی دوسری منزل

(۳) وسط آسمان سے سمت مغرب تک کی تیسری منزل

☆ جب آفتاب مشرق سے وسط آسمان تک کی پہلی منزل میں ہوتا ہے تب جس چیز پر اس کی شعائیں یعنی کرنیں پڑتی ہیں اس چیز کا سایہ مغرب کی طرف پڑے گا۔

☆ جب آفتاب وسط آسمان یعنی نصف النہار کی دوسری منزل میں ہوتا ہے اس وقت اس کی کرنیں جس چیز پر پڑتی ہیں تب اس چیز کا جو سایہ ہوتا ہے اسی کو ''سایہ اصلی'' کہتے ہیں اور وہ سایہ یعنی سایہ اصلی کہاں گرتا ہے وہ دیکھے اور سایہ اصلی کی صحیح پہچان اور سایہ اصلی معلوم کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے وہ دیکھیں۔

سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ:۔

جب آفتاب مشرق سے وسط آسمان تک کی پہلی منزل کے آخری لمحات میں ہو اس وقت ہموار زمین میں ایک بالکل سیدھی لکڑی ستون کی شکل میں گاڑ دیں اور لکڑی کا سایہ بغور دیکھیں۔ اس وقت لکڑی کا سایہ مغرب کی طرف پڑھے گا آہستہ آہستہ وہ سایہ گھٹتا جائے گا۔ جب تک سایہ گھٹ رہا ہے دوپہر یعنی نصف النہار نہیں ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سایہ گھٹنا بند ہو جائے گا۔ جب سایہ گھٹنا بند ہو جائے تب وقت نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبریٰ) شروع ہوتا ہے۔ اس وقت نصب کی ہوئی لکڑی کا سایہ مطلق مغرب کی جانب نہ ہو گا بلکہ لکڑی کی شمال کی جانب اور مشرق کی طرف مائل ہو گا اور یہی سایہ اصلی ہے۔ ذیل کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔
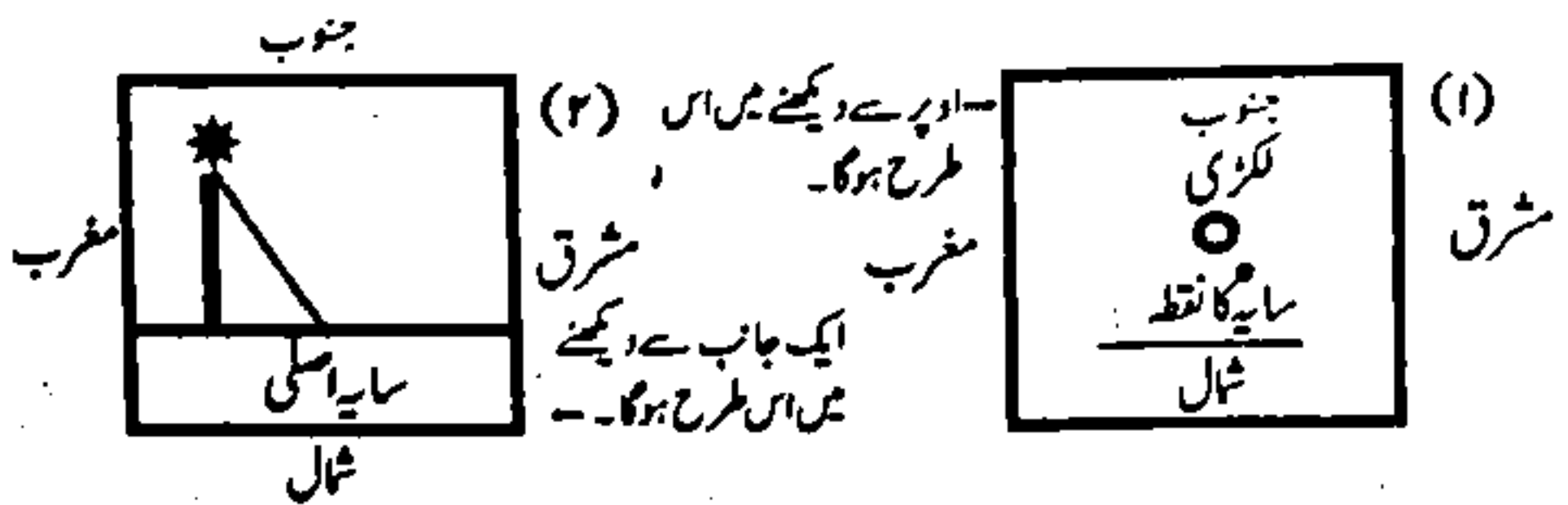
اب سایہ اصلی نصف النہار عرفی یعنی زوال کے شروع ہوتے ہی مشرق کی جانب بڑھنا شروع ہو جائے گا اور بڑھتے بڑھتے یہ سایہ لکڑی کے سایہ اصلی کے علاوہ لکڑی سے دو چند ہو جائے گا۔ اس وقت تک ظہر کا وقت رہے گا۔ مثال کے طور پر لکڑی کی لمبائی دو فٹ ہے۔ نصف النہار کے وقت سایہ اصلی آدھے فٹ پر تھا۔ تو سایہ اصلی آدھے فٹ میں لکڑی کا ڈبل یعنی چار فٹ جوڑ دیں یعنی ساڑھے چار فٹ سایہ ہونے تک ظہر کا وقت رہے گا اور جیسے ہی سایہ ساڑھے چار فٹ پر پہنچ جائے گا ظہر کا وقت نکل جائے گا اور عصر کا وقت شروع ہو جائے گا۔ ذیل کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔
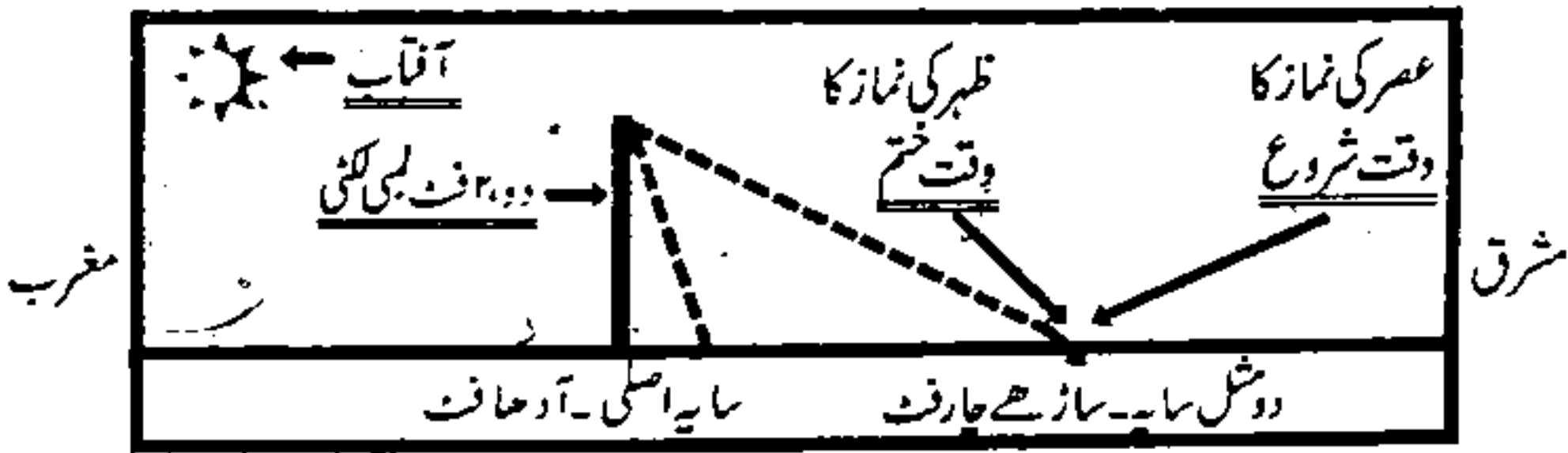
مندرجہ بالا نقشہ فتاویٰ رضویہ شریف کی ان عبارات کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو مزید تفصیل درکار ہے تو وہ فتاویٰ رضویہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

☆ ''جمعہ اور ظہر کا ایک ہی وقت ہے۔ سایہ جب تک سایہ اصل کے سوا دو مثل کو پہنچے، جمعہ وظہر دونوں کا وقت باقی رہتا ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۱)

☆ ''ہموار زمین پر سیدھی لکڑی عمودی حالت پر قائم کی جائے اور وقتاً فوقتاً سایہ کو دیکھتے رہیں۔ جب تک سایہ گھٹنے میں ہے دو پہر نہیں ہوا اور جب ٹھہر گیا نصف النہار ہو گیا۔ اس وقت کا سایہ ٹھیک نقطہ شمال کی جانب ہوگا۔ اسے ناپ رکھا جائے کہ یہی فئی الزوال ہے۔ اس سے پہلے سایہ مغرب کی طرف تھا۔ جب سایہ بڑھنے لگا دو پہر ڈھل گئی۔ اب سایہ مشرق کی طرف ہو جائے گا۔ جب

لکڑی کا سایہ مشرق وشمال کے گوشہ میں اس فئی الزوال کی مقدار اور لکڑی کے دو مثل کو پہنچ گیا مثلاً آج ٹھیک دوپہر کو لکڑی کا سایہ اس کے نصف مثل تھا اور اس وقت خاص نقطہ شمال کو تھا۔ اب وقتاً فوقتاً بڑھے گا اور مشرق کی طرف جھکے گا۔ جب لکڑی کا ڈھائی مثل ہو جائے عصر ہو گیا"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۴)

نماز ظہر کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: ظہر کی نماز کا پورا وقت اول سے آخر تک بلا کراہت ہے یعنی ظہر کی نماز اپنے وقت کے جس حصہ میں پڑھی جائے گی اصلا مکروہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۱)

مسئلہ: حدیث شریف اور فقہ کے حکم کے مطابق گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب و مسنون ہے اور تاخیر کے یہ معنی ہیں کہ وقت کے دو حصے کئے جائیں۔ نصف اول کو چھوڑ کر نصف ثانی میں پڑھیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۷)

حدیث: بخاری ونسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز (ظہر) ٹھنڈی کرتے اور جب سردی ہوتی تو جلدی فرماتے"۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۷)

حدیث: بخاری ومسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ سخت گرمی جہنم کے جوش سے ہے"۔

حدیث: صحیح بخاری شریف باب الاذان میں ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ مؤذن نے (ظہر کی) اذان کہنی چاہی۔ حضور نے فرمایا ٹھنڈا کر۔ پھر ارادہ کیا۔ فرمایا ٹھنڈ کر۔ یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ اس وقت اذان کی اجازت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے۔ تو جب گرمی سخت ہو ظہر

ٹھنڈے وقت پڑھو"۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۱، ۳۶۷)

مسئلہ: گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے لیکن اگر گرمیوں کے دنوں میں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کیلئے جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا اول وقت میں جماعت کے ساتھ پڑھ لے۔

(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: اگر کسی نے ظہر کی جماعت کے پہلے کی چار رکعت سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت قائم ہو جائے تو جماعت میں شریک ہو جائے۔ جماعت کے بعد دو رکعت سنت بعدیہ پڑھنے کے بعد چار رکعت سنت پڑھ لے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۷)

مسئلہ: اگر چار رکعت سنت مؤکدہ پڑھ رہا ہے اور جماعت قائم ہو جائے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد دو رکعت سنت بعدیہ کے بعد چار رکعت از سرنو پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۱)

مسئلہ: ظہر کی نماز کے فرض سے پہلے جو چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں وہ ایک سلام سے پڑھے اور قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جانا چاہیے اور اگر بھول کر درود شریف صرف "**اللھم صل علی محمد**" یا "**اللھم صل علی سیدنا**" پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو "ثنا" اور "تعوذ" بھی نہ پڑھے۔ ظہر کے پہلے کی ان سنتوں کی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت بھی ضرور پڑھے۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۴ ص ۱۵، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۶)

مسئلہ: کسی کو ظہر کی نماز کی جماعت کی صرف ایک ہی رکعت ملی یعنی وہ شخص چوتھی رکعت میں جماعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ تین رکعتیں حسب ذیل ترتیب سے پڑھے گا۔

''امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔ اگر پہلے ثنا نہ پڑھی تھی تو اب پڑھ لے اور اگر پہلے ثنا پڑھ چکا ہے تو صرف ''اعوذ'' سے شروع کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت دونوں پڑھ کر رکوع اور سجود کر کے قعدہ میں بیٹھے اور قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور سورت دونوں پڑھ کر رکوع اور سجود کر کے بغیر قعدہ کئے ہوئے تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں صرف الحمد شریف پڑھ کر رکوع و سجود کر کے قعدہ اخیرہ کر کے نماز تمام کرے''۔

(درمختار، بہار شریعت حصہ ۳، ص ۱۳۲ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۳، ۳۹۶)

نوٹ:۔ نماز عصر اور نماز عشاء میں بھی اسی ترتیب سے پڑھے۔

مسئلہ: فرض کے پہلے جو سنتیں ہیں ان کو پڑھ لینے کے بعد فرض پڑھنے تک کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیے کیونکہ سنت قبلیہ یعنی فرض کے پہلے کی سنتیں پڑھنے کے بعد کوئی ایسا کام کرنا کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی کلام کرنا، کھانا، پینا وغیرہ کرنے سے سنتوں کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک سنتیں ہی جاتی رہتی ہیں لہٰذا کامل ثواب پانے کیلئے اور سنتیں نہیں ہوتیں اس اختلاف سے نکل جانے کیلئے بہتر ہے کہ اگر سنت اور فرض کے درمیان کسی قسم کی بات چیت کر لی ہے اور ابھی جماعت قائم ہونے مین دیر ہے کہ جماعت میں شریک ہونے میں خلل نہ آئے گا، تو سنتوں کا اعادہ کر لے لیکن فجر کی سنتوں کا اعادہ کرنا جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۷۲)

''نماز عصر''

نماز عصر کی فضیلت	نماز عصر کی رکعتیں	تعداد
۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)	سنت غیر مؤکدہ فرض	۴ ۴
۲) طبرانی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام فرمادے گا''۔	.... میزان	.... ۸

☆ عصر کی نماز کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے اور آفتاب کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔ (بہار شریعت)

حدیث: امام ابن ابان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا وقت مغرب تک اور مغرب کا عشاء تک اور عشاء کا فجر تک'' (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۲۰)

☆ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب تک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل نہ ہو جائے وقت ہوتا نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۱۰)

☆ عصر کی نماز کا وقت کم از کم: ۱ گھنٹہ اور ۳۵ منٹ زیادہ سے زیادہ: ۲ گھنٹہ اور ۶ منٹ رہتا ہے۔ (بہار شریعت)

☆ عصر کی نماز کا وقت سال بھر میں مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق گھٹتا بڑھتا رہتا ہے

نمبر	کب	گھنٹہ	منٹ	پھر کیا ہوتا ہے
۱	۲۱،جنوری	۱	۳۵	پھر بڑھتا ہے
۲	۲۰،اپریل	۱	۵۰	پھر بڑھتا ہے
۳	۲۲،مئی	۲	۱	//
۴	۲۳،جون	۲	۶	//
۵	۲۳،جولائی	۲	۱	پھر گھٹتا ہے
۶	۲۳،اگست	۱	۵۰	//
۷	۲۳،ستمبر	۱	۴۱	//
۸	۲۴،اکتوبر	۱	۳۶	//
۹	۱،نومبر	۱	۳۵	رہ جاتا ہے

(بحوالہ بہار شریعت،فتاویٰ رضویہ،جلد ۲،ص ۲۱۶)

نوٹ:۔ عصر کا یہ وقت بھی ان شہروں کیلئے ہے جو بریلی شریف کے طول البلد اور عرض البلد پر واقع ہیں دیگر علاقوں میں کچھ منٹ کے فرق کا امکان ہے۔

☆ غروب آفتاب ہونے کے بیس منٹ پہلے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔اس وقت کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب، نہ سنت، نہ قضا، نہ نفل بلکہ غروب آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت وسجدہ سہو بھی ناجائز ہے۔(بہار شریعت،درمختار)

عصر کی نماز کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: عصر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنی تاخیر نہ کرنی چاہیے کہ آفتاب میں زردی آجائے اور آفتاب پر بے تکلف نگاہ جم سکے۔ (عالمگیری،درمختار)

مسئلہ: آفتاب میں زردی اس وقت آتی ہے جب غروب میں بیس ۲۰ منٹ باقی رہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ،جلد ۲،ص ۲۲۲)

مسئلہ: نماز عصر میں ابر یعنی بادل کے دن جلدی کرنی چاہیے لیکن اتنی جلدی نہ کرنی

چاہیے کہ وقت سے پہلے پڑھ لیں۔ ابر (بادل) کے دن کے علاوہ باقی دنوں میں ہمیشہ تاخیر کرنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۱۳)

مسئلہ: عصر کا وقتِ مستحب ہمیشہ اس کے وقت کا نصف اخیر ہے مگر روز ابر تعجیل چاہیے یعنی بادل کے دن جلدی پڑھنا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۲)

مسئلہ: عصر کا مستحب وقت نصف اخیر سے مراد یہ ہے کہ عصر کی نماز کے کل وقت میں سے مکروہ وقت کے بیس منٹ نکال کر باقی وقت کے دو حصے کریں اور حصۂ اوّل کو چھوڑ کر حصۂ دوم سے وقتِ مستحب ہے۔ حالانکہ حصۂ اوّل میں بھی اصلاً کراہت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۱۶)

یعنی فرض کرو کہ عصر کا وقت ۵ بج کر ۲۰ منٹ پر شروع ہوتا ہے اور آفتاب ۷ بج کر ۱۰ منٹ پر غروب ہوتا ہے۔ غروب آفتاب کے پہلے کے بیس منٹ نکال دو تو ۶ بج کر ۵۰ منٹ کا وقت ہوا۔ یعنی ۵ بج کر ۲۰ منٹ سے لے کر ۶ بج کر ۵۰ منٹ کا وقت وہ ہے جس میں اصلاً کوئی کراہت نہیں اور وہ وقت ۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ یعنی کل ۹۰ منٹ کا وقت ہوا۔ اب اس کے دو حصے کرو۔ ایک حصہ ۴۵ منٹ کا ہوا تو یہ نتیجہ آیا کہ:۔

(۱) نصف اول: ۵ بج کر ۲۰ منٹ میں ۴۵ منٹ ملائے یعنی ۶ بج کر ۵ منٹ تک

(۲) نصف آخر: ۶ بج کر ۵ منٹ تا ۶ بج کر ۵۰ منٹ تک۔

مسئلہ: غروب آفتاب کے بیس منٹ پہلے کا وقت ایسا مکروہ وقت ہے کہ اس میں کوئی بھی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن اگر اس دن کی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اس وقت بھی پڑھ لے اگرچہ آفتاب غروب ہو رہا ہو تب بھی پڑھ لے لیکن بلا عذر شرعی اتنی تاخیر حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا گیا ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت جلد ۳، ص ۲۱)

مسئلہ: جب غروب کو بیس (۲۰) منٹ باقی رہیں تب وقت کراہت آجائے گا۔ اس وقت آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جدل ۲، ص ۲۱۵) یعنی صرف عصر کی فرض نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کی سنت نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ: جب آفتاب قریب غروب کو پہنچے اور وقت کراہت آئے اس وقت قرآن مجید کی تلاوت ملتوی کر دی جائے اور اذکار الٰہیہ کئے جائیں۔ اس وقت تلاوت مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۹، احکام شریعت، حصہ ۲، مسئلہ ۵۲، ص ۳۱)

مسئلہ: عصر کی نماز کے بعد نفل نماز پڑھنا منع ہے۔ اگر اس وقت میں نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی، اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور اگر اس وقت اس کی قضا پڑھ لی تو ناکافی ہے۔ قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔

(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: عصر کی نماز کے بعد آفتاب غروب ہونے کے بیس ۲۰ منٹ پہلے تک قضا نماز پڑھ سکتا ہے۔ (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۹)

مسئلہ: عصر کی سنتیں شروع کی تھیں اور جماعت قائم ہو گئی تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔ سنتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۱)

مسئلہ: ایک شخص عصر کی جماعت کی چوتھی رکعت میں شامل ہوا۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ تین رکعت اس طرح پڑھے کہ امام کے سلام کے بعد کھڑا ہوا کر ثنا (**سبحنك اللهم**) اگر پہلے نہ پڑھا تھا تو اب پڑھ لے ورنہ "تعوذ" سے شروع کرے اور الحمد و سورت پڑھ کر رکوع و سجود کر کے قعدہ میں بیٹھے اور قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے پھر دوسری رکعت میں الحمد و سورت پڑھے اور رکوع و سجود کے بعد بغیر قعدہ کئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں صرف الحمد للہ شریف پڑھ کر رکوع و سجود کرے قعدۂ اخیرہ کر کے نماز تمام کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۳)......یعنی

پہلی رکعت میں الحمد اور سورت پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ کرے۔ دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت پڑھے اور قعدہ نہ کرے اور کھڑا ہو جائے تیسری رکعت میں صرف الحمد شریف پڑھے اور قعدۂ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے۔

مسئلہ: عصر کی نماز کے فرض سے پہلے جو چار رکعت ہیں وہ سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ ان چاروں رکعتوں کو ایک سلام سے پڑھنا چاہیے اور دو رکعت کے بعد قعدۂ اولیٰ کرنا چاہیے اور قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا چاہیے اور تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو ثنا یعنی سبحانك اللهم پوری اور تعوذ یعنی اعوذ پورا پڑھے۔ کیونکہ سنت غیر مؤکدہ مثل نفل ہے اور نفل نماز کا ہر قعدہ مثل قعدۂ اخیرہ ہے لہٰذا ہر قعدہ میں التحیات و درود شریف پڑھنا چاہیے اور پہلے قعدہ کے بعد تیسری رکعت کے شروع میں ثنا اور تعوذ بھی پڑھنا چاہیے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت بھی ملانا چاہیے۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۱۵ اور فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۴۶۹)

''نماز مغرب''

نماز مغرب کی فضیلت	نماز مغرب کی رکعتیں	تعداد
۱) رزین نے مکحول سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعت پڑھے، اس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے''۔	فرض سنت مؤکدہ نفل	۳ ۲ ۲
۲) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''مغرب کے بعد کی دونوں رکعتیں جلدی پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں''۔ (طبرانی)	.... میزان	.... ۷

☆ مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔ (بہار شریعت)

☆ شفق ہمارے مذہب میں اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب کی جانب سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلتی رہتی ہے۔

(ہدایہ، شرح وقایہ، عالمگیری)

☆ مغرب کا وقت سپیدی ڈوبنے تک ہے یعنی چوڑی سفیدی کہ جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی اور بعد سرخی غائب ہونے تادیر باقی رہتی ہے۔ جب وہ سفیدی نہ رہے تب مغرب کا وقت ختم ہوا اور عشاء کا شروع ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۶)

☆ مغرب کا وقت کم سے کم: ۱ گھنٹہ اور ۱۸ منٹ رہتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ: ۱ گھنٹہ اور ۳۵ منٹ رہتا ہے۔

(بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۶)

☆ مغرب کی نماز کا وقت سال بھر میں مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق گھٹتا بڑھتا ہے۔

نمبر	کب	گھنٹہ	منٹ	پھر کیا ہوتا ہے
۱	آخر مارچ	۱	۱۸	پھر بڑھتا ہے
۲	آخر جون	۱	۳۵	پھر گھٹتا ہے
۳	آخر ستمبر	۱	۱۸	پھر بڑھتا ہے
۴	آخر دسمبر	۱	۲۵	رہ جاتا ہے

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۶)

نوٹ:۔ مغرب کی نماز کا یہ وقت بھی ان شہروں کیلئے ہے جو بریلی شریف کے طول البلد اور عرض البلد پر واقع ہیں دیگر بلاد میں کچھ منٹ کے فرق کا امکان ہے۔

☆ ہر روز نماز فجر اور نماز مغرب کے وقت کی مقدار برابر ہوتی ہے۔ (بہار شریعت)

نماز مغرب کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: مغرب کی اذان کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھنے کے وقت کی مقدار جتنا وقفہ کر کے اقامت دے دینی چاہیے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اذان مغرب میں بلا وجہ شرعی تاخیر خلاف سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۵۵)

مسئلہ: اگر ایک نقطہ بھر سورج کا کنارہ غروب ہونے کو باقی ہے اور نماز مغرب کی تکبیر

تحریمہ کہی تو نماز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۰)

مسئلہ: غروب آفتاب اور مغرب کے فرض کے درمیان نفل نماز پڑھنا منع ہے۔
(درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: مغرب کی نماز میں اتنی دیر کرنا کہ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی چمک آئیں مکروہ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۶)

مسئلہ: بادل کے دن کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل (جلدی) کرنا مستحب ہے۔
(درمختار)

حدیث: ابوداؤد نے حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "دن کی نماز (عصر کی نماز) بادل کے دن میں جلدی پڑھو اور مغرب میں تاخیر کرو"

حدیث: امام احمد و ابوداؤد حضرا ابوایوب اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "میری امت ہمیشہ فطرت پر رہے گی جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کریں کہ ستارے گتھ جائیں"۔

حدیث: غروب آفتاب کے بعد دو رکعت پڑھنے کے وقت کی مقدار سے زیادہ تاخیر (دیر) کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے گتھ گئے تو مکروہ تحریمی ہے لیکن عذر شرعی، سفر یا مرض کی وجہ سے اتنی تاخیر ہو جائے تو حرج نہیں۔
(درمختار)

حدیث: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھا اور وہ بہ سرعت چلتے تھے۔ اثناء راہ سورج ڈوب گیا اور انہوں نے مغرب کی نماز نہ پڑھی حالانکہ میں نے ان کی ہمیشہ کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے تھے۔ جب نماز میں دیر لگائی تو میں نے کہا خدا آپ پر رحم فرمائے نماز۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور آگے روانہ ہوئے۔ جب شفق کا اخیر حصہ رہا اتر کر مغرب پڑھی۔ پھر عشاء کی تکبیر اس حال میں کہی کہ شفق ڈوب

چکی تھی اس وقت عشاء پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے"۔

(نسائی)(بحوالہ: فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۲۴۰)

مسئلہ: مغرب کے فرض کے بعد دونوں سنتیں جلدی پڑھ لینی چاہیے اور فرض وسنت کے درمیان کلام نہ کرنا چاہیے۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: "کہ جو بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے، اس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔ (طبرانی)

مسئلہ: جس مقتدی کو مغرب کی جماعت کی تیسری رکعت ملی ہو وہ جب اپنی فوت شدہ دو رکعتیں پڑھے تب پہلی رکعت کے بعد قعدہ ضرور کرے یعنی ایک رکعت کے بعد قعدہ کرے اور اس میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے پھر دوسری پڑھے اور قعدہ اخیرہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۲)

مسئلہ: بعد نماز مغرب "صلوٰۃ الاوابین" پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہو"۔ (طبرانی)

نوٹ:۔ فرائض کی ادائیگی بہت ہی لازمی ہے نوافل کی مقبولیت کا دارومدار فرائض کی ادائیگی پر ہے مذکورہ بالا حدیث میں مغرب کے بعد چھ رکعت "صلوٰۃ الاوابین" پڑھنے کی جو فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اس کا ثواب ان لوگوں کیلئے ہے جن پر فرض یا واجب نماز کی قضا پڑھنا باقی نہ ہو۔

''نماز عشاء''

نماز عشاء کی فضیلت	نماز عشاء کی رکعتیں	تعداد
۱) ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جو مسجد میں با جماعت چالیس راتیں نماز عشاء پڑھے کہ پہلی رکعت فوت ہونے نہ پائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے''۔	سنت غیر مؤکدہ فرض سنت مؤکدہ	۴ ۴ ۲
۲) سب نمازوں میں منافقین پر گراں نماز فجر اور عشاء ہے'' (الحدیث، طبرانی)	نفل وتر	۲ ۳
۳) جو نماز عشاء کیلئے حاضر ہوا گویا اس نے نصف شب قیام کیا''۔ (الحدیث، بیہقی)	(واجب)	
۴) ''وتر حق ہے۔ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں''۔ (الحدیث، ابوداؤد)	نفل	۲ ......
۵) ''جس نے قصداً نماز چھوڑی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ (الحدیث، ابونعیم)	میزان	۱۷

☆ نماز عشاء کا وقت مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور طلوع فجر صادق تک رہتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۲۶)

☆ عشاء کی نماز میں تہائی رات (۱/۳) تک تاخیر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح ہے۔ (درمختار)

☆ نماز عشاء کی نصف شب سے زائد تاخیر مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۵۵۲)

☆ ابر (بادل) کے دن عصر اور عشاء میں تعجیل (جلدی) مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر مستحب ہے۔ (بہارشریعت)

☆ اگرچہ عشاء کی فرض نماز اور وتر نماز کا ایک ہی وقت ہے لیکن دونوں میں باہم ترتیب فرض ہے کہ اگر کسی نے عشاء کے فرض سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو وتر کی نماز ہوگی ہی نہیں۔ وتر کو فرض کے بعد ہی پڑھنا لازمی ہے۔
(درمختار، عالمگیری)

نماز عشاء کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: اگر کسی نے فرض کے بعد پہلے کی چار رکعتیں سنت غیر مؤکدہ نہ پڑھی ہوں اور جماعت کے بعد پڑھنا چاہتا ہے تو جماعت کے بعد کی دو رکعت سنت بعدیہ کے بعد پڑھ سکتا ہے۔ اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۷)

مسئلہ: فرض کے پہلے کی چار سنتیں شروع کی تھیں اور جماعت قائم ہوگئی تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔ سنتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۱)

مسئلہ: نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد نماز عشاء دنیا کی باتیں کرنا، دنیوی قصے کہانیاں کہنا سننا مکروہ ہے۔ البتہ ضروری باتیں، تلاوت قرآن، ذکر، دینی مسائل، صالحین کے واقعات، وعظ، نصیحت اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔
(درمختار)

مسئلہ: نماز عشاء میں آخری دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دونا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶۱)

وتر نماز کے متعلق اہم مسائل:۔

حدیث: ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''اللہ وتر (ایک) ہے اور وتر کو محبوب رکھتا ہے۔ لہٰذا

اے قرآن والوں وتر پڑھو"۔

مسئلہ: نماز وتر کی تین ۳ رکعتیں ہیں اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہوجانا چاہیے۔اگر قعدہ اولیٰ میں نہیں بیٹھا اور بھول کر کھڑا ہوگیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدہ سہو کرے۔

(بہار شریعت، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: وتر کی تینوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۴، ص ۴)

مسئلہ: وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر "اللہ اکبر" کہہ کر ہاتھ باندھ لینا چاہیے اور پھر دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کرنا چاہیے۔ (بہار شریعت، جلد ۴، ص ۴)

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع مین چلا گیا تو اب رکوع سے واپس نہ لوٹے بلکہ نماز پوری کرے اور سجدہ سہو کرے۔ (بہار شریعت، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۵)

مسئلہ: دعائے قنوت آہستہ پڑھنی چاہیے۔امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو، یا ادا پڑھتا ہو یا قضا پڑھتا ہو یا پھر رمضان میں پڑھتا ہو یا اور دنوں میں پڑھتا ہو۔ ہر صورت میں دعائے قنوت آہستہ پڑھے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ؛ جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ ایک مرتبہ "ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" پڑھ لے یا تین مرتبہ "اللھم اغفرلنا" کہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: وتر کی قنوت میں مقتدی امام کی متابعت کرے۔اگر مقتدی دعائے قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی امام کا ساتھ دیتے ہوئے رکوع کرے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ: جس مسبوق کو وتر کی جماعت کی تیسری رکعت کا رکوع ملا ہو وہ امام کے سلام

پھیرنے کے بعد جب دو رکعت پڑھے گا اس میں قنوت نہیں پڑھے گا۔

(عالمگیری)

مسئلہ: جس مسبوق مقتدی کی وتر کی جماعت کی تینوں رکعتیں چھوٹ گئی ہوں اور وہ قعدۂ اخیرہ میں جماعت میں شامل ہوا ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب تین رکعت پڑھے گا اس میں قنوت پڑھے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۴۸۸)

مسئلہ: عشاء کی نماز قضا ہو گئی تو وتر کی قضا پڑھنی بھی واجب ہے اگر چہ کتنا ہی زمانہ گزر گیا ہو۔ قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا ہو گئی ہو۔ جب قضا پڑھے تو وتر کی بھی قضا پڑھے اور وتر میں دعائے قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے میں تکبیر قنوت کیلئے ہاتھ نہ اٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو تا کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ یہ قضا پڑھتا ہے البتہ گھر میں یا تنہائی میں وتر کی قضا پڑھتا ہو تو تکبیر قنوت کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نماز کا قضا کرنا گناہ ہے اور گناہ کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے لہٰذا قضا نماز پڑھتے وقت کسی پر ظاہر نہ ہونے دے کہ قضا پڑھتا ہے۔

(ردالمحتار، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۶۲۴)

مسئلہ: رمضان میں عشاء کی فرض کی جماعت میں جو شامل نہیں ہوا وہ وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جس نے فرض تنہا پڑھے ہوں وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۴۸۱)

مسئلہ: فجر میں اگر حنفی المذہب مقتدی نے شافعی المذہب امام کی اقتداء کی اور امام نے اپنے مذہب کے موافق دعائے قنوت پڑھی تو حنفی مقتدی دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ ہاتھ لٹکائے ہوئے اتنی دیر چپ کھڑا رہے۔ (درمختار)

مسئلہ: جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر شب میں وتر پڑھنا مستحب ہے ورنہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ پھر اگر پچھلے پہر آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے اور وتر کا اعادہ (دوبارہ پڑھنا) جائز نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: وتر کے بعد دو (۲) رکعت پڑھنا افضل ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں "اذا

ذلزلت الارض'' اور دوسری رکعت میں ''قل یاایھا الکافرون'' پڑھنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر رات میں بیدار نہ ہوا تو یہ دو (۲) رکعتیں تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: نماز عشاء پڑھنے کے بعد بے حاجت دنیوی باتوں میں اشتغال مکروہ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۱۹۷)

مسئلہ: عشاء کی نماز کے فرض سے پہلے جو چار رکعت ہیں وہ سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ ان چاروں رکعت کو ایک سلام سے پڑھنا چاہیے اور دو رکعت کے بعد قعدۂ اولیٰ کرنا چاہیے ار قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھنا چاہیے اور تیسری رکعت کیلئے جب کھڑا ہو تو ثنا یعنی ''سبحانک'' پوری اور ''تعوذ'' یعنی اعوذ پورا پڑھے۔ کیونکہ سنت غیر مؤکدہ مثل نفل ہے اور نفل نماز کا ہر قعدہ مثل قعدۂ اخیرہ ہے لہٰذا ہر قعدہ میں ''التحیات'' اور ''درود شریف'' پڑھنا چاہیے اور پہلے قعدہ کے بعد والی رکعت کے شروع میں ثنا اور تعوذ بھی پڑھنا چاہیے۔ علاوہ ازیں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت بھی ملانا چاہیے۔
(درمختار، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۱۵ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶۹)

مسئلہ: عوام میں سے بہت سے حضرات وتر کی نماز کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر ''سبوع قدوس ربنا و رب الملئکۃ و الروح'' پڑھتے ہیں اور اس عمل کے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ اس عمل کی حدیث شریف میں بہت ہی فضیلت آئی ہے اور بزرگان دین یہ عمل ہمیشہ کرتے آئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ فعل فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے اور اس عمل کی فضیلت میں جو حدیث ذکر کی جاتی ہے وہ حدیث موضوع، باطل اور بے اصل ہے، اس پر عمل جائز نہیں۔ فقہ کی مشہور کتاب غنیۃ، تاتارخانیہ اور درمختار و نیز طحطاوی علی الدر میں اس کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ ایک خارجی اندیشہ کے سبب کہ جاہل اسے سنت یا واجب نہ سمجھنے لگیں۔
(بحوالہ: السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، از اعلیحضرت محدث بریلوی، مسئلہ نمبر ۷۳، ص ۳۰)

آٹھواں باب

"نماز جمعہ"

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے	کیفیت رکعت	تعداد
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ	سنت مؤکدہ فرض سنت مؤکدہ	۴ ۲ ۴
--------	سنت غیر مؤکدہ (احوط مؤکدہ	۲
(پارہ:۲۸،سورۃ الجمعہ، آیت نمبر ۹)	نفل	۲
ترجمہ کنز الایمان	میزان	۱۴
اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔		

☆ جمعہ کی نماز کیلئے وہی مستحب وقت ہے جو ظہر کی نماز کیلئے ہے۔ (بحر الرائق)

☆ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب ہو اس میں داخل ہیں۔ اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۹۹۷)

حدیث: مسلم، ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا

اور خطبہ سنا اور چپ رہا، اس کیلئے مغفرت ہو جائے گی ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں''۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز (جمعہ) پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ گئے ان کے گھروں کو جلا دوں''۔

حدیث: ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت ابوالجعد ضمری سے اور امام مالک نے حضرت صفوان بن سلیم سے اور امام احمد نے حضرت ابوقتادہ سے اور دیگر اجلہ محدثین نے اس طرح روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:۔

☆ جو تین جمعہ سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا''۔

☆ ''جو تین جمعہ بلا عذر چھوڑے وہ منافق ہے''۔

☆ جو تین جمعہ بلا عذر چھوڑے وہ منافقوں میں لکھ دیا گیا''۔

☆ جو تین جمعہ پے درپے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا''۔

جمعہ کی نماز کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: جمعہ فرض عین ہے اور جمعہ کی فرضیت کی تاکید ظہر سے زیادہ ہے۔ جمعہ کے فرض ہونے کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: جس ملک میں سلطنت اسلام ہے یا پہلے تھی اور جب سے غیر مسلم کا قبضہ ہوا، بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت اب تک جاری ہیں جیسے تمام بلاد ہندوستان و بنگالہ ایسے ہی ہیں، وہ سب اسلامی شہر ہیں۔ ان میں جمعہ فرض ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۱۶)

"جمعہ قائم کرنے کے شرائط"

☆ جمعہ قائم کرنے کے حسب ذیل شرائط ہیں۔ان میں سے اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔(بہار شریعت)

شرائط جمعہ:۔

ا۔	شہر ہونا	۲۔	بادشاہ اسلام
۳۔	وقت ظہر	۴۔	خطبہ
۵۔	خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا	۶۔	جماعت
۷۔	اذن عام (عام اجازت)		

حوالہ: "صحت جمعہ کی سات شرطیں ہیں (۱) شہر یا فنائے شہر (۲) سلطان اسلام یا اس کا نائب یا ماذون یا بضرورت جسے عام مسلمین نے امام جمعہ بنایا ہو (۳) وقت ظہر (۴) خطبہ وقت ظہر میں (۵) قبل نماز کم از کم تین مسلمان مردوں عاقلوں کے سامنے خطبہ ہونا (۶) جماعت سے ہونا جس میں کم از کم تین مرد عاقل ہوں (۷) اذن عام ہونا۔ بلا وجہ شرعی کسی کی روک نہ ہو۔
(فتاوٰی رضویہ، جلد ۳، ص ۷۴۶)

جمعہ کی پہلی شرط:۔ شہر ہونا

مسئلہ: جمعہ قائم کرنے کیلئے شہر کا ہونا ضروری ہے۔امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک شہر اس عمارات والی آبادی کو کہتے ہیں جس میں متعدد کوچے ہوں۔دوامی بازار ہوں۔ وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں۔ اس میں کوئی حاکم مقدمات رعایا فیصل کرنے پر مقرر ہو۔جس کے یہاں مقدمات پیش ہوتے ہوں اور اسکی شوکت وحشمت مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے کے قابل ہو یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے اگر چہ ناانصافی کرتا ہو اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

(بہار شریعت، فتاوی رجویہ، جلد ۳، ص ۷۰۳)

مسئلہ: صحیح تعریف شہر کی یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد کوچے ہوں، دوامی بازار ہوں، نہ وہ جسے پیٹھ کہتے ہیں (یعنی ہنگامی بازار نہ ہوں) اور وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور اس میں کوئی حاکم رعایات کے مقدمات کا فیصلہ کرنے پر مقرر ہو، جس کی حشمت وشوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے نے سکے۔ جہاں یہ تعریف صادق ہو وہی شہر ہے اور وہیں جمعہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۷۲)

مسئلہ: شہر کے اطراف کی جگہ جو شہر کی مصلحتوں کیلئے ہو اور شہر کے آس پاس ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ یعنی کیمپ، اسٹیشن وغیرہ اگرچہ شہر سے باہر ہوں پھر بھی ان کا شمار شہر میں ہوگا اور وہاں جمعہ جائز ہے۔

(غنیۃ، بہار شریعت)

مسئلہ: اگر شہر سے دور کوئی جگہ ہو کہ وہ جگہ شہر کی مصلحت کیلئے نہ ہو بلکہ الگ مستقل آبادی کی طرح آباد ہو اور وہاں شہر کی اذان کی آواز پہنچتی ہو اور وہاں رہنے والا بلا تکلف آسکتا ہو اور جا سکتا ہو تو ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہوں انہیں چاہئے کہ شہر آکر جمعہ پڑھ جائیں۔ (بہار شریعت، جلد ۴، ص ۹۴)

مسئلہ: دیہات میں جمعہ ناجائز ہے۔ اگر پڑھیں گے گنہگار ہوں گے اور ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ دیہات میں نہ جمعہ فرض نہ وہاں اس کی ادا جائز۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۷۱، ۷۱۰)

مسئلہ: جن دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہیے اور جہاں پہلے سے جمعہ ہوتا ہو ان دیہاتوں میں جمعہ بند بھی نہ کرنا چاہیے۔ دیہات میں عوام جمعہ پڑھتے ہوں تو ان کو منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول ﷺ کا نام لے لیں غنیمت ہے۔ کیونکہ اگر ان کو منع کیا جائے گا تو وہ وقتی

نماز بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو بعد نماز عید نفل پڑھتے دیکھا حالانکہ بعد عید نفل پڑھنا مکروہ ہے۔کسی نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ منع نہیں کرتے؟ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وعید میں داخل ہونے سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۭ

''بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے''۔

(ترجمہ کنز الایمان، پارہ ۳۰،سورۃ العلق، آیت ۹۔۱۰)

یہ ارشاد مرتضوی درمختار میں مذکور ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۷۱۰ تا ۷۱۴ اور ۷۱۹

مسئلہ: جس مقام کے شہر یا دیہات ہونے میں اختلاف یا شک ہو ایسی جگہ علمائے کرام نے حکم دیا ہے کہ چار رکعت ظہر کی احتیاطی بھی پڑھیں یعنی نماز جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطی پڑھیں لیکن یہ حکم خواص کیلئے ہے۔عوام کیلئے نہیں جو تصحیح نیت پر قادر نہ ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۶۸۸)

مسئلہ: ان شہروں میں کہ جہاں اختلاف شہر ہو وہاں جمعہ ضرور لازم ہے اور اس کا ترک کرنا معاذ اللہ ایک شعار عظیم اسلام سے منہ پھیرنا ہے اور وہاں چار رکعت احتیاطی کا خواص کیلئے حکم ہے اور عوام جو نافہم ہیں ان کے حق میں احتیاطی ظہر کیلئے درگزر کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۶۷۵)

جمعہ کی دوسری شرط: سلطان اسلام

مسئلہ: صحت جمعہ کے شرائط سے ایک یہ بھی ہے کہ بادشاہ اسلام یا بادشاہ اسلام جس کو حکم دے وہ جمعہ قائم کرے یعنی سلطان خود یا اس کا ماذون خطبہ پڑھے اور امام کرے اور جہاں یہ صورت محال ہو مثلاً ان بلاد ہندوستان میں کہ ہندوستان میں بادشاہ اسلام نہیں لیکن ہنوز ہندوستان دارالاسلام ہے، وہاں عام مسلمین جسے امام

مقرر کرلیں وہ جمعہ پڑھائے۔ (فتاویٰ رجویہ، جلد ۳، ص ۶۹۰/ ۶۹۱)

نوٹ:۔ مساجد میں پنج وقتہ نماز پڑھانے کیلئے جو امام مقرر ہوتے ہیں وہ نماز جمعہ پڑھانے کیلئے بھی مقرر ہوتے ہیں اور عامۃ المسلمین انہیں مقرر کرتے ہیں یا ان کے مقرر کئے جانے پر رضامند ہوتے ہیں لہٰذا ان کو جمعہ کے خطبہ اور امام کا حق حاصل ہے۔

مسئلہ: ادائے جمعہ کیلئے سلطان یا اس کے نائب یا ماذون کی جو شرط ہے یہ ان شرائط سے ہے کہ محل ضرورت میں اس کے بدل سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے صحت نماز کے لئے وضو شرط ہے لیکن پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمم اس کا خلیفہ و بدل ہے اسی طرح سلطان اسلام کی عدم موجودگی میں جمعہ کیلئے مسلمانوں کا کسی کو امام و خطیب تعین کرنا سلطان کے تعین کرنے کے قائم مقام ہے اور ایسے امام و خطیب کا قائم کیا ہوا جمعہ مطلقا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۱۸ و ص ۶۸۲)

جمعہ کی تیسری شرط: وقت ظہر:

مسئلہ: جمعہ کے خطبے اور نماز کے لئے وقت ظہر ہونا شرط ہے۔ اگر ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے خطبہ پڑھ لیا تو خطبہ نہ ہوا اور جب خطبہ نہ ہوا تو جمعہ نہ ہوا۔

(عامہ کتب)

مسئلہ: اگر جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر کی کہ وقت ظہر نکل گیا اگر چہ التحیات پڑھ لینے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے عصر کا وقت داخل ہو گیا تو جمعہ باطل ہو گیا اور ظہر کی قضا پڑھنی ہوگی۔ (بہار شریعت)

جمعہ کی چوتھی شرط: خطبہ

مسئلہ: خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگر چہ ایک مرتبہ خطبہ کی نیت سے ''الحمد للہ'' یا ''سبحان اللہ'' یا ''لا الہ الا اللہ'' کہا تو اسی قدر کہنے سے خطبہ کا فرض

ادا ہو جائے گا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: صحت خطبہ کیلئے نیت خطبہ شرط ہے یہاں تک کہ خطیب کو منبر پر جا کر چھینک آئی اور اس نے چھینک پر ''الحمد للہ'' کہا تو اس طرح صرف ''الحمد للہ'' کہنے پر خطبہ کا فرض ادا نہ ہوگا اور خطبہ ادا نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ٦٧٦)

مسئلہ: خطیب کو منبر پر چھینک آئی اور اس نے ''الحمد للہ'' کہا یا تعجب کے طور پر ''سبحان اللہ'' یا ''لا الہ الا اللہ'' کہا، تو اس طرح صرف اتنا کہنے سے خطبہ کا فرض ادا نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: نماز جمعہ کیلئے خطبہ شرط ہے۔ خطبہ کے بغیر نماز جمعہ باطل ہے۔ جو شخص خطبہ نہ پڑھ سکے وہ جمعہ کی نماز کا امام نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ٧٤٧)

مسئلہ: خطیب یعنی خطبہ پڑھنے والے پر لازم ہے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ خطبہ ایک ذکر الٰہی کا نام ہے تا کہ اس کی نیت کر سکے ورنہ اگر صرف نام خطبہ جانا اور خطبہ کسے کہتے ہیں یہ نہ جانا بلکہ لوگوں کی دیکھا دیکھی بے سمجھے ایک فعل کر دیا تو بیشک نماز جمعہ ادا نہ ہوگی کیونکہ صحت خطبہ کیلئے نیت خطبہ شرط ہے اور جب نیت خطبہ نہ ہوئی تو خطبہ نہ ہوا اور جب خطبہ نہ ہوا تو جمعہ نہ ہوا کیونکہ صحت نماز جمعہ کیلئے خطبہ شرط ہے۔

(فتح القدیر، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ٦٧٧)

مسئلہ: مسجد میں جو خطیب و امام معین ہے اس کی اجازت کے بغیر دوسرا شخص خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ اگر پڑھے گا خطبہ جائز نہ ہوگا اور خطبہ شرط نماز جمعہ ہے جب خطبہ نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوئی۔ (عالمگیری، درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ٧٢٨)

مسئلہ: خطبہ ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کیلئے شرط ہے یعنی خطیب کے سوا کم از کم تین مرد سننے والے ہوں۔ اگر خطیب نے تنہا خطبہ پڑھا یا تین سے کم مردوں کے سامنے پڑھا یا عورتوں اور بچوں کے سامنے پڑھا تو ان تمام صورتوں میں خطبہ ادا نہ ہوا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: جمعہ کا خطبہ خطیب زبانی یا دیکھ کر جس طرح چاہے پڑھ سکتا ہے۔ دیکھ کر اور زبانی دونوں ادائے حکم میں یکساں ہیں لیکن زبانی پڑھنا سنت کی زیادہ موافقت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۴۱)

مسئلہ: خطیب کا خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا بعض علماء نے سنت لکھا ہے اور بعض نے مکروہ لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر سنت بھی ہو تو کوئی سنت مؤکدہ نہیں۔ لہٰذا بنظر اختلاف ہاتھ میں عصا لینے سے بچنا بہتر ہے جبکہ کوئی عصر نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۴)

مسئلہ: خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت خطیب کا دائیں بائیں منہ کرنا بدعت ہے۔

(درمختار)

مسئلہ: خطبہ میں عربی کے علاوہ دوسری زبان کا خلط کرنا (ملانا) مکروہ تنزیہی اور خلاف سنت متوارثہ ہے اور پورا خطبہ غیر عربی زبان میں ہونا اور زیادہ مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲۰)

مسئلہ: جمعہ کے خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا خلاف سنت متوارثہ مسلمین ہے اور سنت متوارثہ کا خلاف کرنا مکروہ ہے۔ بعض لوگ یہ عذر بتاتے ہیں کہ عوام عربی نہیں سمجھتے لہٰذا ان کی تفہیم کیلئے اردو میں پڑھتے ہیں، یہ عذر صحیح نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ہزارہا غیر عربی شہر فتح ہوئے اور ہزاروں عجمی حاضر ہوئے مگر کبھی منقول نہیں کہ انہوں نے ان عجمی عوام الناس کی غرض سے خطبہ غیر عربی میں پڑھایا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۴)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں۔ (درمختار، غنیۃ)

مسئلہ: خطیب کا دونوں خطبوں کے درمیان بمقدار تین آیات پڑھنے بیٹھنا سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۶۸)

مسئلہ: خطیب کا خطبہ میں قرآن کی آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یعنی نہ بیٹھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری،، بہار شریعت)

مسئلہ: دونوں خطبوں کے درمیان امام (خطیب) کو دعا مانگنا بالا اتفاق جائز ہے اور مقتدی دل میں دعا مانگیں کہ زبان کو حرکت نہ ہو تو بلا شبہ جائز ہے۔

(عنایہ، م شرح وقایہ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲۳ - ۷۶۴)

مسئلہ: خطبہ کے شروع میں خطیب تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھ کر خطبہ شروع کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۴۰)

مسئلہ: خطیب منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے یہی سنت ہے۔ منبر رسول اقدس ﷺ کے تین زینے تھے علاوہ ازیں اوپر کا تختہ تھا جس پر آپ ﷺ جلوس فرماتے تھے یعنی بیٹھتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوسرے زینہ پر پڑھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تیسرے زینہ پر پڑھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے پہلے زینہ پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا۔ سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر دوسرے پر پڑھتا تو لوگ گمان کرتے ہیں صدیق اکبر کا ہمسر ہوں اور اگر تیسرے پر پڑھتا تو لوگوں کو وہم ہوتا کہ میں فاروق اعظم کے برابر ہوں لہٰذا وہاں کھڑے ہو کر پڑھا جہاں یہ احتمال متصور نہیں یعنی اب کسی کو یہ گمان کرنے کا احتمال ہی نہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کا ہمسر ہوں۔

(بخاری، مسلم، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۰۰)

نوٹ:۔ خطیب کا منبر کے درجہ بالا پر کھڑا ہونا اصل سنت ہے۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۷۰۰ پر ہے کہ "اصل سنت اوّل درجہ پر قیام ہے"۔

مسئلہ: خطبہ اور نماز کے درمیان اگر زیادہ دیر کا فاصلہ ہو جائے تو خطبہ کافی نہیں۔ از سر نو خطبہ پڑھنا ہوگا۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ: خطبہ کے وقت خطیب کے سامنے جو اذان کہی جاتی ہے اس اذان کا جواب خطیب زبان سے دے سکتا ہے اور دعا بھی کر سکتا ہے۔

(تبیین الحقائق، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۴۰)

خطبہ سننے والوں (سامعین) کے متعلق اہم مسائل:

مسئلہ: جو کام نماز کی حالت میں کرنا حرام و منع ہیں خطبہ ہونے کی حالت میں بھی حرام و منع ہیں۔ (حلیہ، جامع الرموز، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۵)

مسئلہ: خطبہ سننا فرض ہے اور خطبہ اس طرح سننا فرض ہے کہ ہمہ تن اسی طرف متوجہ ہو اور کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ سراپا تمام اعضائے بدن اسی طرف متوجہ ہونا واجب ہے۔ اگر کسی خطبہ سننے والے تک خطیب کی آواز نہ پہنچتی ہو جب بھی اسے چپ رہنا اور خطبہ کی طرف متوجہ رہنا واجب ہے۔ اسے بھی کسی اعمال میں مشغول ہونا حرام ہے۔ (فتح القدیر، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۸)

مسئلہ: خطبہ کے وقت خطبہ سننے والا دو زانو ہو کر بیٹھے یعنی نماز کے قعدہ میں جس طرح بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھے۔ (عالمگیری، درمختار، غنیۃ)

مسئلہ: خطبہ ہو رہا ہو تب سننے والے کو ایک گھونٹ پانی پینا حرام ہے اور کسی طرف گردن پھیر کر دیکھنا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۶)

مسئلہ: خطبہ کے وقت سلام کا جواب دینا بھی حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۷)

مسئلہ: جمعہ کے دن خطبہ کے وقت خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے تب اس اذان کا جواب یا دعا صرف دل سے کریں۔ زبان سے اصلاً تلفظ نہ ہو۔

(درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۳، جلد ۲، ص ۳۸۴)

مسئلہ: جمعہ کی اذان ثانی کے وقت اذان میں حضور ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھا نہ چومیں اور صرف دل میں درود شریف پڑھیں اور کچھ نہ کریں۔ زبان کو جنبش بھی نہ دیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۵۹)

مسئلہ: خطبہ میں حضور اقدس ﷺ کا نام پاک سن کر دل میں درود پڑھے زبان سے

سکوت یعنی خاموش رہنا فرض ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۰۹)

مسئلہ: جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت وظیفہ پڑھنا مطلقاً ناجائز ہے اور نفل نماز پڑھنا بھی گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۰۴)

مسئلہ: خطیب نے خطبہ کے دوران مسلمانوں کیلئے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ (درمختار، بہار شریعت)

مسئلہ: خطبہ کے وقت ''امر بالمعروف'' یعنی بھلائی کا حکم کرنا بھی حرام ہے۔ بلکہ خطبہ ہو رہا ہو تب دو حرف بولنا بھی منع ہے۔ کسی کو صرف ''چپ'' کہنا تک منع اور لغو ہے۔ صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جب روز جمعہ خطبہ امام کے وقت تو دوسرے سے کہے ''چپ'' تو تو نے لغو کیا۔'' اسی طرح مسند احمد، سنن ابوداؤد میں امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''جو جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے ''چپ'' کہے اس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا اس کیلئے اس جمعہ کچھ اجر نہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۷)

مسئلہ: خطبہ سننے کی حالت میں حرکت منع ہے اور خطبہ بلا ضرورت کھڑے ہو کر سننا خلاف سنت ہے۔ عوام میں یہ معمول ہے کہ خطیب آخر خطبہ میں ان لفظوں پر پہنچتا ہے ''**ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ**'' تو اس کے سنتے ہی لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ حرام ہے کہ ہنوز خطبہ ختم نہیں ہوا، چند الفاظ باقی ہیں اور خطبہ کی حالت میں کوئی بھی عمل حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۴۳)

خطبہ کی سنتیں

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔

(۲) خطیب کا کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا۔

(۳) خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کا منبر پر بیٹھنا۔

(۴) خطیب کا منبر پر کھڑا ہونا، یعنی خطیب کا منبر پر ہونا۔

(۵) خطیب کا منہ سامعین کی طرف ہونا۔

(۶) خطیب کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہونا۔

(۷) حاضرین کا خطیب کی طرف متوجہ ہونا۔

(۸) خطبہ سے پہلے خطیب اعوذ باللہ آہستہ پڑھے۔

(۹) خطیب اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھے کہ لوگ سن سکیں۔

(۱۰) خطبہ ''الحمد'' لفظ سے شروع کرنا۔

(۱۱) خطبہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا کرنا۔

(۱۲) خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۱۳) حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجنا۔

(۱۴) خطبہ میں کم از کم قرآن کی ایک آیت تلاوت کرنا۔

(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔

(۱۶) دوسرے خطبہ میں حمد، ثنا، شہادت اور درود شریف کا اعادہ کرنا۔

(۱۷) دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا۔

(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا یعنی بہت طویل نہ ہوں کہ سامعین کو تکلیف ہو۔

(۱۹) دونوں خطبوں کے درمیان تین آیات پڑھنے کے وقت کی مقدار بیٹھنا۔

(عالمگیری، درمختار، غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۹۷)

خطبہ کے مستحبات

(۱) پہلے خطبہ کی نسبت دوسرے خطبہ کی آواز پست ہونا۔

(۲) دوسرے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر ہو۔

(۳) دوسرے خطبہ میں خلفاء راشدین کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے ''عمین مکرمین'' (دو چچا) یعنی سید الشہداء حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو۔

(۴) دوسرا خطبہ ان الفاظ سے شروع ہو۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ"

خطبہ کے متعلق اہم مسائل

مسئلہ: اگر خطیب و امام حنفی المذہب ہے اور مقتدی شافعی المذہب ہے اور خطیب نے جمعہ کے خطبہ اولیٰ میں "اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہ" اور "درود شریف" نہ پڑھا تو شافعی مقتدی کی نماز نہ ہوگی کیونکہ ان کے نزدیک وصیت اور درود ارکان خطبہ سے ہے اور خطبہ بالاتفاق شرط صحت نماز جمعہ سے ہے تو جب خطبہ کے رکن فوت ہوئے تو خطبہ نہ ہوا اور جب خطبہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی لہٰذا امام پر لازم ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے اہلسنت بھی اس کے مقتدی ہوں تو ان کے مذہب کی رعایت کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲۲)

مسئلہ: خطبہ کے پہلے کی چار رکعت سنت موکدہ کسی نے شروع کی تھی کہ خطیب نے خطبہ شروع کر دیا تو دو رکعت پر سلام پھیر دے اور خطبہ سننے اور فرض پڑھنے کے بد سنت بعدیہ کہ بعد چار رکعت پھر سے پڑھے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۱)

جمعہ کی پانچویں شرط: نماز سے پہلے خطبہ ہونا

مسئلہ: خطبہ وقت میں ہونا اور نماز سے پہلے ہونا شرط ہے۔ اگر نماز جمعہ کیلئے خطبہ ہی نہ ہوا یا نماز کے بعد خطبہ پڑھا تو نماز نہ ہوئی۔ (درمختار، بہار شریعت)

جمعہ کی چھٹی شرط: جماعت

مسئلہ: جمعہ کی نماز کی جماعت کیلئے کم از کم تین مقتدی کا ہونا ضروری ہے۔ دیگر نمازوں

کی طرح ایک یا دو مقتدی سے جمعہ کی جماعت قائم نہیں ہو سکتی۔ جمعہ کی جماعت کیلئے امام کے علاوہ کم از کم تین مرد مقتدی ہونا ضروری ہے۔ اگر تین مرد سے کم مقتدی ہوں گے تو جمعہ کی جماعت صحیح نہیں۔

(عالمگیری، تنویر الابصار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۳)

مسئلہ: مسجد میں نماز جمعہ ختم ہونے کے بعد پندرہ ۱۵، بیس ۲۰ آدمی آئے اور وہ جمعہ یا ظہر کی نماز جماعت ثانیہ کے طور پر نہیں پڑھ سکتے بلکہ اس مسجد میں تو در کنار کسی ایسی مسجد میں کہ جہاں جمع نہ ہوتا ہو یا کسی مکان میں یا کسی میدان میں یا کسی اور جگہ بھی یہ لوگ جمع نہیں پڑھ سکتے بلکہ ظہر کی نماز بھی جماعت سے نہیں پڑھ سکتے بلکہ سب اپنی ظہر تنہا تنہا پڑھیں۔ (تنویر الابصار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۰)

مسئلہ: ایک مسجد میں دو جمعہ نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک مسجد میں دو جمعہ پڑھے گئے تو جو امام اس مسجد میں نماز جمعہ کے لئے معین تھا اس کی اور اس کی اقتداء کرنیوالوں کی نماز جمعہ ہوگئی اور جو امام مسجد میں معین نہ تھا اس کی اور اس کی اقتدا کرنے والوں کی نماز نہ ہوئی اور اگر دونوں امام معین نہ تھے تو کسی کی بھی نہ ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۱، ۷۰۸)

مسئلہ: نماز جمعہ و عیدین مثل عام نمازوں کے نہیں کہ جس کو چاہے امام بنا دیا یا جو چاہے امام بن گیا اور نماز جمعہ پڑھا دی۔ جمعہ کی نماز کے متعلق یہاں تک حکم ہے کہ وہ مسجد کہ جو سر راہ ہوتی ہے کہ جس میں کوئی امام متعین نہیں ہوتا بلکہ راہ گیر آتے جاتے رہتے ہیں اور جس نے چاہا نماز پڑھا دی۔ اس مسجد میں دس بارہ راہ گیر آئے اور ایک نے نماز جمعہ پڑھا دی، پھر دوسرا گروہ آیا ان کو بھی کسی نے نماز جمعہ پڑھا دی، یونہی دس بارہ جماعتیں ہوئیں، جمعہ کسی ایک کا بھی نہ ہوا اور فرض ظہر سب کے ذمہ باقی رہا۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲۳)

مسئلہ: جمعہ کی نماز میں اگر سجدہ سہو واجب ہوا اور امام سجدہ سہو کرتا ہے تو مقتدیوں کی کثرت کی وجہ سے خبط و افتتان کا اندیشہ ہے یعنی مقتدیوں میں گڑبڑی پھیلنے

اور فتنہ ہونے کا اندیشہ ہو تو علماء کرام نے سجدہ سہو کے ترک کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ جمعہ کی نماز میں سجدہ سہو ترک کرنا اولیٰ یعنی بہتر ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۹)

مسئلہ: خطبہ سے پہلے جو چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہیں وہ سنتیں اگر فوت ہو جائیں تو جمعہ کی جماعت کے بعد سنت کی ہی نیت سے پڑھے۔ وہ ادا ہوگی، نہ کہ قضا اور اگر جمعہ (یعنی ظہر) کا وقت نکل گیا تو اب اس کی قضا نہیں۔

(درمختار، بحرالرائق، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۹، ۴۶۱)

مسئلہ: جمعہ کے دن عورت ظہر کی نماز پڑھے اور اگر کسی کا مکان مسجد سے متصل ہے اور مکان مشرق کی جانب ہے اور اپنے گھر میں رہ کر امام مسجد کی اقتداء کرے تو اس کیلئے بھی جمعہ افضل ہے۔ (درمختار، بہارشریعت، جلد ۳، ص ۹۹)

مسئلہ: جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا انہیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں۔

(درمختار)

مسئلہ: دیہات میں جمعہ کے دن مسجد میں ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ با جماعت پڑھیں۔ (عالمگیری، بہارشریعت، ج ۴، ص ۱۰۲)

مسئلہ: دیہات میں جمعہ مذہب حنفی میں ہرگز جائز نہیں مگر عوام پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے باز نہ آئیں گے اور فتنہ برپا کریں گے تو ان کو اتنا ہی کہنا ہوگا کہ ظہر کی چار (۴) رکعت بھی پڑھو کہ تم پر ظہر ہی فرض ہے۔ جمعہ پڑھنے سے تمہارے ذمہ وہ ظہر ساقط نہ ہوئی۔ ظہر کے وہ چار فرض بھی جماعت ہی سے پڑھنے کو کہا جائے کہ بے عذر جماعت ترک کرنا گناہ ہے۔ (فتاویٰ مصطفویہ۔ ص ۲۳۱)

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے دو فرض کے بعد کی سنتوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اصل مذہب میں چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور احوط چھ رکعت ہیں۔

(درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۳)

جمعہ کی ساتویں شرط: اذن عام

مسئلہ: اذن عام یعنی عام اجازت ہو کہ جو بھی مسلمان چاہے جمعہ پڑھنے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔ اگر مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلئے لوگ جمع ہو گئے اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور دروازہ بند کر کے نماز پڑھی تو جمعہ کی نماز نہ ہوئی۔
(عالمگیری)

مسئلہ: بادشاہ نے اپنے مکان میں جمعہ قائم کیا اور مکان کا دروازہ کھول دیا اور لوگوں کو آنے کی اجازت ہے تو جمعہ ہو گیا پھر چاہے لوگ آئیں یا نہ آئیں۔ اور اگر دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھایا یا دروازہ تو کھلا رکھا لیکن دروازہ پر دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو جمعہ نہ ہوا۔ (عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۹۹)

مسئلہ: جس جیل میں مسلمان قیدی اور ملازمین ہوں اور اس جیل میں مسلمان قیدیوں کو روزہ رکھنے کی اور باجماعت نماز کی بھی اجازت ہو پھر بھی وہاں جمعہ کی نماز قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ جمعہ کی نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط اذن عام ہے اور جیل میں باہر کا آدمی نماز پڑھنے نہیں جا سکتا لہٰذا جیل میں جمع قائم نہیں ہو سکتا بلکہ جمعہ کے دن قیدیوں کو جیل میں ظہر کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا جائز نہیں، ہر شخص تنہا ظہر پڑھے اور اگر جیل شہر کی حد سے باہر ہے تو قیدی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ (تنویر الابصار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲۴)

مسئلہ: عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکنے میں اذن عام کی شرط کے خلاف نہ ہوگا بلکہ عورت کو مسجد میں آنے سے روکا جائے کیونکہ عورتوں کے آنے میں خوف فتنہ ہے۔ (ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۹۹)

مسئلہ: مرتد، منافق، گمراہ اور بد عقیدہ فرقہ کے لوگ جو بارگاہ رسالت ﷺ میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے فریب میں پھنسا کر ان کا ایمان تباہ کرتے ہیں، ایسے منافقوں کو بھی مسجد میں

آنے سے روکنے میں اذن عام کی شرط کے خلاف نہ ہوگا۔ بلکہ ان کو دفع ضرر کے لئے روکنا ضروری ہے۔

مسئلہ: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "**ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم**" یعنی ان سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں"۔ ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں اضافہ کیا کہ "**لا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم**" یعنی "ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو"۔ (بحوالہ **النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید**۔ از اعلحضرت)

مسئلہ: درمختار میں ہے "**یمنع منه کل موذ ولو بلسانه**" یعنی مسجد سے ہر موذی کو روکا جائے اگر چہ وہ اپنی زبان سے ہی ایذا پہنچاتا ہو"۔

مسئلہ: ہر موذی کو مسجد سے نکالنا بشرط استطاعت واجب ہے اگر چہ صرف زبان سے ایذا دیتا ہو۔ خصوصاً وہ جس کی ایذا مسلمانوں میں بدمذہبی پھیلانا اور اضلال واغوا ہو۔

مسئلہ: مرتد کا صف میں کھڑا ہونا بھی جائز نہیں کہ ان کی نماز نماز ہی نہیں۔ تو عین نماز میں بالکل خارج از نماز ہیں تو ان کے کھڑے ہونے سے صف قطع ہوگی کہ غیر نمازی درمیان میں حائل ہوا اور صف قطع کرنا حرام ہے۔ لہٰذا جو مسلمانوں میں سر برآوردہ ہوں کہ جو ان منافقوں کو منع کرنے پر قدرت رکھتے ہوں ان پر فرض ہے کہ ان کو یعنی مرتدوں اور منافقوں کو مسجد میں آنے سے روکیں اور مسلمانوں کی نمازیں خراب ہونے سے بچائیں۔

مسئلہ: جو شخص مسجد میں آکر اپنی زبان سے لوگوں کو ایذا دیتا ہو اس کو مسجد سے نکالنے کا حکم ہے۔ کیونکہ جس شخص کی وجہ سے ناحق فتنہ اٹھتا ہو اسے مسجد سے روکنا ضروری ہے۔

مسئلہ: دور حاضر کے منافقین و مرتدین میں وہابی، دیوبندی، غیر مقلدین، نجدی، مرزائی وگیرہ باطل فرقوں کا شمار ہوتا ہے۔ حسام الحرمین کتاب میں اس کا تفصیلی بیان مذکور ہے۔ (بحوالہ: فتاوی رضویہ، جلد ۶ ص ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹، ۴۳۳، ۴۴۷)

"جمعہ پڑھنا کن پر فرض ہے"

☆ وجوب جمعہ کی سات شرطیں ہیں۔ (۱) حریت (۲) ذکورت (۳) عقل (۴) بلوغ (۵) شہر میں اقامت (۶) صحت اتنی کہ حاضر جماعت ہو کر پڑھ سکے (۷) عدم مانع مثل حبس وخوف دشمن وباران شدید وغیرہ نہ ہوں۔

(درمختار، فتاوی رضویہ، جلد ۳ ص ۷۴۶)

مذکورہ سات شرائط کی تفصیلی وضاحت حسب ذیل ہے۔

پہلی شرط: حریت

مسئلہ: یعنی آزاد ہونا یعنی غلام نہ ہونا۔

مسئلہ: غلام پر جمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کر سکتا ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۹۹)

نوٹ:۔ اس دور میں یہ مسئلہ قریب مفقود ہے کیونکہ اب غلام کا رواج قریب ختم ہی ہے۔ پہلے زمانہ میں دو قسم کے آدمی ہوتے تھے۔ آزاد اور غلام۔ غلاموں کا بازار لگتا تھا اور غلاموں کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ ان غلاموں کیلئے یہ حکم ہے کہ ان پر جمعہ فرض نہیں۔ اس دور میں اب اس قسم کے غلام نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا غلام سے غلط مراد لے کر کوئی یہ مسئلہ نہ گڑھ لے کہ مین فلاں کا نوکر یا خادم ہوں لہٰذا مجھ پر جمعہ فرض نہیں۔ بلکہ غلام سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی کا خریدا ہوا اور اس کی ملکیت ہو۔ اس مسئلہ میں جس غلام کا ذکر ہے اس سے نوکر، ملازم یا خادم مراد نہیں۔

دوسری طرف: ذکورت

مسئلہ: یعنی مرد ہونا، عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ جمعہ کے دن بھی عورت ظہر پڑھے۔

تیسری شرط: بلوغ

مسئلہ: یعنی بالغ ہونا، نابالغ پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔

چوتھی شرط: عقل

مسئلہ: یعنی عاقل ہونا یعنی جس کا مطلب یہ ہے کہ عقل سلامت ہو اور وہ پاگل نہ ہو۔

مسئلہ: شرط نمبر ۳ اور شرط نمبر ۴ یعنی بالغ اور عاقل ہونا یہ دونوں شرطیں صرف جمعہ کی نماز کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں شرط ہیں۔

مسئلہ: نابالغ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ: نابالغ جمعہ پڑھنے آسکتا ہے۔ جمعہ کی نماز کی جماعت میں بھی شامل ہوسکتا ہے۔

مسئلہ: نابالغ جمعہ کی نماز کی امامت نہیں کرسکتا اور خطبہ بھی نہیں پڑھ سکتا کیونکہ خطیب کا صالح امامت ہونا شرط ہے اور نابالغ صالح امامت نہیں۔ تو اس کا خطبہ پڑھنا ناجائز ہوگا اور فرض اس سے ساقط نہ ہوگا۔

(عالمگیری، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۶)

پانچویں شرط: شہر میں اقامت

☆ یعنی شہر میں مقیم ہونا مسافر نہ ہونا۔

مسئلہ: مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔ شرعی اصطلاح میں مسافر کس کو کہتے ہیں اس کی تفصیل اس کتب کے باب ۱۲ ''مسافر کی نماز'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

چھٹی شرط: صحت

☆ یعنی جمعہ پڑھنے مسجد تک آسکے۔

مسئلہ: مریض (بیمار) پر جمعہ فرض نہیں۔ مریض سے مراد وہ بیمار ہے جو جمعہ کیلئے مسجد

تک نہ جاسکے یا اگر گیا تو مرض بڑھ جائے گا یا دیر مین اچھا ہوگا۔

(غنیۃ، بہار شریعت)

مسئلہ: شیخ فانی یعنی بہت ہی بوڑھا جو ضعف و علالت کی وجہ سے نحیف و ناتواں ہو وہ مریض کے حکم میں ہے۔اس پر جمعہ فرض نہیں۔

(درمختار، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ جلد ا، ص ۶۴۳)

مسئلہ: جو شخص مریض کا تیماردار ہے اور وہ جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا تو اس پر جمعہ فرض نہیں۔

(درمختار، بہار شریعت)

نوٹ:۔ ہسپتال میں کسی سیریس (Serious) مریض کی تیمارداری کیلئے رہنے والے پر جمعہ نہیں اگر اس مریض کو اکیلا چھوڑنے میں مریض کا دِقت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ؛ یک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: وہ نابینا (اندھا) جو خود مسجد جمعہ تک بلا تکلف نہ جا سکے اس پر جمعہ فرض نہیں۔ بعض نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں، راستوں پر چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بلا پوچھے جا سکتے ہیں ان پر جمعہ فرض ہے۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اپاہج پر جمعہ فرض نہیں اگر چہ کوئی ایسا ہو کہ اسے اٹھا کر مسجد تک لے جائے پھر بھی اس اپاہج پر جمع فرض نہیں۔ (ردالمحتار، بہار شریعت جلد ۴، ص ۱۰۱)

مسئلہ: جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہو گیا ہو اگر وہ مسجد تک جا سکتا ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار)

ساتویں شریط:۔ عدم مانع

مسئلہ؛ یعنی ایسا کوئی امر نہ ہو جو جمعہ کی نماز کیلئے جانے سے روکے۔ مثلاً کسی نے روک

رکھا ہو یعنی قید پکڑ رکھا ہو، یا کسی نے اپنی مرضی کے خلاف کسی مکان میں بند کر دیا ہو۔ یا جمعہ کیلئے جانے سے کسی دشمن کا خوف ہو کہ وہ حملہ کر کے تکلیف پہنچائے گا یا ظالم حاکم یا بادشاہ یا کسی ظالم شخص کا خوف ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ؛ سخت اور موسلا دھار بارش ہو رہی ہے یا سخت آندھی چل رہی ہے اور مسجد تک جانا ممکن نہیں تو جمعہ فرض نہیں۔

(بہار شریعت، جلد ۴، ص ۱۰۰، فتاویٰ رضویہ، جلد ۱ ص، ۶۳۴)

مسئلہ: اگر جمعہ کیلئے جاتا ہے تو پیچھے سے مال سامان کی چوری ہو جانے کا کامل اندیشہ ہے اور ایسا کوئی موجود نہیں کہ جس کو نگرانی پر مامور کر سکے تو ایسی صورت میں جمعہ فرض نہیں۔ (ردالمحتار، بہار شریعت)

اہم مسائل متعلق عدم وجوب جمعہ:

مسئلہ: جس مریض یا مسافر یا وہ شخص کہ جس پر جمعہ فرض نہیں، ان لوگوں کو کوئی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ خواہ جمعہ کی نماز مسجد میں ہونے سے پہلے پڑھیں یا بعد میں پڑھیں۔ کسی بھی صورت میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: جن لوگوں کو کسی وجہ سے جمعہ کی نماز کی جماعت میں شریک ہونا میسر نہیں ہوا وہ لوگ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں۔ ان کو بھی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا ممنوع ہے۔ (درمختار، بہار شریعت، جلد ۴ ص ۱۰۲)

مسئلہ: معذور، اگر جمعہ کے دن ظہر پڑھے تو مستحب یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ہو جانے کے بعد پڑھے نماز جمعہ سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: نماز جمعہ کے لئے پہلے سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے وسفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ: حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کی نماز کے بعد افضل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے شہر کی آبادی سے باہر نکل گیا تو حرج نہیں اور زوال کے بعد سفر کرنا ممنوع ہے۔ اب اس پر لازم ہے کہ جمعہ پڑھنے کے بعد ہی سفر کرے۔ (درمختار، بہار شریعت)

"جمعہ کی اذان ثانی (اذان خطبہ)"

مسئلہ: جمعہ کے دن دو (۲) اذانیں ہوتی ہیں۔ ایک اذان شروع وقت میں ہوتی ہے اور دوسری اذان عین خطبہ کے وقت ہوتی ہے۔ اکثر مساجد میں خطبہ کی اذان مسجد کے اندر اور منبر کے قریب امام کے سامنے دی جاتی ہے۔ لیکن شرعاً مسجد کے اندر اذان دینا بدعت ہے۔ جمعہ کے خطبہ کی اذان خارج مسجد دینی چاہیے۔ بہت سے ناواقف لوگ خطبہ کے وقت جو اذان دی جاتی ہے اس کو داخل مسجد، منبر کے قریب دینے کو سنت سمجھتے ہیں لیکن حقیقت برعکس ہے۔

مسئلہ: فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۷۳۰ پر ہے کہ:

"اس اذان کا مسجد میں خطیب کے سامنے کہنا بدعت ہے۔ جسے ابتداء بعض لوگوں نے اختیار کیا۔ پھر اس کا ایسا رواج پڑ گیا کہ گویا وہ سنت ہے۔ حالانکہ شرع مطہرہ میں اس کی کچھ اصل نہیں"۔

مسئلہ: حضور اقدس سید عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ اذان دروازہ مسجد پر ہوا کرتی تھی۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی یہی دستور تھا۔ حضور اقدس ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کبھی بھی یہ اذان مسجد کے اندر نہیں دی گئی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۷۲۶)

حدیث: سنن ابی داؤد شریف جلد ۱، ص ۱۵۶، میں بسند حسن مروی ہے کہ:

"حدثنا النفیلی ثنا محمد بن سلمة عن محمد بن اسحق

عن الزهری عن السائب بن یزید رضی الله تعالیٰ عنه قال کان یوذن بین یدی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر و عمر"

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ جب روز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے روبرو اذان مسجد کے دروازے پر دی جاتی اور یونہی ابوبکر صدیق وعمر فاروقؓ کے زمانے میں''۔

(بحوالہ: ''اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ'' از امام احمد رضا محدث بریلوی)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر اذان ہونے کا معمول زمانہ اقدس سرکار دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھا۔

مسئلہ: حضور اقدس سید عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن صرف ایک ہی اذان ہوتی تھی اور وہ اذان خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی۔ جب امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوئے تب ان کی خلافت کے ابتدائی دور تک وہی ایک اذان تھی جو خطبہ کے وقت مسجد کے دروازہ پر دی جاتی تھی۔ پھر آپ نے اذان اول زائد فرمائی۔ لیکن اذان خطبہ میں کوئی تبدیلی نہ فرمائی بلکہ امیر المومنین سیدنا مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں بھی اذان خطبہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی یعنی خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ پر ہی دی جاتی تھی۔

الحاصل..........!

☆ حضور اقدس سید عالم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن صرف ایک ہی اذان ہوتی تھی اور وہ اذان خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن دو (۲) اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان ۔۔۔ وقت پہلے ہوتی تھی اور دوسری اذان عین خطبہ کے وقت مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی ۔۔۔ کے اندر اذان نہیں ہوتی تھی۔

مسئلہ: جمعہ کی اذان خطبہ مسجد کے اندر ۔۔۔ امیر المومنین حضرت عثمان ۔۔۔ اسی (۸۰) سال کے بعد شروع ہوئی ۔۔۔ نے "مدخل" میں لکھا ہے کہ ہشام بن عبد الملک نام کے مروانی بادشاہ نے اس سنت کو بدلا اور ہشام بن عبد الملک کا زمانہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی سے اسی (۸۰) برس بعد ہوا۔

مسئلہ: مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے۔ (۱) فتاویٰ قاضی خان (۲) فتح القدیر (۳) خزانۃ المفتیین (۴) عالمگیری (۵) بحر الرائق (۶) طحطاوی علی المراقی (۷) ... (۸) برجندی (۹) فتاویٰ خانیہ (۱۰) ... (۱۱) شرح مختصر الوقایہ وغیرہ میں صاف حکم منقول ہے کہ **"لا یوذن فی المسجد"**۔ ترجمہ "مسجد میں اذان نہ دی جائے"۔

مسئلہ: فتح القدیر مطبع مصر، جلد اص ۔۔۔ میں ہے۔

"الاقامة فی المسجد لا بد و ما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یوذن فی المسجد"

ترجمہ: "اقامت تو ضرور مسجد میں ہوگی۔ رہی اذان۔ وہ منارے پر ہو ۔۔۔ تو بیرون مسجد زمین متعلق مسجد میں ہو۔ علماء فرماتے ہیں مسجد میں اذان نہ ۔۔۔"۔

مسئلہ: حاشیہ طحطاوی مطبع مصر جلد اص ۱۲۸ میں ہے۔

"یکره ان یوذن فی المسجد کما فی القهستانی عن النظم فان لم یکن ثمه مکان مرتفع للاذان یوذن فی فناء المسجد کما فی الفتح"

ترجمہ: "مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے، جیسا کہ کتاب قہستانی میں کتاب نظم

سے منقول ہے۔تو اگر وہاں اذان کیلئے کوئی بلند مکان نہ بنا ہو تو مسجد کے آس پاس اس سے متعلق زمین میں اذان دے جیسا کہ کتاب فتح القدیر میں ہے"۔

مسئلہ: فتاویٰ خانیہ میں ہے

"ینبغی ان یوذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یوذن فی المسجد"

ترجمہ: "اذان منارے پر یا مسجد کے باہر چاہیے۔مسجد میں اذان نہ کہی جائے"۔بعینہ یہی عبارت فتاویٰ خلاصہ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

(فتاوی رضویہ،جلد ۲،ص ۴۱۷)

یہ بات مسلّم اور عام فہم ہے کہ اذان کا مقصد لوگوں کو اطلاع دینا ہے۔یعنی ان لوگوں کو اطلاع دینا جو مسجد میں نہیں آئے۔پانچوں وقت اذان کہنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تاکہ وہ اذان سن کر مسجد کی طرف آئیں اور نماز کی جماعت میں شریک ہو جائیں۔جمعہ کے خطبہ کی اذان کا بھی یہی مقصد ہے کہ جو لوگ اذان اول ہو جانے کے بعد ابھی تک مسجد میں نہیں آئے وہ لوگ خطبہ کی اذان کو آخری اطلاع (Final Call) سمجھ کر بلا کسی تاخیر جلد از جلد نماز جمعہ کیلئے حاضر ہو جائیں اور یہ مقصد اطلاع مسجد کے اندرونی حصہ میں اذان دینے سے حاصل نہیں ہوگا بلکہ خارج مسجد اذان دینے سے ہی حاصل ہوگا۔

علاوہ ازیں حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ خیر القرون میں کبھی بھی جمعہ کی اذان مسجد کے اندر نہیں دی گئی۔مزید برآں علمائے ملت اسلامیہ کی کتب معتمدہ کی صریح تصریحات کہ مسجد میں اذان منع ہے۔ان تمام امور کو دیکھیں اور جمعہ کے خطبہ کی اذان اگر آپ کے یہاں مسجد کے اندر منبر کے پاس دی جاتی ہو تو اب سے مسجد کے اندر اذان دینے کے بجائے خارج مسجد اذان دیں۔

مسئلہ: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت،مجدد دین وملت،امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ جمعہ کے خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دینے کی ممانعت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) ”وجہ مفسدت ظاہر ہے کہ دربار ملک الملک جل جلالہ کی بے ادبی ہے۔ شاہد اس کا شاہد ہے۔ دربار شاہی میں اگر چوبدار عین مکان اجلاس میں کھڑا ہو کر چلائے کہ درباریوں! چلو! سلام کو حاضر ہو! تو وہ ضرور گستاخ و بے ادب ٹھہرے گا۔ جس نے شاہی دربار نہ دیکھے ہوں وہ انہیں کچہریوں کو دیکھ لے کہ مدعی، مدعا علیہ، گواہوں کی حاضری کمرہ سے باہر پکاری جاتی ہے۔ چپڑاسی خود کمرۂ کچہری میں کھڑا ہو کر چلائے اور حاضریاں پکارے تو ضرور مستحق سزا ہو اور ایسے امور ادب میں شرعاً عرب معہود فی الشاہد کا لحاظ ہوتا ہے“۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳، ص ۴۲۹)

(۲) ”تو وجہ وہی ہے کہ اذان حاضری دربار پکارنے کو ہے اور خود دربار حاضری پکارے کو نہیں بنتا۔ ہمارے بھائی اگر عظمت الٰہی کے حضور گردنیں جھکا کر، آنکھیں بند کر کے، براہ انصاف نظر فرمائیں تو جو بات ایک منصف یا جنٹ کی کچہری میں نہیں کر سکتے، احکم الحاکمین عز جلالہ کے دربار کو اس سے محفوظ رکھنا لازم جانیں“۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۳۰)

مسئلہ: جمعہ کی اذان ثانی (اذان خطبہ) خارج مسجد اور امام کے سامنے دی جائے یعنی اذان دینے والا خطیب کو دیکھ سکے۔ لیکن اگر کسی مسجد میں خارج مسجد کھڑے ہوئے موذن اور منبر پر بیٹھے ہوئے خطیب کے درمیان ستون یا دیوار حائل ہو، تو بھی اذان خارج مسجد ہی دی جائے۔ بعض مساجد میں یہ صورت ہونے کی وجہ سے اذان خارج مسجد نہیں دیتے بلکہ مسجد کے اندرونی حصہ میں منبر کے قریب دیتے ہیں اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ خطیب اور موذن میں محاذات (آمنا سامنا) نہیں ہوتی اس لئے مسجد کے اندر اذان دیتے ہیں۔

خطیب اور موذن میں محاذات ہونے میں اگر درمیان میں ستون وغیرہ حائل ہوتے ہوں تب بھی اذان خارج مسجد ہی دی جائے کیونکہ شریعت میں محاذات سے بھی زیادہ تاکید اس امر پر ہے کہ اذان بیرون مسجد ہی دی جائے۔ ذیل میں دو حوالے پیش خدمت ہیں:۔

(۱) یہاں دو سنتیں ہیں۔ ایک محاذات خطیب، دوسرے اذان کا مسجد سے باہر ہونا۔ جب ان میں تعارض ہو اور جمع نا ممکن ہو تو ارجع کو اختیار کیا جائے گا۔ یہاں ارجع واقوی سنت مسجد میں اذان سے ممانعت ہے۔ فتاویٰ قاضی خان، خلاصہ، خزائن المفتین، وفتح القدیر و بحر الرائق و برجندی و عالمگیری میں ہے **"لا یوذن فی المسجد"** نیز فتح القدیر و نظم و طحطاوی علی المراقی وغیرہا میں مسجد کے اندر اذان مکروہ ہونے کی تصریح ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۹ ے)

(۲) تو ثابت ہوا کہ اذان بیرون مسجد ہونا ہی محاذات خطیب سے اہم واکد والزم ہے۔ تو جہاں دونوں نہ بن پڑیں، محاذات خطیب سے درگزر کریں اور منارہ یا فصیل وغیرہ پر یہ اذان بھی مسجد سے باہر ہی دیں"۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۳، ص ۷۳۱)

المختصر! جمعہ کی اذان خطبہ خارج مسجد ہی دی جائے۔ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہرگز ہرگز ہرگز نہ دی جائے۔ اس مسئلہ کی جن حضرات کو مزید تفصیلی وضاحت درکار ہو وہ امام اہلسنت، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مندرجہ ذیل رسائل کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۱) **اوفی اللمعۃ فی اذان الجمعہ ۱۳۲۰ھ**

(۲) **شمائم العنبر فی ادب النداء امام المنبر ۱۳۲۱ھ**

(۳) **اذان من اللہ لقیام سنۃ نبی اللہ ۱۳۲۲ھ**

(۴) **شمامۃ العنبر فی محل النداء بازاء المنبر ۱۳۲۷ھ**

(۵) **سلامۃ لا ھل السنۃ من سیل العناد و الفتنۃ ۱۳۳۲ھ**

☆ جمعہ کی اذان خطبہ مسجد کے اندرونی حصہ میں دینے پر اصرار کرنے والے اپنے دعویٰ میں ہشام بن عبد الملک مروانی بادشاہ کی ایجاد کی ہوئی بدعت کا اتباع کر رہے ہیں۔ ہشام بن عبد الملک ایک مروانی ظالم بادشاہ تھا۔ جس نے سید الشہداء سیدنا امام حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے پوتے یعنی حضرت سیدنا امام زین

العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سولی دلوائی تھی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا اور برسوں تک حضرت زید بن امام زین العابدین کی نعش مبارک سولی پر لٹکتی رہی لیکن جسم اقدس صحیح و سالم رہا۔ جسم میں کوئی خرابی یا تغیر نہ ہوا۔ البتہ آپ کے جسم پر جو کپڑے تھے وہ گل گئے اور قریب تھا کہ آپ کا ستر کھل جائے مگر اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو مکڑی نے حضرت زید کے جسم مبارک پر ایسا جالا تان دیا کہ وہ جالا مثل تہ بند کے ہو گیا۔ ہشام بن عبدالملک کے مرنے کے بعد حضرت زید بن امام زین العابدین کے جسم اقدس کو سولی سے نیچے اتار کر دفن کیا گیا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۴۱۴، ۴۱۰)

الحاصل! جمعہ کی اذان خطبہ خارج مسجد دینا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت ہے اور اذان خطبہ مسجد کے اندر دینا ہشام بن عبدالملک ظالم مروانی بادشاہ کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔

☆ ☆ ☆

نواں باب
مفسدات نماز

☆ یعنی وہ کام اور باتیں کہ جس کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور نماز از سر نو پڑھنا لازمی ہوتا ہے۔

☆ جن کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز درست نہیں ہوتی۔

☆ ہمارے بہت سے مومن بھائی ناواقفی کی وجہ سے ان کاموں کا ارتکاب کر لیتے ہیں لہٰذا ذیل میں مفسدات نماز درج کر دیئے ہیں۔ ان کا بغور مطالعہ کریں اور یاد کرلیں۔

مفسدات نماز حسب ذیل ہیں:

مسئلہ: نماز کی حالت میں کلام (بات) کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ پھر چاہے دو کلام کرنا عمداً ہو یا خطاً یا سہواً ہو۔ عمداً کلام کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کو معلوم تھا کہ نماز میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ پھر بھی اس نے جان بوجھ کر کلام کیا۔ خطأً کلام کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کو یہ مسئلہ معلوم ہی نہ تھا کہ نماز میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا قرأت وغیرہ اذکار نماز کہنا چاہتا تھا اور غلطی سے زبان سے کوئی جملہ (بات) نکل گیا۔ اور سہواً کلام کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کو اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا ہو اور منہ سے کوئی بات نکل گئی۔ الغرض! عمداً، خطأً اور سہواً کسی طرح بھی نماز میں کلام کرے گا نماز فاسد ہو جائے۔

گی۔ (درمختار)

مسئلہ: کلام کرنے میں زیادہ یا کم ہونے کا فرق نہیں اور یہ بھی فرق نہیں کہ اس کا کلام بیرون نماز امور کے متعلق ہو یا نماز کے متعلق یعنی نماز کی اصلاح کے متعلق ہو۔ مثلاً امام قعدۂ اولیٰ میں بیٹھنا بھول گیا اور تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے امام کو بتانے کی غرض سے کہا ''بیٹھ جاؤ'' یا صرف ''ہوں'' ہی کہا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگئی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: نماز میں کسی کو سلام کیا یا کسی کے سلام کا جواب دیا یعنی ''السلام علیکم'' یا ''وعلیکم السلام'' کہا یا صرف ''سلام'' ہی کہا یا سلام کی نیت سے مصافحہ کیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: چار رکعت والی نماز پڑھ رہا تھا اور دو رکعت والی نماز پڑھ رہا ہوں یہ سمجھ کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اس پر بنا بھی جائز نہیں۔ از سر نو پڑھے۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۴۹)

مسئلہ: کسی کو چھینک آئی اور نمازی نے اس کو جواب دیتے ہوئے **"یرحمك الله"** کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۴۹)

مسئلہ: نمازی کو حالت نماز میں چھینک آئے تو سکوت کرے۔ اگر **"الحمد لله"** کہہ لیا تو نمازی میں حرج نہیں لیکن حالت نماز میں **"الحمد لله"** نہ کہے بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حمد کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خوشی کی خبر سن کر **"الحمد لله"** کہا یا بری خبر سن کر **"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"** کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔

(عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۰ اور فتاوی رضویہ، جلد ۱ ص ۲۳۰)

مسئلہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام ذات ''اللہ'' یا دوسرا کوئی صفاتی نام سن کر **"جل جلالہ"** کہا۔ یا حضور اقدس سید عالم ﷺ کا اسم شریف سن کر **"صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"** کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۰ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۹)

مسئلہ: نماز میں زبان پر "نعم" یا "ارے" یا "ہاں" جاری ہو گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

(درمختار)

مسئلہ: کھنکھارنے میں اگر دو حرف ظاہر ہوں جیسے "اح" یا "اخ" یا "نخ" تو اگر کوئی عذر نہیں تو عبث کھنکھارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر صحیح غرض اور عذر کی وجہ سے کھنکھار مثلاً گلے میں کچھ پھنس گیا ہے یا بلغم آ گیا ہے یا آواز صاف کرنے کیلئے یا امام کی غلطی پر اسے متنبہ کرنے کیلئے کھنکھارا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۲ اور فتاویٰ رجویہ، جلد ۳ ص ۱۰۲)

مسئلہ: نماز میں دیکھ کر قرآن شریف پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار)

مسئلہ: مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو گیا یا مقتدی نے امام سے پہلے کوئی رکن نماز ادا کر لیا اور پورا رکن امام سے پہلے ادا کر لیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: نماز کی حالت میں دو صف جتنا چلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۴)

مسئلہ: نماز میں قہقہہ لگانا یعنی اتنی آواز سے ہنسنا کہ قریب والا سن سکے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور وضو بھی ٹوٹ جائے گی۔ (درمختار، فتاویٰ رجویہ، جلد ۱، ص ۹۲)

مسئلہ: اگر نماز میں اتنی پست آواز سے ہنسا کہ خود سنا اور قریب والا نہیں سن سکا تو بھی نماز فاسد ہو گئی البتہ اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت، جلد ۲، ص ۲۵)

مسئلہ: نماز کی حالت میں کھانا پینا مطلقاً نماز فاسد کر دیتا ہے۔ قصداً ہو یا بھول کر۔ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔ یہاں تک کہ اگر ایک تل بھی بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ چاہے وہ پانی کا ہی قطرہ ہو، اس کے منہ میں گیا اور اس نے نگل لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: [illegible] اندر ... کوئی چیز رہ گئی تھی اور حالت نماز میں اس کو نگل [illegible]

وہ چیز چنے کی مقدار سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ ضرور ہوگی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ: دانتوں سے خون نکلا اور حالت نماز میں اسے نگل لیا تو اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر خون غالب ہے تو نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو۔ نماز اور روزے توڑنے میں مزہ کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا اعتبار ہے۔

(درمختار، عالمگیری، فتاوی رضویہ، جلد ا ص ۳۴ اور ۵۲۲)

مسئلہ: ایک رکن ادا کرنے کے وقت کی مقدار تک یا تین تسبیح کہنے کے وقت کی مقدار تک ستر عورت کھولے ہوئے یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ نماز پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ بلا قصد ہو اور اگر قصداً ستر کھولا تو فوراً نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ فوراً ڈھانک لے۔ اس میں وقفہ کی بھی حاجت نہیں بلکہ ستر کے کھلتے ہی فوراً نماز فاسد ہو جائے گی۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳ ص ۱۵۳ اور فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱)

مسئلہ: ایسا باریک کپڑا یا تہبند باندھ کر نماز پڑھنا کہ اس سے بدن کی سرخی چمکے (بدن کا رنگ جھلکے) یا اگر اس باریک کپڑے سے ستر کا کوئی عضو اس ہیئت سے نظر آ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح عورتوں کا وہ دوپٹہ کہ جس سے سر کے بالوں کی سیاہی چمکے مفسد نماز ہے۔ (ردالمحتار، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱)

مسئلہ: حالت نماز میں تین کلمے (الفاظ) اس طرح لکھے کہ حروف ظاہر ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً ریت یا مٹی پر لکھے اور اگر حرف ظاہر نہ ہوں تو فاسد نہ ہوگی مثلاً پانی پر یا ہوا میں لکھا تو عبث ہے اور نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۵)

مسئلہ: سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسد نماز ہے یعنی سینہ خانہ کعبہ کی خاص جہت سے پینتالیس (۴۵) درجہ ہٹ جائے۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳ ص ۱۵۴ اور فتاوی رضویہ، جلد [illegible] ص ۱۶)

مسئلہ: ناپاک جگہ پر بغیر حائل سجدہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اسی طرح ہاتھ یا گھٹنے سجدہ میں ناپاک جگہ پر رکھے تو نماز فاسد ہوگئی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: تکبیرات انتقال میں ''اللہ اکبر'' کے ''الف'' کو دراز کیا یعنی ''آللہ اکبر'' یا ''اللہ آکبر'' کہا یا ''ب'' کے بعد ''الف'' بڑھایا یعنی ''اللہ اکبار'' کہا یا ''اللہ اکبر'' کی ''ر'' کو ''دال'' پڑھا یعنی ''اللہ اکبد'' کہا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر تکبیر تحریمہ کے وقت ایسی غلطی ہوئی تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

(درمختار، بہار شریعت، فتاوی رضویہ جلد ۳، ص ۱۲۱ اور ۱۳۶)

مسئلہ: نماز میں قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا کہ جس کی وجہ سے فساد معنی ہو تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۵)

مسئلہ: نماز میں عمل کثیر کرنا مفسد نماز ہے۔ عمل کثیر سے مراد یہ ہے کہ ایسا کوئی کام کرنا جو اعمال نماز سے نہ ہو اور نہ ہی وہ عمل نماز کی اصلاح کیلئے ہو۔ عمل کثیر کی مختصر اور جامع تعریف یہ ہے کہ ایسا کام کرنا کہ جس کام کرنے والے نمازی کو دور سے دیکھ کر دیکھنے والے کو غالب گمان ہو کہ یہ شخص نماز میں نہیں۔ تو وہ کام ''عمل کثیر'' ہے۔ (درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۳)

مسئلہ: حالت نماز میں کرتا یا پاجامہ پہنا یا اتارا، یا تہبند باندھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (غنیۃ)

مسئلہ: عمل قلیل کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ عمل قلیل سے مراد یہ ہے کہ ایسا کوئی کام کرنا جو اعمال نماز سے یا نماز کی اصلاح کیلئے نہ ہو اور اس کام کے کرنے والے نمازی کو دیکھ کر دیکھنے والے کو گمان غالب نہ ہو کہ یہ آدمی نماز میں نہیں ہے بلکہ شک و شبہ ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو ایسا کام عمل قلیل ہے۔ (درمختار)

نوٹ:۔ بعض لوگ حالت نماز میں سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ اوپر کی طرف کھینچتے ہیں یا قعدہ میں بیٹھتے وقت کرتا یا قمیض کا دامن دونوں ہاتھوں سے سیدھا کر کے بچھاتے ہیں۔ اس حرکت سے نماز فاسد ہونے کا اندیشہ ہے

کیونکہ یہ فعل دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے اور عمل کثیر میں شمار ہونے کا امکان ہے لہٰذا اس سے بچنا لازمی اور ضروری ہے کیونکہ نماز مکروہ تحریمی تو ضرور ہوتی ہے اور جو نماز مکروہ تحریمی ہو اس کا اعادہ لازم ہے۔

(ماخوذ از: فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۶)

مسئلہ: ایک رکن میں تین مرتبہ کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی اس طرح کھجایا کہ ایک مرتبہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا۔ پھر دوسری مرتبہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا۔ پھر تیسری مرتبہ کھجایا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر صرف ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ (عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۶)

مسئلہ: اگر حالت نماز میں بدن کے کسی مقام پر کھجلی آئے تو بہتر یہ ہے کہ ضبط کرے اور اگر ضبط نہ ہو سکے اور اس کے سبب نماز میں دل پریشان ہو تو کھجا لے مگر ایک رکن مثلاً قیام یا قعود یا رکوع یا سجود میں تین مرتبہ نہ کھجاوے۔ صرف دو مرتبہ تک کھجانے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۶)

مسئلہ: حالت نماز میں سانپ یا بچھو کو مارنے سے نماز نہیں جاتی جبکہ مارنے کیلئے تین قدم چلنا نہ پڑے یا تین ضرب کی حاجت نہ ہو۔ اس طرح حالت نماز میں سانپ یا بچھو مارنے کی اجازت ہے اور نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر مرنے میں تین تین قدم چلنا پڑے یا تین ضرب کی حاجت ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر پے در پے نہ ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ البتہ مکروہ ضرور ہوگی۔

(عالمگیری، غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۶)

مسئلہ: پے در پے تین بال اکھیڑنے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین مرتبہ مارا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر پے در پے نہ ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ ضرور ہوگی۔ (عالمگیری، غنیۃ)

مسئلہ: اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے چار گرہ سے زیادہ اونچی ہو تو سرے سے نماز ہی نہیں ہوگی اور اگر چار گرہ یا کم بلندی ممتاز ہوئی تو کراہت سے خالی نہیں۔ یعنی پاؤں رکھنے کی جگہ سے سجدہ کرنے کی جگہ ایک بالشت بھر اونچی ہو تو نماز ہی نہ ہو

مسئلہ: ناپاک جگہ پر بغیر حائل سجدہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اسی طرح ہاتھ یا گھٹنے سجدہ میں ناپاک جگہ پر رکھے تو نماز فاسد ہوگئی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: تکبیرات انتقال میں ''اللہ اکبر'' کے ''الف'' کو دراز کیا یعنی ''آللہ اکبر'' یا ''اللہ اکبر'' کہا یا ''ب'' کے بعد ''الف'' بڑھایا یعنی ''اللہ اکبار'' کہا یا ''اللہ اکبر'' کی ''ر'' کو ''دال'' پڑھا یعنی ''اللہ اکبد'' کہا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر تکبیر تحریمہ کے وقت ایسی غلطی ہوئی تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

(درمختار، بہار شریعت، فتاوی رضویہ جلد ۳، ص ۱۲۱ اور ۱۳۶)

مسئلہ: نماز میں قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا کہ جس کی وجہ سے فساد معنی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۵)

مسئلہ؛ نماز میں عمل کثیر کرنا مفسد نماز ہے۔ عمل کثیر سے مراد یہ ہے کہ ایسا کوئی کام کرنا جو اعمال نماز سے نہ ہو اور نہ ہی وہ عمل نماز کی اصلاح کیلئے ہو۔ عمل کثیر کی مختصر اور جامع تعریف یہ ہے کہ ایسا کام کرنا کہ جس کام کرنے والے نمازی کو دور سے دیکھ کر دیکھنے والے کو غالب گمان ہو کہ یہ شخص نماز میں نہیں۔ تو وہ کام ''عمل کثیر'' ہے۔ (درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۳)

مسئلہ: حالت نماز میں کرتا یا پاجامہ پہنا یا اتارا، یا تہبند باندھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (غنیۃ)

مسئلہ: عمل قلیل کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ عمل قلیل سے مراد یہ ہے کہ ایسا کوئی کام کرنا جو اعمال نماز سے یا نماز کی اصلاح کیلئے نہ ہو اور اس کام کے کرنے والے نمازی کو دیکھ کر دیکھنے والے کو گمان غالب نہ ہو کہ یہ آدمی نماز میں نہیں ہے بلکہ شک وشبہ ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو ایسا کام عمل قلیل ہے۔ (درمختار)

نوٹ:۔ بعض لوگ حالت نماز میں سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ اوپر کی طرف کھینچتے ہیں یا قعدہ میں بیٹھتے وقت کرتا یا قمیض کا دامن دونوں ہاتھوں سے سیدھا کر کے بچھاتے ہیں۔ اس حرکت سے نماز فاسد ہونے کا اندیشہ ہے

کیونکہ یہ فعل دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے اور عمل کثیر میں شمار ہونے کا امکان ہے لہٰذا اس سے بچنا لازمی اور ضروری ہے کیونکہ نماز مکروہ تحریمی تو ضرور ہوتی ہے اور جو نماز مکروہ تحریمی ہو اس کا اعادہ لازم ہے۔

(ماخوذ از: فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۶)

مسئلہ: ایک رکن میں تین مرتبہ کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی اس طرح کھجایا کہ ایک مرتبہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا۔ پھر دوسری مرتبہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا۔ پھر تیسری مرتبہ کھجایا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر صرف ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ (عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۶)

مسئلہ: اگر حالت نماز میں بدن کے کسی مقام پر کھجلی آئے تو بہتر یہ ہے کہ ضبط کرے اور اگر ضبط نہ ہو سکے اور اس کے سبب نماز میں دل پریشان ہو تو کھجا لے مگر ایک رکن مثلاً قیام یا قعود یا رکوع یا سجود میں تین مرتبہ نہ کھجاوے۔ صرف دو مرتبہ تک کھجانے کی اجازت ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۶)

مسئلہ: حالت نماز میں سانپ یا بچھو کو مارنے سے نماز نہیں جاتی جبکہ مارنے کیلئے تین قدم چلنا نہ پڑے یا تین ضرب کی حاجت نہ ہو۔ اس طرح حالت نماز میں سانپ یا بچھو مارنے کی اجازت ہے اور نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر مرنے میں تین تین قدم چلنا پڑے یا تین ضرب کی حاجت ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر پے در پے نہ ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ البتہ مکروہ ضرور ہوگی۔

(عالمگیری، غنیتہ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۵۶)

مسئلہ: پے در پے تین بال اکھیڑنے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین مرتبہ مارا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر پے در پے نہ ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ ضرور ہوگی۔ (عالمگیری، غنیتہ)

مسئلہ: اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے چار گرہ سے زیادہ اونچی ہو تو سرے سے نماز ہی نہیں ہوگی اور اگر چار گرہ یا کم بلندی ممتاز ہوئی تو کراہت سے خالی نہیں۔ یعنی پاؤں رکھنے کی جگہ سے سجدہ کرنے کی جگہ ایک بالشت بھر اونچی ہو تو نماز ہی نہ ہو

گی۔ (درمختار، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۲ اور ص ۴۳۷)

نوٹ:۔ ایک گرہ= تین انگل چوڑائی (فیروز اللغات ص ۱۰۹۳)

تین انگل چوڑائی = دو انچ ☆ چار گرہ = بارہ انگل چوڑائی = ۸ انچ = ایک بالشت

مسئلہ: نماز میں ایسی دعا کرنا کہ جس کا سوال بندے سے کیا جا سکتا ہے مفسد نماز ہے۔ مثلاً یہ دعا کی کہ "**اللھم اطعمنی**" (اے اللہ! مجھے کھانا کھلا) یا "**اللھم زوجنی**" (اے اللہ! میرا نکاح کر دے۔ (عالمگیر، بہار شریعت، جلد ۳ ص ۱۵۱)

مسئلہ: بے ہوش ہو جانے سے یا وضو یا غسل ٹوٹ جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: حالت نماز میں آیتوں، سورتوں اور تسبیحات کو زبان سے گننا مفسد صلوٰۃ ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۱)

مسئلہ: مسبوق یعنی وہ مقتدی کہ جو جماعت میں بعد میں شامل ہوا مگر اس کی ایک یا زیادہ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں۔ وہ مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھے گا۔ اس مسبوق نے یہ خیال کر کے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، سلام پھر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۴۹)

مسئلہ: مقتدی نے امام کی قرأت سن کر "**صدق اللہ وصدق رسولہ**" کہا تو نماز فاسد ہو گئی۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: کوئی شخص نماز میں التحیات پڑھ رہا تھا۔ جب کلمہ تشہد کے قریب پہنچا تو موذن نے اذان میں "شہادتیں" یعنی دو شہادتیں کہیں۔ اس نے التحیات کی قرأت کے بجائے اذان کا جواب دینے کی نیت سے "**اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ**" کہا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۶)

مسئلہ: بے سبب نیت توڑ دینا یعنی نماز شروع کرنے کے بعد بلا کسی وجہ شرعی نماز توڑ دینا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۴)

دسواں باب

نماز کے مکروہات تحریمیہ

وہ کام جو حالت نماز میں کرنا منع ہیں اور جن کے کرنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

☆ جو نماز مکروہ ہوتی ہے اس کا اعادہ واجب ہے یعنی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

☆ جن کاموں کے قصداً کرنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز درست نہیں ہوگی بلکہ نماز کا اعادہ واجب ہے۔

☆ کراہت تحریمی سجدہ سہو سے زائل نہیں ہوگی۔ ہر مکروہ تحریمی گناہ و معصیت صغیرہ ہے۔

☆ ہمارے مومن بھائی ناواقفیت کی وجہ سے حالت نماز میں ایسا کام کر لیتے ہیں جن کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے لیکن ان کی گمان تک نہیں ہوتا کہ میں نے حالت نماز میں ایسا کام کر لیا ہے جس کی وجہ سے میری نماز ایسی مکروہ ہوئی ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ لہٰذا ہم مومن بھائی ان مسائل کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنی نمازیں خراب ہونے سے بچائیں۔

☆ نماز میں حسب ذیل افعال کرنے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے:۔

مسئلہ: مکروہ تحریمی مرتبہ واجب میں ہے۔ اس کا ہلکا جاننا گمراہی و ضلالت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶ ص ۱۱۹)

مسئلہ: کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا یعنی لغو اور بے معنی حرکت کرنا۔

(عامہ کتب، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۵)

مسئلہ: کپڑا سمیٹنا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن یا دوسرا کوئی کپڑا

اٹھانا یا پاجامہ کو دونوں ہاتھ سے کھینچنا۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۵)

مسئلہ: رومال، شال، چادر یا رضائی وغیرہ کے دونوں کنارے لٹکے ہوئے ہوں یہ ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے اور اگر ایک کنارہ دوسرے شانہ (مونڈھے) پر ڈال دیا اور دوسرا کنارہ لٹک رہا ہے تو حرج نہیں لیکن اگر چادر یا رومال صرف ایک ہی مونڈھے پر اس طرح ڈالا کہ ایک کنارہ آگے یعنی سینہ کی طرف لٹک رہا ہے اور دوسرا کنارہ پیٹھ کی جانب لٹک رہا ہے تو بھی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۶ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۷)

مسئلہ: آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ پیشتر سے چڑھائی ہوئی ہو یا نماز میں چڑھائی ہو۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۶، درمختار)

مسئلہ: نماز میں آستین کو اوپر کو اس طرح چڑھانا کہ ہاتھوں کی کہنی کھل جائے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ اگر پھر سے دوبارہ نہ پڑھی تو گنہگار ہوگا۔

(فتح القدر، بحر الرائق، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۶ اور ۴۲۳)

مسئلہ: شدت کا پاخانہ یا پیشاب کی حاجت معلوم ہوتے وقت یا ریاح کے غلبہ کے وقت نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ان حاجتوں کا غلبہ ہو اور نماز کے وقت میں وسعت ہو کہ ان حاجتوں کو پوری کرنے کی وجہ سے وقت نماز ختم نہ ہو جائے گا تو پہلے ان حاجتوں کو پوری کرے اگرچہ جماعت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر قضائے حاجت اور وضو کرنے میں نماز کا وقت نکل جائے گا تو پہلے نماز پڑھ لے کیونکہ وقت کی رعایت مقدم ہے۔ اور اگر نماز کے درمیان یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے کہ شدت پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کے غلبہ کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے اور اگر پڑھ لی تو گنہگار ہوگا اور نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(ردالمحتار، بہار شریعت جلد ۳، ص ۱۶۶)

مسئلہ: مرد کیلئے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نماز کی حالت

میں جوڑا باندھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ عورت کو سر کے بال کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے میں کسی قسم کی کوئی کراہت اور ممانعت نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ سر کے بالوں کو کھلا رکھنے کی بجائے جوڑا باندھ کر نماز پڑھے کیونکہ عورت کے بال بھی عورت یعنی ستر ہیں جو چھپانے کی چیز ہیں۔ اگر جوڑا نہ باندھے گی تو بال پریشان ہوں گے اور انکشاف (ظاہر ہونے) کا خوف ہے۔

(مرقاۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۶، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۷)

مسئلہ: کرتا یا چادر موجود ہوتے ہوئے صرف پاجامہ پہن کر اوپر کا بدن ننگا رکھ کر یعنی صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(عالمگیری، غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۰)

مسئلہ: صرف خالی پاجامہ پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی چادر اوڑھے بغیر صرف پاجامہ میں نماز پڑھے۔ مسند احمد وصحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ دونوں شانے کھلے ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۱۵۸)

مسئلہ: سجدہ کی جگہ سے حالت نماز میں کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کنکریاں نہیں ہٹاتا تو سنت طریقہ سے سجدہ نہیں کر سکتا تو صرف ایک مرتبہ ہٹانے کی اجازت ہے حتی الامکان نہ ہٹانا بہتر ہے اور کنکریاں ہٹائے بغیر سجدہ کا واجب طریقہ ادا نہ ہوتا ہو تو کنکریاں ہٹانا واجب ہے اگرچہ ایک مرتبہ سے زیادہ مرتبہ ہٹانا پڑے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۶)

مسئلہ: انگلیاں چٹخانا یا انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۶، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۲۰۵)

مسئلہ: کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیے۔

(درمختار)

مسئلہ: ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، چاہے کل چہرہ گھما کر دیکھے یا بعض۔ اور اگر چہرہ نہ پھیرے اور صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور اصح یہ ہے کہ خلاف اولیٰ ہے۔

(بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۷، فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۱۷۱)

مسئلہ: آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۷)

مسئلہ: کسی شخص کے منہ (چہرہ) کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی، سخت ناجائز اور گناہ ہے۔ اگر کسی شخص کے منہ کی طرف سامنا کر کے نماز شروع کی تو نماز پڑھنے والے پر گناہ ہے اور اگر نمازی نے کسی کے منہ کے سامنے نماز شروع نہ کی تھی بلکہ وہ پہلے سے اپنی نماز پڑھ رہا تھا اور کوئی شخص آ کر اس نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھ گیا تو اس بیٹھنے والے شخص پر گناہ ہے۔

(بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۷)

مسئلہ: اگر نمازی اور نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھنے والے شخص کے درمیان فاصلہ ہو، جب بھی نماز مکروہ ہو گی لیکن اگر ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے تو کراہت نہ رہے گی مگر اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ حالت قیام میں بھی سامنا نہ ہونا چاہیے۔ مثلاً دونوں کے درمیان ایک شخص نمازی کی طرف پیٹھ (پشت) کر کے بیٹھ گیا تو اس صورت میں قعود میں سامنا نہ ہو گا مگر قیام میں تو سامنا ہو گا، لہٰذا اب بھی کراہت ہے۔

(ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۷، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶، ص ۷۴)

مسئلہ: کسی قبر کے سامنے منہ کر کے نماز پڑھنا جبکہ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہو گی۔

(درمختار، عالمگیری، بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۷۰، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۷۴)

مسئلہ: کفار اور مشرکین کے عبادت خانوں یا بت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہے۔ بلکہ ان میں جانا بھی منع ہے۔

(بحرالرائق، ردالمحتار، بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۷۰)

مسئلہ: بدن پر اس طرح کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔

(بہارشریعت) البتہ اس طرح کپڑا اوڑھنا کہ ہاتھ باہر نہ ہو جائز ہے۔

مسئلہ: انگرکھے کا بند نہ باندھنا یا اَچکن یا کرتا کے بوتام (بٹن) نہ لگانا، اگر اس کے نیچے کوئی دوسرا لباس نہیں اور سینہ یا شانہ کھلا رہا تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر نیچے دوسرا کوئی لباس پہنا ہوا ہے تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔

(بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۷۰، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۷)

مسئلہ: الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ الٹا کپڑا پہننا اور اوڑھنا خلاف معتاد میں داخل ہے اور خلاف معتاد یعنی اس طرح کپڑا پہنا یا اوڑھنا کہ جس طرح کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر بازار میں یا اکابر کے پاس نہ جا سکے۔ تو اللہ کے دربار کا ادب و تعظیم زیادہ لازم اور ضروری ہے لہٰذا الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۷۰، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۳۸)

مسئلہ: چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۵۱)

مسئلہ: دھوبی کو کپڑے دھونے کیلئے دیئے اور دھوبی کپڑا بدل کر لایا یعنی کسی اور کے کپڑے لے آیا، تو ان کپڑوں کو پہننا مرد عورت سب کو حرام اور وہ کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۷)

مسئلہ: جس کپڑے پر جاندار کی تصویر بنی ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسے کپڑے پہننا جائز نہیں۔ اسی طرح نمازی کے سر پر یعنی

چھت میں یا نمازی کے آگے، پیچھے، یا دائیں، بائیں کسی جاندار کی تصویر نصب، معلق یا دیوار میں منقش ہے تو بھی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔
(عامہ کتب، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۸ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۸)

مسئلہ: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر دوسرا کپڑا پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۹)

مسئلہ: جس جگہ سجدہ کیا جائے اس جگہ فرش پر اگر تصویر بنی ہوئی ہے یا مصلیٰ یا قالین پر تصویر چھپی ہوئی ہے اور تصویر کی جگہ پر سجدہ واقع ہو تو بھی نماز مکروہ تحریمی ہو گی۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۸، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۸)

مسئلہ: اگر جاندار کی تصویر فرش پر بنی ہوئی ہے اور وہ تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ فرش پر بنی ہوئی ہے یا قالین وگیرہ میں ہے اور لوگ اس پر چلتے ہوں اور پاؤں سے روندتے ہوں تو نماز مکروہ نہیں جبکہ اس تصویر پر سجدہ نہ کیا جاتا ہو۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: اگر عینک کا حلقہ اور قیمتیں سونے یا چاندی کی ہیں تو ایسی عینک ناجائز ہے۔ ایسی عینک پہن کر نماز نماز پڑھنا سخت مکروہ ہے اور اگر عینک کا حلقہ اور قیمتیں تانبے یا دھات کی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت اس عینک کو اتار دے، ورنہ نماز خلاف اولیٰ اور کراہت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۲۷)

مسئلہ: امام کا مقتدیوں سے تین گرہ جتنا بلند مقام پر تنہا کھڑا ہونے سے بھی نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۵)

مسئلہ: مقتدی نے جماعت میں شامل ہونے کی جلدی میں صف کے پیچھے ہی ''اللہ اکبر'' کہہ کر پھر صف میں داخل ہوا، تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔
(عالمگیری، بہار شریعت جلد ۲، ص ۱۷۰)

مسئلہ: نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر خود بخود جماہی آئے تو حرج نہیں مگر حتیٰ الامکان جماہی روکے۔ جماہی روکنا مستحب ہے۔

(مراقی الفلاح، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۷)

نوٹ:۔ نماز میں جماہی آئے تو اس کو روکنے کا طریقہ مستحبات کے ضمن میں بیان کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ: نماز کی حالت میں ناک اور منہ کو چھپانا یعنی ناک اور چہرہ کو کسی کپڑے یا چیز سے چھپانا کہ چہرہ اور ناک نظر نہ آئے، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(درمختار، عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۶۷)

مسئلہ: کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا یا قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ میں چلے جانا وغیرہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(عالمگیری، غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۰)

مسئلہ: قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن شریف پڑھنا، یا رکوع میں قرأت ختم کرنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(ایضاً اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۳ اور الملفوظ، حصہ ۳، ص ۴۳)

مسئلہ: مقتدی کا امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جانا یا امام سے پہلے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ: مرد کا سجدہ میں ہاتھ کی کلائیوں کو زمین پر بچھانا مکروہ مکروہ تحریمہ ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ: جن چیزوں کا پہننا شرعاً ناجائز ہے۔ ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً مرد کو چاندی کی صرف ایک انگشتری (انگوٹھی) جو ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی اور صرف ایک نگ کی جائز ہے۔ اگر کسی مرد نے چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ وزن کی، یا ایک سے زیادہ نگ کی، اسی طرح سونے کی انگوٹھی یا سونے، چاندی کی زنجیر پہن کر نماز پڑھی تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اسی طرح مرد نے زنانی وضع کے یا عورت نے مردانہ وضع کے کپڑے پہن کر نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ ”مذہب صحیح پر ناجائز کپڑا پہن کر نماز مکروہ تحریمی کہ اسے اتار کر پھر اعادہ کی جائے“۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، جز اول، ص ۵۶)

مسئلہ: سونے اور چاندی کے علاوہ لوہے، پیتل، تانبے، رانگ وغیرہ کا زیور پہننا عورت کو بھی مباح نہیں، تو مرد کیلئے س کے جواز کی کوئی سبیل ہی نہیں۔ اگر لوہے، پیتل، تانبے، رانگ وغیرہ کے زیور پہن کر مرد یا عورت کسی نے بھی نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، جز اول، ص ۱۴، اور جلد ۳، ص ۴۲۲)

مسئلہ: بعض لوگ چین (زنجیر) والی گھڑی پہن کر نماز پڑھتے ہیں اور اس کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چین (Metal Belt) گھڑی کا تابع ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ لوہے کا پٹا (چین) گھڑی کا تابع نہیں بلکہ مستقل جداگانہ چیز ہے۔ ایک حوالہ درپیش ہے۔

''علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مذہب صحیح میں مرد کو ریشمیں کمربند ناروا ہے کہ وہ پاجامہ کا تابع نہیں بلکہ مستقل جداگانہ چیز ہے۔ درمختار میں ہے کہ ''تکرہ التکمة منه ای من الدیباج وهو الصحیح'' حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے ''هو الصحیح لانها مستقلة'' جب کمربند باآنکہ پاجامہ کی غرض اوس سے متعلق ہے بلکہ جس طرح اس کا لبس (پہنا) معروف و معہود ہے وہ غرض بے اوس کے تمام نہیں ہوتی۔ مستقل قرار پایا تو یہ زنجیریں جن سے کپڑے کو کچھ علاقہ نہیں، نہ اوس کی کوئی شرح ان سے متعلق کیونکہ تابع ٹھہر سکتی ہیں۔'' (فتاوی رضویہ، جلد ۹، جس اول، ص ۳۴)

چین دار گھڑی کے مسئلہ پر تفصیلی گفتگو نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ گھڑی میں چین اور پٹا ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ: جماعت سے نماز پڑھتے وقت امام کے برابر تین (۳) مقتدیون کے کھڑے ہونے سے امام اور مقتدیوں کی سب کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

(فتاویٰ رجویہ، جلد ۳، ص ۴۲۳)

مسئلہ: فقہائے کرام نے کافر کی زمین میں نماز پڑھنے سے اتنا روکا ہے کہ مسلمان کی
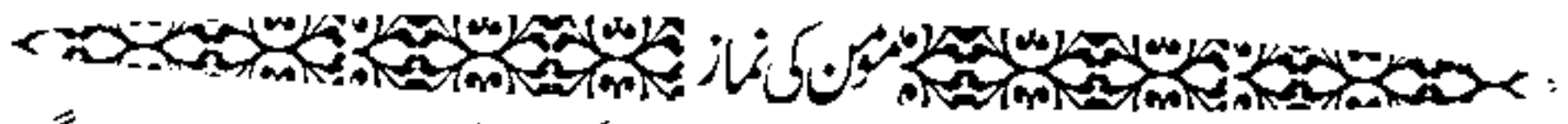
زمین میں اس کی اجازت کے بغیر پڑھ لے مگر کافر کی زمین سے بچے اور اگر مسلمان کی زمین میں کھیتی (فصل) ہے کہ اس میں نہیں پڑھ سکتا تو راستے میں پڑھے اور کافر کی زمین میں نہ پڑھے۔ اگرچہ راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کراہت کافر کی زمین میں نماز پڑھنے کی کراہت سے ہلکی ہے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۸)

ساڑھے چار ماشہ کا وزن

ساڑھے چار ماشہ = 4.375 Gm

تفصیل حسب ذیل ہے:

اسی سیر اسی = (۸۰) تولہ

ایک تولہ = 11666 M.gram ۔ ایک تولہ = بارہ (۱۲) ماشہ

ایک ماشہ = آٹھ رتی

ایک تولہ = چھیانوے (۹۶) رتی

ایک ماشہ = Milligram 972.16666

ایک رتی = Miligram 121.52083

ساڑھے چار ماشہ = چھتیس رتی = 4374.7499 M.g.

یعنی ساڑھے چار ماشہ = Say - 4.3 Gram

☆ ☆ ☆

گیارہواں باب

نماز کے مکروہات تنزیھیہ

☆ یعنی حالت نماز میں وہ کام کرنا جو شرعاً ناپسندیدہ ہیں لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔

☆ ان ناپسندیدہ کاموں کے کرنے کے باوجود بھی نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو یا نماز دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کاموں کی وجہ سے کسی فرض یا واجب کا ترک نہیں ہوتا۔

☆ ان کاموں کا کرنا بھی گناہ نہیں۔ البتہ نماز کے ثواب میں کمی ہوتی ہے۔

☆ ارتکاب مکروہ تنزیہی معصیت نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۱۳۶)

نماز میں حسب ذیل کام کرنا مکروہ تنزیہی ہیں:

مسئلہ: سجدہ یا رکوع میں بلاضرورت تسبیح تین (۳) مرتبہ سے کم کہنا۔ اس طرح جلدی جلدی رکوع اور سجدہ کرنے کو حدیث میں مرغ کی ٹھونگ مارنا فرمایا گیا ہے۔ البتہ وقت کی تنگی یا ٹرین کے چلے جانے کے خوف سے اگر تین (۳) مرتبہ سے کم تسبیح کہی تو حرج نہیں اور اسی طرح اگر مقتدی تین (۳) تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھالیا تو مقتدی امام کا ساتھ دے۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۱)

مسئلہ: پیشانی سے خاک یا گھاس وغیرہ چھڑانا مکروہ ہے جبکہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش نہ ہو اور اگر ان سے تکبر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا ان کی وجہ سے خیال بٹتا ہو تو چھڑانے میں حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں مطلقاً کوئی مضائقہ نہیں بلکہ چھڑا لینا چاہیے تاکہ ریا نہ آئے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۱)

مسئلہ: فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا یا کسی سورت کو بار بار پڑھنا مکروہ تنزیہی جبکہ کوئی عذر نہ ہو مثلاً اسے ایک ہی سورت یاد ہے وغیرہ۔

(عالمگیری، غنیۃ، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۹۹)

مسئلہ: سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنا اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنوں کو زمین سے اٹھانا۔ (منیہ، بہار شریعت)

مسئلہ: سجدہ وغیرہ میں انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا اور انگلیاں دائیں بائیں پھیلانا۔

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا۔ (غنیۃ)

مسئلہ: بغیر کسی عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگا کر قیام میں کھڑا رہنا۔

(غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۳)

مسئلہ: حالت قیام میں دائیں بائیں جھومنا۔ (حلیہ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۳)

مسئلہ: حالت نماز میں انگلیوں پر آیتوں، سورتوں اور تسبیحات کو گننا (شمار کرنا) مکروہ ہے۔ چاہے فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو۔ اگر کوئی شخص نفل میں زیادہ تعداد میں کوئی سورت یا آیت پڑھنا چاہتا ہو یا صلوٰۃ التسبیح پڑھتا ہو اور تسبیحات شمار کرنی ہوں تو وہ دل میں شمار رکھے یا انگلیوں کے پوروں کو دبا کر تعداد محدود رکھے لیکن انگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ پر ہی رہیں اور انگلیاں اپنی جگہ سے نہ ہٹیں تو اس طرح شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر پھر بھی خلاف اولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۱)

مسئلہ: نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے لیکن اگر آنکھیں کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا ہو اور ادھر ادھر توجہ بٹتی ہو تو آنکھیں بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۴۵)

''ایک ضروری مسئلہ کی وضاحت''

مسئلہ: مردوں کیلئے اسبال یعنی کپڑا حد معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے۔ اسبال کی عام فہم تعریف یہ ہے کہ پاجامہ کے پائنچوں کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا یا لمبا جبہ ٹخنوں کے نیچے تک ہو یا کرتا یا قمیض کی آستین ہاتھ کی انگلیوں سے بھی آگے تک لمبی ہوں۔ اسبال کے متعلق ضروری بحث حسب ذیل ہے۔

مسئلہ: پائنچوں کا کعبین یعنی ٹخنوں کے نیچے ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب و تکبر ہے تو قطعاً ممنوع و حرام ہے اور اس پر وعید شدید وارد ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، جز اول، ص ۹۹)

حدیث: بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ **''لا ینظر اللہ یوم القیمۃ الی من جر ازارہ بطرا''** یعنی جو اپنی ازار کو تکبر الٹکاتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر التفات نہیں فرمائے گا۔

حدیث: ابو داؤد، ابن ماجہ، مسلم شریف، نسائی، ترمذی وغیرہ میں حضرت سعید بن الخذری اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **''من جر ثوبہ مخیلۃ لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ''** یعنی ''جو ازراہ تکبر اپنا کپڑا لٹکائے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر التفات نہیں فرمائے گا''۔

نیز طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ سے اسبال کی وعید میں فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ ان تمام احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ اگر اسبال ازراہ تکبر ہے تو یقیناً اور لازماً مذموم و داخل وعید و ممانعت ہے لیکن اگر اسبال ازراہ تکبر نہیں تو خلاف اولیٰ ہے۔ جیسا کہ:۔

حدیث: صحیح بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **''من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ''**

ترجمہ: جو اپنے کپڑے کو تکبر سے لٹکائے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف توجہ نہیں فرمائے گا"۔ اس ارشاد گرامی پر امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، صدق الصادقین، امام المتقین، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ احد شق ازاری یسترخی الا ان اتعاهد ذالك منه" یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا ازار (تہبند) لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں"۔ "فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لست ممن یصنعه خیلا" یعنی "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کرتا ہو"۔

(بحوالہ فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۸)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسبال وہی ممنوع و مذموم ہے جو از راہ تکبر ہے اور اگر اسبال تکبر کی وجہ سے نہیں تو صرف خلاف اولیٰ ہے۔ حرام یا مستحق عذاب و وعید نہیں۔ ایک حوالہ اور پیش خدمت ہے۔

☆ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:۔

اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخيلاء، ففيه كراهة تنزيه

ترجمہ: "مرد کا ٹخنوں سے نیچے پاجامہ (ازار) لٹکانا اگر از راہ تکبر نہیں تو اس میں مکروہ تنزیہی ہے۔" (بحوالہ: فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۸)

اس مسئلہ میں عوام میں بہت زیادہ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت پاجامہ یا پتلون کو اوپر چڑھانے کیلئے اس کے پائچوں کو موڑتے ہیں۔ نماز میں اس طرح پائچوں کو موڑ کر اوپر چڑھانا "خلاف معتاد" ہے اور نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اگر پاجامہ یا پتلون اتنی لمبی ہے کہ پاؤں کے ٹخنے ڈھک جاتے ہیں، تو ٹخنوں کو کھولنے کیلئے پاجامہ یا پتلون کے پائچوں کو ہرگز موڑنا نہیں چاہیے بلکہ کمر بند کے حصے اوپر کی طرف کھینچ لینا چاہیے اور اس طرح کھینچنے کے باوجود بھی اگر ٹخنیں نظر نہیں آتے، تو ٹخنیں

ڈھکی ہوئی حالت میں نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اس طرح نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ضرور ہوگی مگر مکروہ تنزیہی ہوگی لیکن اگر ٹخنوں کو کھولنے کیلئے پاجامہ یا پتلون کے پائچوں کو موڑا تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور جو نماز مکروہ تحریمی ہوئی اس کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی سے بچنے کیلئے لوگ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اپنے گمان میں سنت پر عمل کرنے کا اطمینان کر لیتے ہیں۔

البتہ! پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک ہو اور ٹخنیں کھلے رہیں یہ سنت ہے۔ یہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ:۔

''پاجامہ طول (لمبائی) میں ٹخنوں سے زائد (زیادہ) نہ ہو کہ لٹکے ہوئے پائچے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام و گناہ کبیرہ ہے، ورنہ مردوں کیلئے مکروہ اور خلاف اولیٰ ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، جز اول، ص ۸۴)

دور حاضر میں وہابی، نجدی، دیوبندی تبلیغی جماعت کے متبعین اور جاہل بلکہ اجہل مبلغین اس مسئلہ میں حد درجہ غلو اور تشدد کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ اونچا پاجامہ پہنتے ہیں اور سنت پر عمل کرنے کا مظاہرہ بلکہ ریاکاری کرتے اور ضرورت سے زیادہ اونچا پاجامہ پہننے پر اپنے کو متبع سنت میں شمار کرنے کرانے کی کوشش اور دکھاوا کرتے ہیں۔ پاجامہ پہننا بے شک حضور ﷺ کی سنت ہے۔ جلیل القدر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جلیل الشان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے پاجامہ زیب تن فرمایا ہے:۔

حدیث: حاکم اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کان علی موسیٰ یوم کلمہ ربہ سراویل صوف

یعنی ''حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے روز مکالمہ طور اون کا پاجامہ پہنا تھا''

حدیث: ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس، سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **''اول من لبس السراویل ابراھیم الخلیل''**

ترجمہ: "سب سے پہلے جس نے پاجامہ پہناوہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ہیں"۔

☆ المواہب اللدنیہ اور شرح سفر السعادہ میں ہے امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ روز شہادت پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ اقدس میں باذن حضور علیہ صلی اللہ پاجامہ پہنا کرتے تھے۔

تہبند یعنی لنگی کے مقابلہ میں پاجامہ میں ستر (بدن کا چھپنا) زیادہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ نے تہبند کے مقابلہ میں پاجامہ کو زیادہ پسند فرمایا ہے جیسا کہ حدیثوں میں ہے:۔

حدیث: امام ترمذی، امام عقیلی، ابن عدی اور دیلمی نے امیر المومنین، حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ "حضور اقدس علیہ صلی اللہ نے اپنی امت کی پاجامہ پہننے والی عورتوں کیلئے دعائے مغفرت فرمائی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو پہنائیں کہ اس میں ستر زیادہ ہے"۔

اس حدیث میں پاجامہ کو ستر یعنی بدن کو اچھی طرح چھپانے کی وجہ سے پسند فرمانے کا ذکر ہے۔ مرد کے جسم کا وہ حصہ ناف اور گھٹنوں کے درمیان ہے اس کا چھپانا فرض ہے۔ عورت کا پورا بدن چھپانا فرض ہے۔ لہٰذا شریعت مطہرہ کی عادت کریمہ ہے کہ جب ایک مقدار کو فرض فرمایا جاتا ہے تو اس فرض کی کامل طور سے ادائیگی کیلئے ایک حد معتدل یعنی مناسب حد تک اس سے زیادہ یعنی اضافہ کرنا سنت قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً عورت کا پورا بدل عورت ہے یعنی اس کو چھپانا فرض ہے۔ عورتوں کیلئے اس کا پورا پاؤں چھپانا فرض ہے لہٰذا عورتوں کیلئے حکم ہے کہ وہ ایک بالشت تک ازار یا پائچے لٹکائے بلکہ عورتوں کو دو (۲) بالشت تک ازار یا پائچا لٹکانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اگر عورت نے ستر عورت کی وہ حد جو فرض ہے یعنی قدموں تک ہی پاجامہ پہن رکھا ہے تو اس میں انکشاف عورت کا امکان ہے کہ چلنے پھرنے یا اٹھنے بیٹھنے میں اگر پاجامہ تھوڑا بھی اونچا ہوا تو اس کا ٹخنا یا پنڈلی نظر آئے گی اور عورت کا ٹخنا یا پنڈلی کا نظر آنا شرعاً ناجائز ہے۔ لہٰذا عورتوں کو ایک یا دو بالشت ازار لٹکی ہوئی

ہواتنی لمبی (طویل) پہننے کی رخصت فرمائی گئی تا کہ ستر عورت کا لحاظ اور التزام برقرار رہے اور انکشاف عورت کا موقع نہ بنے۔

حدیث: نسائی، ابو داد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المومنین، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ

"کم تبحر المراۃ من ذیلھا"

یعنی عورت اپنا کپڑا (پاجامہ) کتنا لٹکائے؟ ارشاد فرمایا کہ ایک ہاتھ تک"۔

☆ مندرجہ بالا حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے امام اجل، علامہ احمد بن محمد المصری القسطلانی اپنی معرکتہ الآراء کتاب **"مواھب لدنیه علی الشمائل المحمدیه"** میں فرماتے ہیں کہ عورت کیلئے مستحب ہے کہ اپنی ازار کو ایک ذراع تک لٹکائے یعنی حد قدم سے لمبی پہنے"۔

معلوم ہوا کہ بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے اس فرض کی تکمیل کیلئے فرض کی حد سے کچھ تجاوز کر کے زیادہ حصہ چھپانا مستحب ہے تا کہ بدن کا حصہ عورت منکشف نہ ہو۔ مردوں کیلئے گھٹنے تک کا حصہ چھپانا فرض ہے۔ تو اگر ڈھیلا پاجامہ یعنی جس پاجامہ کے پائچے کشادہ ہوں، اس پاجامہ کو نصف ساق یعنی آدھی پنڈلی تک ہی کسی نے پہنا ہے تو بیٹھنے اٹھنے یا سونے لیٹنے میں گھٹنہ نظر آنے کا امکان زیادہ ہے۔ لہٰذا مردوں کو پاجامہ کعبین یعنی ٹخنوں تک پہننا مستحب ہے۔ دو حاضر میں تبلیغی جماعت والے آدھی ساق (پنڈلی) تک ہی پاجامہ پہننے کا جو اصرار کرتے ہیں بلکہ اس میں غلو کرتے ہیں یہ ان کی شریعت پر سراسر زیادتی ہے۔

☆ ابو داؤد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا پاجامہ قدم کی پشت پر لٹکا ہوا ہے اور وہ پاجامہ ٹخنوں کی جانب سے اونچا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس! آپ نے اس طرح پاجامہ کیوں لٹکایا ہے؟ **"قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا تزرھا"** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب

دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح ازار لٹکاتے ہوئے دیکھا ہے"۔

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ پاجامہ اس طرح کا پہننا کہ اس کے پائنچے کا ایک سرا قدم کی پشت پر لٹکا ہوا ہو لیکن دوسرا سرا کعب یعنی ٹخنے سے بلند ہے اور ٹخنہ چھپتا نہیں ہے تو ایسا پاجامہ پہننا جائز ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس بلکہ خود حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ:۔

☆ "اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے، حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ نہ حرام و مستحق وعید اور یہ بھی اوسی صورت میں ہے کہ پائچے جانب پاشنہ (ایڑی) نیچے ہوں اور اگر اس طرف کعبین (ٹخنوں) سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پشت پا (قدم) پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح لٹکانا حضرت ابن عباس بلکہ خود حضور سرور عالم ﷺ سے ثابت ہے"۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، جز اول، ص ۹۹)

الحاصل! پاجامہ اتنا لمبا ہونا چاہیے کہ کعبین یعنی ٹخنوں تک آئے اور ٹخنیں نہ چھپیں بلکہ نظر آنے چاہئیں۔ اس طرح کا پاجامہ بھی سنت میں شمار ہوگا۔ پاجامہ خوب اونچا پہننا بلکہ ضرورت سے بھی زیادہ اونچا پہننا آج کل کے جاہل وہابیوں کا اختراع ہے۔

☆ دور حاضر کے منافقین وہابی، دیوبندی، نجدی اور تبلیغی جماعت کے متعلق احادیث میں جو علامات بتائی گئیں ہیں ان میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ پاجامہ بہت اونچا پہنیں گے۔

حدیث: بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "**ویقرون القرآن لا یجاوز حنا جرھم۔ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیه**" یعنی "قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے "**قیل ما سیماھم؟ قال سیماھم التحلیق**" عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کی علامت

(پہچان) کیا ہوگی؟ فرمایا سر منڈانا "یعنی ان کے اکثر سر منڈے ہوں گے"۔
بعض احادیث میں یہ بھی آیا کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کا پتا بتاتے ہوئے ان کی ایک علامت ونشانی یہ بھی ارشاد فرمائی کہ "مشمری الازار" یعنی "گھٹنی ازار والے یعنی چھوٹی ناپ کی ازار والے"۔

خوب یاد رکھیں! کہ تکبر، غرور، خود بینی، گھمنڈ، عجب، تفاخر، اپنی بڑائی وغیرہ کی نیت سے اگر پاجامہ اتنا لمبا پہنا ہے کہ اس کے پائچے ٹخنوں کے نیچے تک لٹک رہے ہیں تو حرام اور سخت گناہ ہے۔ احادیث میں اس کیلئے بہت سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ان میں سے ہے کہ

حدیث: بخاری شریف اور نسائی میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"ما اسفل من الازار ففی النار"

یعنی "ازار (پاجامہ) سے جو نیچے لٹکا ہوا ہے وہ جہنم میں ہے"۔

حدیث: مسلم شریف اور ابو داؤد شریف میں ہے کہ حضور اقدس سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نگاہ التفات فرمائے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ وہ تین شخص (۱) **المسبل** اسبال کرنے والا یعنی ٹخنوں کے نیچے تک پاجامہ پہننے والا (۲) **المنان** یعنی احسان جاتے والا اور (۳) منافق جو جھوٹی قسمیں کھاتا ہے"۔

ان احادیث میں اسبال کی جو مذمت وارد ہے اس سے یہی صورت مراد ہے کہ تکبر کی وجہ سے اسبال کرتا ہو، ورنہ ہرگز وعید شدید اس پر وارد نہیں۔ عدم تکبر کی صورت میں حکم کراہت تنزیہی ہے۔ بیشک! ٹخنوں کے اوپر تک پاجامہ پہننا مسنون ہے مگر اتنا زیادہ اونچا بھی نہیں پہننا چاہیے کہ اٹھنے اور سونے لیٹنے میں کھل جانے کا امکان واندیشہ ہو۔ ضرورت سے زیادہ اونچا پاجامہ پہننا افراط بدعت وہابیہ ہند ہے لہٰذا ان سے مشابہت مکروہ ہے۔
ٹخنوں کے نیچے تک پاجامہ پہننے کی جو ممانعت اور وعید آئی ہے، اس میں تکبر و گھمنڈ کا

سدباب کیا گیا ہے۔ بظاہر ٹخنوں کے نیچے تک لٹکے ہوئے پاجامہ کی مذمت ہے لیکن درحقیقت تکبر کی مذمت اور استیصال ہے۔ اگر کسی نے ٹخنوں سے اوپر بلکہ نصف ساق تک اونچا پاجامہ پہنا اور اس طرح کا پاجامہ پہننے پر اس نے تکبر اور عجب کیا کہ میں نہایت ہی پابند سنت ہوں اور میرے مقابلے میں دیگر لوگ پابند سنت نہیں تو اس کا نصف ساق تک کا اونچا پاجامہ پہننا بھی ممانعت اور وعید میں داخل ہو جائے گا۔ پاجامہ کے نیچے لٹکے ہوئے ہونے یا نصف ساق تک اونچا ہونے کی اہمیت نہیں بلکہ تکبر کے ہونے یا نہ ہونے کی اہمیت ہے۔ اگر کسی نے بغیر تکبر پاجامہ لٹکایا تو ممانعت اور وعید سے محفوظ ہو گیا اور اگر کسی نے تکبر سے پاجامہ نصف ساق تک اوپر چڑھایا تو ممانعت اور وعید میں گرفتار ہو گیا۔ الحاصل! ممانعت ورخصت کا مدار نیت پر ہے۔ اگر ازراہ تکبر ہے تو ممانعت ہے اور اگر ازراہ تکبر نہیں تو رخصت ہے۔ تکبر اور عجب ایسی مذموم اور مقبوح خصلتیں ہیں کہ آدمی کا عمل برباد کر دیتی ہیں۔ عمل کا اجر وثواب ملتا تو درکنار الٹا گناہ وعذاب کا بوجھ سر پر رکھا جائے گا۔

دور حاضر کے منافقین یعنی وہابی تبلیغی جماعت کے متبعین ضرورت سے زیادہ اونچا پاجامہ پہن کر تکبر وریاکاری کی بلاء میں گرفتار ہوئے ہیں۔ خود کو سنت کا پابند اور دوسروں کو سنت کا تارک ومخالف جانتے ہیں۔ تکبر وریا کے متعلق احادیث واقوام ائمہ دین کے دفاتر اس کی مذمت سے بھرے ہوئے ہیں۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

"سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان النار واهلها يعجون من اهل الرياء، قيل يا رسول الله و كيف يعج النار قال من حر النار التي يعذبون بها"

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ دوزخ اور اہل دوزخ ریاکاروں سے چیخ اٹھیں گے۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ! دوزخ کیوں چیخے گی؟ آپ نے فرمایا اس آگ کی تپش سے جس سے ریاکاروں کو

عذاب دیا جائے گا''۔

☆ خاتم المحققین، رئیس المجتہدین، ہادی السالکین، حجۃ الاسلام والدین ابوحامد محمد بن محمد بن محمد طوسی المعروف ''امام غزالی'' قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

''تم نے خود بھی دیکھا ہوگا کہ خشک عابد اور رسمی صوفی تکبر سے پیش آتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر خیال کرتے ہیں۔ تکبر کی وجہ سے اپنا رخسار ٹیڑھا رکھتے ہیں اور لوگوں سے منہ بسورے رکھتے ہیں گویا دو (۲) رکعت نماز زیادہ پڑھ کر لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ یا شاید انہیں دوزخ سے نجات اور جنت کے داخلے کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ یا ان کو یقین ہو چکا ہے کہ صرف ہم ہی نیک بخت ہیں باقی سب لوگ بدبخت اور شقی ہیں۔ پھر وہ ان تمام برائیوں کے ہوتے ہوئے لباس عاجز اور متواضع لوگوں جیسا پہنتے ہیں، جیسے صوف وغیرہ۔ اور بناوٹ سے خموشی اور کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسے لباس اور خموشی وغیرہ کا تکبر اور غرور سے کیا تعلق بلکہ یہ چیزیں تو تکبر اور غرور کے منافی ہیں، لیکن ان اندھوں کو سمجھ نہیں''۔

(منہاج العابدین، از امام غزالی، اردو ترجمہ ص ۱۶۶)

☆ حجۃ السلام، حضرت امام غزالی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:۔

''العجب الستعظام العمل الصالح''

ترجمہ: ''اپنے اعمال صالح کو عظیم خیال کرنے کا نام عجب ہے۔

(منہاج العابدین، اردو ترجمہ، ص ۲۸۳)

نکتہ:۔

ایک اہم نکتہ کی طرف قارئین کی توجہ مرکوز کرنا بھی ضروری ہے کہ دور حاضر کے منافقین اپنے فعل وارتکاب پر اتنا اکڑتے اور اتراتے ہیں کہ اپنے مقابل دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ اپنے ارتکاب کو ''سنت رسول'' کا حسین نام

دے دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کو خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جس کام کو اہم سنت رسول کا حسین جامہ پہنا رہے ہیں وہ کام درحقیقت سنت متوارثہ ہے یا نہیں؟ مثال کے طور پر سر کے تمام بال منڈانا، اکثر و بیشتر وہابی تبلیغی جماعت کے متبعین سر گھٹاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم سنت پر عمل کرتے ہیں۔ عام دنوں میں بھی وہ سر کے بال صفاچٹ کرا دیتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے ضرور حلق فرمایا ہے یعنی سر کے بال منڈوائے ہیں لیکن کب؟ ایک حوالہ پیش خدمت ہے:۔

''حج وحجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا ﷺ سے حلق شعر (یعنی سر کے تمام بال منڈانا) ثابت نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا۔ اس مدت میں صرف تین (۳) بار یعنی سال حدیبیہ وعمرۃ القضا وحجۃ الوداع میں حلق فرمایا۔

''علی مانقلہ علی القاری فی جمع الوسائل عن بعض شراح المصابیح''

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، جز اول، ص ۳۹)

حضور اقدس رحمت عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کے دس سال کے قیام طویل کے دوران صرف تین مرتبہ ہی حلق شعر یعنی سر کو پورا منڈانا فرمایا ہے اور وہ تین مرتبہ بھی عام دنوں میں حلق نہیں فرمایا بلکہ خاص مواقع پر حلق فرمایا ہے (۱) سال حدیبیہ (۲) عمرۃ القضا اور (۳) حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے حلق شعر فرمایا ہے۔ عام دنوں میں حلق شعر فرمانا ثابت نہیں۔ لیکن پھر بھی دور حاضر کے منافقین سر گھٹانے کے اپنے فعل پر سنت رسول، سنت رسول کی رٹ لگاتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حج و عمرہ کے موقعوں پر حلق فرمایا ہے اور یہ حلق فرمانا ارکان حج و عمرہ سے تھے۔ عام طور سے عادت کریمہ یہ تھی کہ سر اقدس پر زلفیں معنبری تھیں اور وسط راس (سر) مانگ شریف ہوتی تھی۔

دور حاضر کے منافقین کی عام دنوں میں پورے سر کے بال منڈانے کی عادت درحقیقت مخبر صادق ﷺ نے منافقین کی خصلتوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے جو ارشاد فرمایا ہے کہ ''سیماھم التحلیق'' یعنی ''ان کی علامت سر گھٹانا (منڈانا ہے'' اس خبر صادق

کے مصداق ہیں۔ منافقوں کی پہچان کراتے ہوئے مخبر صادق علیہ ﷺ نے جو علامات ارشاد فرمائے ہیں۔ ☆ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ ☆ ان کی نمازوں اور روزوں کے سامنے تم اپنی نمازیں اور روزے حقیر جانوں گے۔ ☆ ایسی ایسی باتیں لے کر آئیں گے جو نہ تم نے سنی ہوگی اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوگی۔ ☆ اگلے زمانے کے لوگوں کو برا کہیں گے۔ ☆ سر منڈائیں گے۔ ☆ پاجامہ اونچا پہنیں گے وغیرہ وغیرہ علامتیں موجودہ دور کے منافقوں اور مرتدوں میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ لیکن اپنی ان منافقانہ خصلتوں کو وہ سنت کا نام دے کر عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بحث کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے ہم اصل مسئلہ کی طرف رجوع کریں۔

مسئلہ: پاجامہ یا پتلون کے پائچوں کو موڑنا فقہی اصطلاح میں ''خلاف معتاد'' میں شمار ہوتا ہے۔ خلاف معتاد یعنی بدن کے کپڑے کو اس طرح موڑنا یا اوڑھنا کہ اس طرح کپڑا موڑ کر یا اوڑھ کر بازار میں یا کسی اکابر کے پاس نہ جا سکیں۔ جو لوگ نماز میں پاجامہ یا پتلون کے پائچے موڑتے ہیں، ان سے جب کہا جائے گا کہ جناب اسی طرح پائچے موڑے ہوئے ہی آپ بازار میں یا کورٹ کچہری میں تشریف لے چلیں، تو وہ ہرگز اس ہیئت میں بازار یا کسی کچہری یا دفتر میں جانے کیلئے رضامند نہ ہوں گے بلکہ اس طرح جانے میں شرم اور عار محسوس کریں گے اور اگر کوئی شخص اپنے پاجامہ یا پتلون کے پائچے موڑ کر بازار یا کسی دفتر میں چلا جائے گا تو لوگ اس کی بدتہذیبی پر ہنسیں گے۔ بلکہ یہ کہیں گے کہ کیسا بے ادب شخص ہے کہ خلاف معتاد یعنی عادت، رواج اور تہذیب کے آداب کو بالائے طاق چھوڑ کر آدھمکا ہے۔ تو ذرا غور فرمائیں! کہ جس ہیئت میں دنیاداروں کے دربار میں جانا بھی خلاف معتاد ہے، تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری (نماز) کے وقت تو معتاد کا زیادہ لحاظ کرنا لازمی ہے۔ خدا کے دربار کی حاضری کے وقت کوئی ایسا کام روا نہیں جو ''خلاف معتاد'' ہو۔ اسی لئے فقہائے کرام نے خلاف

معتاد کپڑا پہن کر نماز پڑھنے پر مکروہ تحریمی کا حکم صادر فرمایا ہے۔

یہاں تک کی گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ اگر کسی کا پاجامہ لمبا سلا ہوا ہے اور اس کے پائچے ٹخنوں کے نیچے تک لٹکے ہوئے ہیں اور اس کا اس طرح پائچے لٹکانا تکبر یا عجب کی وجہ سے نہیں اور اس نے پائچے ٹخنوں کے نیچے لٹکتی ہوئی حالت میں نماز پڑھی تو اس کی نماز مکروہ تنزیہی ہوگی لیکن اگر اس نے پائچوں کو موڑ کر اوپر چڑھا کر نماز پڑھی تو اس کی نماز کروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ حیرت اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو پائنچوں کو موڑ کر اوپر چڑھاتے ہیں اور مکروہ تنزیہی سے بچنے کیلئے مکروہ تحریمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا نماز میں پاجامہ کے پائچے یا کرتہ کی آستینوں کو ہرگز موڑنا نہیں چاہیے۔

مسئلہ: نماز میں سر سے ٹوپی گر جائے تو اٹھالینا افضل ہے جبکہ بار بار نہ گرے اور اٹھانے میں عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے۔ ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر خشوع و خضوع وانکسار وعاجزی کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اٹھانا افضل ہے۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۱، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۶)

مسئلہ: نماز میں انگڑائی لینا، بالقصد کھانسنا یا کھنکھارنا مکروہ ہے۔

(عالمگیری، مراقی الفلاح)

مسئلہ: امام کا محراب میں بے ضرورت کھڑا ہونا کہ پاؤں بھی محراب کے اندر ہوں یہ بھی مکروہ ہے۔ ہاں اگر پاؤں باہر ہوں اور سجدہ محراب کے اندر ہو تو کراہت نہیں۔ اسی طرح امام کا در میں کھڑا ہونا یہ بھی مکروہ ہے مگر اسی طرح کہ اگر پاؤں باہر ہوں اور سجدہ در میں ہو تو کراہت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۲)

مسئلہ: کعبہ معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ اس میں ترک تعظیم ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت ۳، ص ۱۷۴)

مسئلہ: مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے خاص کر لینا کہ اسی جگہ پر نماز پڑھے یہ مکروہ ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ: نمازی کے سامنے جلتی آگ کا ہونا باعث کراہت ہے۔ البتہ شمع یا چراغ میں

کراہت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا مرد کیلئے مکروہ ہے۔ مگر عورت سجدہ میں ران پیٹ سے ملادے گی۔ (عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۴)

مسئلہ: عام راستہ، کوڑا ڈالنے کی جگہ، مذبح یعنی جانوروں کو حلال و ذبح کرنے کی جگہ، قبرستان، غسل خانہ، حمام، نالہ، مویشی خانہ، (Cattle Camp) خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، اصطبل یعنی گھوڑوں کو باندھنے کی جگہ (طبیلہ)، پاخانہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۷۵)

مسئلہ: گلوبند، پگڑی، ٹوپی یا رومال سے پیشانی چھپی ہوئی ہے تو سجدہ درست اور نماز مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۹)

مسئلہ: حقہ یا بیڑی یا تمبا کو کھانے پینے والے کی منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا بھی منع ہے جب تک منہ صاف نہ کر لے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۶)

مسئلہ: جماعت سے نماز پڑھتے وقت امام کے برابر (قریب) دو مقتدیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۲، درمختار، جلد ۱، ص ۳۸۱)

مسئلہ: کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس کے پاس دوسرے کپڑے موجود ہوں ورنہ اسی کپڑوں میں نماز پڑھنے میں کراہت نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۷۱)

مسئلہ: تمام مذہب کی کتابوں میں صاف تصریح ہے کہ وہ کپڑے جن کو آدمی اپنے کام کاج کے وقت پہنے رہتا ہے۔ جن کپڑوں کو میل کچیل سے بچایا نہیں جاتا انہیں پہن کر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ ذخیرہ میں ایک روایت اس طرح منقول ہے کہ

"ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رای رجلا فعل ذالك. فقال ارایت لو ارسلنك الی بعض الناس اکنت تمر فی ثیابك ھذا فقال لہ، فقال عمر فاللہ احق ان یتزین لہ"

ترجمہ: ''امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ایسے ہی کپڑوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس شخص سے فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی اگر میں تجھے انہیں کپڑوں میں کسی آدمی کے پاس بھیجوں تو کیا تو چلا جائے گا۔ اس شخص نے کہا نہیں۔ اس پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت اور ادب کے ساتھ حاضر ہو۔

(تنویر الابصار، درمختار، درد، غرر، شرح وقایہ، شرح نقایہ، مجمع الانہر، بحر الرائق، ردالمحتار، غنیۃ، حلیہ، ذخیرہ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۴)

☆ ☆ ☆

بارہواں باب

جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

☆ حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

☆ حدیث شریف میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۳)

☆ جماعت سے نماز پڑھنا اسلام کی بڑی نشانیوں (شعائر) میں سے ہے جو کسی بھی دین میں نہ تھی۔

☆ جماعت سے نماز ادا کرنے کی فضیلت اور جماعت کو ترک کرنے کی وعید میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں سے چند احادیث پیش خدمت ہیں:۔

حدیث: امام ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو اللہ کیلئے چالیس دن با جماعت نماز پڑھے اور تکبیر اولیٰ پائے اس کیلئے دو (۲) آزادیاں دی جاتی ہیں۔ ایک نار (جہنم) اور دوسری نفاق سے''۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''جس نے با جماعت عشا کی نماز پڑھی گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے پوری رات عبادت کی''۔

حدیث: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''منافقین پر سب سے زیادہ گراں نماز عشاء و فجر ہے اگر وہ جانتے کہ اس میں کیا (اجر) ہے تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے قصد

کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں۔ پھر کسی کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ چند لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گھٹے ہوں، ان کے پاس لے جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلادوں''۔

حدیث: امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام مالک اور نسائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''نماز با جماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس (۲۷) درجہ بڑھ کر ہے''۔

حدیث: ابوداؤد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جو شخص اچھی طرح طہارت کرے پھر مسجد کو جائے تو جو قدم چلتا ہے، ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے اور درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹا دیتا ہے''۔

حدیث: نسائی اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے صحیح میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جس نے کامل وضو کیا پھر فرض نماز کیلئے مسجد کی طرف چلا اور امام کے ساتھ فرض نماز پڑھی۔ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

جماعت کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: ہر عاقل، بالغ، آزاد اور قادر مرد پر جماعت واجب ہے۔ بلا عذر ایک مرتبہ بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے۔ اور کئی مرتبہ ترک کرے تو فاسق اور مردود الشہادۃ ہے یعنی اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

(درمختار، ردالمحتار، غنیۃ، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۲۹)

مسئلہ: پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ ایک وقت کا بھی بلا عذر ترک گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۷۲)

مسئلہ: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے۔ تراویح میں جماعت کرنا سنت کفایہ ہے۔ رمضان کے وتر میں جماعت کرنا مستحب ہے۔ نوافل اور رمضان کے علاوہ وتر میں اگر تداعی کے طور پر جماعت کی جائے تو مکروہ ہے۔ تداعی کے معنی یہ ہیں کہ اعلان ہوا اور تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ: سورج گہن کی نماز میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن کی نماز میں تداعی کے ساتھ جماعت مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۰)

مسئلہ: ایک امام اور ایک مقتدی یعنی دو آدمی سے بھی جماعت قائم ہو سکتی ہے اور ایک سے زیادہ مقتدی ہونے سے جماعت کی فضیلت زیادہ ہے۔ مقتدیوں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنی فضیلت زیادہ ہوگی۔

حدیث: امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں "مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی ہے اور جتنے زیادہ ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں"۔

مسئلہ: جمعہ وعیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کی جماعت کیلئے کم از کم تین مقتدی کا ہونا شرط ہے دیگر نمازوں کی طرح ایک یا دو مقتدی سے جمعہ کی نماز قائم نہیں ہو سکتی۔ جمعہ وعیدین کی نماز کی جماعت کیلئے امام کے علاوہ کم از کم تین مرد کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تین مرد سے کم مقتدی ہوں گے تو جمعہ وعیدین کی جماعت صحیح نہیں۔ (عالمگیری، تنویر الابصار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۳)

مسئلہ: اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو، وہ امام کی برابر داہنی جانب کھڑا ہو۔ بائیں یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر دو مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہو۔ دو مقتدی کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور دو سے زیادہ مقتدیوں کا امام کے قریب کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار، جلد ۱، ص ۳۸۱)

مسئلہ: اگر امام اور صرف ایک مقتدی جماعت سے نماز پڑھتے ہوں اور دوسرا مقتدی آ گیا تو اگر پہلا مقتدی مسئلہ جانتا ہے اور اسے پیچھے ہٹنے کی جگہ ہے تو وہ پیچھے ہٹ آئے اور دوسرا مقتدی اس کے برابر کھڑا ہو جائے اور اگر پہلا مقتدی مسئلہ داں نہیں تو اس کے پیچھے ہٹنے کو جگہ نہیں تو امام آگے بڑھ جائے اور اگر امام کو بھی آگے بڑھنے کی جگہ نہیں تو دوسرا مقتدی امام کے بائیں ہاتھ کی جانب امام کے قریب کھڑا ہو جائے مگر اب تیسرا مقتدی آکر امام کے قریب دائیں یا بائیں کہیں بھی کھڑا ہو کر جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا ورنہ سب کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور امام و مقتدیوں سب کو اس نماز کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۲۶۰)

مسئلہ: اگر مذکورہ صورت سے دو مقتدی امام کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوں اور اب تیسرا مقتدی آئے اور جماعت میں شامل ہونا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے سے شامل ہونے والے دونوں مقتدیوں میں سے کسی کے بھی قریب کھڑا نہ ہو بلکہ ان دونوں کے پیچھے کھڑا ہو جائے کیونکہ امام کے برابر تین مقتدیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۲۳)

مسئلہ: اگر ایک مقتدی امام کے برابر کھڑا ہو کر جماعت سے نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا مقتدی جماعت میں شامل ہونے آئے تو مقتدی پیچھے ہٹ جائے اور اگر دو مقتدی امام کے قریب (برابر) کھڑے ہو کر جماعت سے نماز پڑھتے ہوں اور تیسرا مقتدی جماعت میں شامل ہونے آئے تو امام کا آگے بڑھنا افضل ہے۔

(درمختار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۲)

مسئلہ: امام کے ساتھ ایک مقتدی برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ اب دوسرا مقتدی آیا لیکن وہ پہلا مقتدی پیچھے نہیں ہٹتا اور نہ ہی امام آگے بڑھتا ہے تو دوسرا مقتدی پہلے والے مقتدی کو پیچھے سے کھینچ لے اور بعد میں آنیوالا یعنی دوسرا مقتدی پہلے مقتدی کو چاہے نیت باندھنے سے پہلے کھینچ لے یا نیت باندھنے کے بعد کھینچے،

دونوں صورتیں جائز ہیں۔ لیکن نیت باندھ کر کھینچا اولیٰ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۲۳)

مسئلہ: مقتدی کو پیچھے کھینچنے میں واجب التنبیہ بات یہ ہے کہ کھینچنا اسی کو چاہیے جو ذی علم ہو یعنی اس مسئلہ سے واقف ہو۔ اگر پہلا مقتدی مسائل سے ناواقف ہے اور اس کو پیچھے کھینچنے کا مسئلہ ہی معلوم نہیں تو اگر اس کو پیچھے کھینچا تو وہ بوکھلا جائے گا اور کیا ہے؟ کیوں کھینچتے ہو؟ وغیرہ کوئی جملہ اس کی زبان سے نکل جائے اور مبادہ ناواقفی کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے، لہٰذا ایسے شخص کو نہ کھینچے۔ علاوہ ازیں ایک اہم اور ضروری نکتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نماز میں جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی دوسرے سے کلام کرنا مفسد نماز ہے، یونہی اللہ اور رسول کے سوا کسی کا حکم ماننا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر ایک شخص نے کسی نمازی کو پیچھے کھینچا یا امام کو آگے بڑھنے کو کہا اور اس نے کہنے والے کا حکم مان کر ہٹا تو نماز جاتی رہی اگرچہ یہ حکم دینے والا نیت باندھ چکا ہو اور اگر ہٹنے والے نے اس کہنے والے کے حکم کا لحاظ نہ رکھا اور نہ اس کے حکم سے کوئی کام رکھا بلکہ اس نیت سے ہٹا کہ شریعت کا حکم اور مسئلہ شرع کے لحاظ سے حرکت کی تو نماز میں کچھ خلل نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس کے کہتے ہی فوراً حرکت نہ کرے بلکہ ایک ذرا تامل کرلے اور یہ نیت کر کے حرکت کرے کہ اس کہنے والے کے حکم سے نہیں بلکہ شریعت کا حکم ہے اس لئے ہٹ رہا ہوں تا کہ بظاہر غیر کے حکم کو ماننے کی صورت بھی نہ رہے۔ جب صرف نیت کا فرق ہونے سے نماز کے فاسد یا درست ہونے کا مدار ہے تو اس زمانہ میں جب کہ زمانہ پر جہالت غالب ہے اور عجب نہیں کہ عوام اس فرق نیت سے غافل ہو کر بلا وجہ اپنی نماز خراب کرلیں، لہٰذا ائمہ دین نے فرمایا کہ غیر ذی علم (جاہل) کو اصلاً نہ کھینچے اور یہاں ذی علم سے مراد وہ ہے جو اس مسئلہ اور نیت کے فرق سے آگاہ ہو۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۲ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۳۹۱، ۳۲۳)

مسئلہ: امام کے برابر کھڑا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام کے قدم سے آگے نہ ہو یعنی مقتدی کے پاؤں کا گٹا امام کے پاؤں کے گٹے سے آگے نہ ہو۔ سر کے یا پاؤں کی انگلیوں کے آگے پیچھے ہونے کا اعتبار نہیں۔ مثلاً مقتدی امام کے برابر کھڑا ہوا اور مقتدی کا قدر دراز ہے اور امام چھوٹے قد کا ہے لہٰذا سجدہ میں مقتدی کا سر امام کے سر سے آگے ہوتا ہے مگر پاؤں کا گٹا امام کے پاؤں کے گٹے سے آگے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر مقتدی کے پاؤں بڑے اور لمبے ہوں کہ مقتدی کے پاؤں کی انگلیاں امام کے پاؤں کی انگلیوں سے آگے ہوں، جب بھی حرج نہیں، بشرطیکہ مقتدی کے پاؤں کا گٹا امام کے پاؤں کے گٹے سے آگے نہ ہو۔ (ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۲)

مسئلہ: عورتوں کو کسی بھی نماز میں جماعت کی حاضری کیلئے مسجد میں آنا جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی نماز، جمعہ کی ہو یا عید کی نماز۔ خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ کسی بھی نماز کی جماعت کیلئے آنا روا نہیں۔

(بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۱، درمختار، جلد ۱، ص ۳۸۰)

مسئلہ: مسجد کے اندرونی حصہ یا مسجد کے صحن میں جگہ ہوتے ہوئے بالاخانہ پر اقتدا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۳)

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ وسط (درمیان) میں کھڑا ہو۔ امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہونا سنت متوارثہ ہے اور امام وسط صف میں ہو یہی جگہ محراب حقیقی ہے اور دیوار قبلہ میں جو طاق نما ایک خلا بنایا جاتا ہے وہ محراب صوری ہے جو محراب حقیقی کی علامت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۴)

مسئلہ: جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تب امام اور مقتدیوں کے درمیان کم از کم ایک صف کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ امام کا صف سے کچھ ہی آگے ہونا کہ صف کی مقدار کی

جگہ نہ چھوٹے یہ ناجائز اور گناہ ہے۔نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۳۷۷)

مسئلہ: مقتدی کیلئے فرض ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرے۔ اگر مقتدی اپنے خیال میں امام کی نماز باطل سمجھتا ہے تو اس مقتدی کی نماز نہ ہوگی اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔ (درمختار، بہار شریعت)

صف کے متعلق ضروری مسائل:۔

مسئلہ: مردوں کی پہلی صف کہ جو امام سے قریب ہے وہ صف دوسری صف سے افضل ہے ور دوسری صف تیسری صف سے افضل ہے۔**وعلیٰ هذا القیاس**۔

(عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳،ص ۱۳۳)

مسئلہ: صف مقدم کا افضل ہونا غیر نماز جنازہ میں ہے۔نماز جنازہ میں آخری صف افضل ہے۔ (درمختار)

حدیث: بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صف اول میں کیا (ثواب) ہے تو اس کیلئے قرعہ اندازی کرتے اور بغیر قرعہ ڈالے نہ پاتے''۔

حدیث: امام احمد و طبرانی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اللہ اور اس کے فرشتے صف اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر؟ فرمایا اللہ اور فرشتے صف اوّل پر درود بھیجتے ہیں ۔لوگوں نے پھر عرض کی اور دوسری پر؟ فرمایا اور دوسری پر''

حدیث: امام بخاری و امام نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''اقیموا صفوفکم و تراصوا فانی اراکم من وراء ظھری''

ترجمہ: ''اپنی صفیں سیدھی کرو اور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑے ہو کہ

بیشک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔

(بحوالہ: فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۵)

حدیث: امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ "ایسے صف کیوں نہیں باندھتے جیسے ملائکہ اپنے رب کے سامنے صف بستہ ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ اپنے رب کے حضور کیسی صف باندھتے ہیں؟ فرمایا اگلی صف کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں"۔

حدیث: امام احمد نے بسند صحیح حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "صفیں خوب گھنی رکھو جیسے رانگ سے درزیں بھر دیتے ہیں کہ فرجہ (خالی جگہ) رہتا ہے تو اس میں شیطان کھڑا ہوتا ہے"۔ یعنی جب صف میں جگہ خالی پاتا ہے تو دلوں میں وسوسہ ڈالنے کو آ گھستا ہے۔

حدیث: امام احمد، ابوداؤد، طبرانی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

"صفیں درست کرو کہ تمہیں تو ملائکہ کی صف بندی چاہیے اور اپنے شانے (کندھے) سب ایک سیدھ میں رکھو اور صف کے رخنے (خالی جگہ) بند کرو اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور صف میں شیطان کیلئے کھڑکیاں نہ چھوڑو اور جو صف کو وصل کرے (ملائے) اللہ اسے وصل کرے اور جو صف کو قطع کرے (کاٹے) اللہ اسے قطع کرے"۔

مسئلہ: کسی صف میں فرجہ (خالی جگہ) رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ جب تک اگلی صف پوری نہ کرلیں دوسری صف ہرگز نہ باندھیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۸)

مسئلہ: اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہے اور لوگوں نے پچھلی صف باندھ کر نماز شروع کر دی ہے تو اس کو چیر کر بھی جانے کی اجازت ہے۔ لہٰذا اس صف کو چیرتے ہوئے جائے اور خالی جگہ میں کھڑا ہو جائے۔ ایسا کرنے والے کیلئے حدیث میں آیا

ہے کہ جو شخص صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۴)

مسئلہ: اگر صف دوم میں کوئی شخص نیت باندھ چکا، اس کے بعد اسے صف اول میں خالی جگہ نظر آئی تو اجازت ہے کہ عین نماز کی حالت میں چلے اور جا کر خالی جگہ بھر دے کہ یہ تھوڑا سا چلنا شریعت کے حکم کو ماننے اور شریعت کے حکم کی بجا آوری کیلئے واقع ہوا ہے۔ ایک صف کی مقدار تک چل کر صف کی خالی جگہ پر کرنے کی شریعت میں اجازت ہے۔ البتہ اگر دو صف کے فاصلہ پر کسی صف میں خالی جگہ ہے تو حالت نماز میں چل کر اسے بند کرنے نہ جائے کیونکہ یہ چلنا مشی کثیر ہو جائے گا اور نماز کی حالت میں دو صف کے فاصلہ جتنا چلنا منع ہے۔

(حلیہ از علامہ ابن امیر الحاج، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۶)

مسئلہ: اگر کسی صف میں آٹھ نو برس کا یا کوئی نابالغ لڑکا تنہا کھڑا ہو گیا ہے۔ یعنی مردوں کی صف کے بیچ میں کوئی ایک نابالغ لڑکا کھڑا ہو گیا ہے تو اسے حالت نماز میں ہٹا کر دور کرنا نہیں چاہیے۔ آج کل اکثر مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ اگر مردوں کی صف میں کوئی ایک نابالغ لڑکا کھڑا ہو گیا ہے تو اسے عین حالت نماز میں پیچھے کی صف میں دھکیل دیتے ہیں اور اس کی جگہ خود کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سخت منع ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ:۔

''سمجھ دار لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز خوب جانتا ہے اگر تنہا ہو تو اسے صف سے دور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا منع ہے۔ ''**فان الصلوٰۃ الصبی الممیز الذی یعقل الصلاۃ صحیحۃ قطعا و قد امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسد الفرج والتراص فی الصفوف و نہی عن خلافہ بنہی شہید**'' اور یہ بھی کوئی ضرور امر نہیں کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو۔ علماء اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں۔ درمختار میں ہے ''**لو واحدا دخل الصف**'' مراقی الفلاح میں ہے ''**ان لم یکن جمع من الصبیان**

يقوم الصبى بين الرجال" بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پہلے داخل نماز ہے۔اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے ہیں اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔یہ محض جہالت ہے۔اسی طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز نہ ہوگی غلط وخطا ہے۔جس کی کوئی اصل نہیں"۔ (فتاوی رجویہ، جلد ۳،ص ۳۱۸،اور ۳۸۱)

یہ مسئلہ اس صورت میں ہے کہ مردوں کی صف میں کوئی ایک بالغ لڑکا کھڑا ہو گیا ہو۔ لیکن پہلے سے صفوں کی ترتیب دیتے وقت مردوں کی صفیں مقدم رکھیں اور بچوں کی صفیں مردوں کی صفوں کے پیچھے رکھیں۔صف کی ترتیب دیتے وقت مردوں اور بچوں کو ایک صف میں کھڑا نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ: صف قطع کرنا حرام ہے۔حضور اقدس علیہ ارشاد فرماتے ہیں "من قطع صفا قطعه الله" یعنی "جو صف قطع کرے اسے اللہ قطع کرے۔ وہابی، نجدی، غیر مقلد، رافضی وغیرہ بد مذہب اگر صف کے درمیان کھڑا ہو گیا تو اس کے کھڑے ہونے سے فصل لازم آئے گا اور صف قطع ہوگی۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳،ص ۳۷۴، ۳۶۴)

مسئلہ: محلہ کی مسجد میں اہل محلہ نے اذان اور اقامت کیساتھ بروجہ سنت صحیح العقیدہ، متقی، مسائل داں اور صحیح خواں امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لی۔ پھر کچھ لوگ آئے اور وہ جماعت سے نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہیں تو بے اعادہ اذان یعنی دوسری مرتبہ اذان دیئے بغیر جماعت ثانیہ بالاتفاق مباح ہے اور جماعت ثانیہ صرف اقامت سے قائم کریں اور امام محراب سے ہٹ کر دائیں یا بائیں کھڑا ہو۔ان شرائط کے ساتھ مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ بلا کراہت جائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳،ص ۱۳۰،فتاوی رضویہ، جلد ۳،ص ۳۸۰،ص ۳۷۲،ص ۳۴۴، ۳۵۷)

مسئلہ: جدید اذان کے ساتھ جماعت ثانیہ قائم کرنی مکروہ تحریمی ہے اور جماعت ثانیہ کے امام کو جماعت اولی کے محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۷۹)

مسئلہ: جو مسجد شارع یا بازار یا مسافر خانہ یا اسٹیشن کی ہو کہ جس میں کوئی امام متعین نہیں ہوتا بلکہ اس میں جو لوگ نوبت بنوبت آئیں گے وہ نئی اذان اور اقامت اور محراب میں کھڑا ہو کر جماعت سے جتنی مرتبہ بھی نماز پڑھیں گے وہ تمام جماعتیں جماعت اولیٰ ہیں اگرچہ دس بیس جماعتیں ہو جائیں بلکہ ایسی مسجد میں ہر جماعت کیلئے جدید اذان اور جدید اقامت شرعاً مطلوب ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۰ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۴۰، ۳۸۰)

مسئلہ: مغرب کی نماز کے علاوہ باقی نمازوں میں اذان اور جماعت کے درمیان بحالت وسعت اتنا وقت ہونا مسنون ہے، کہ کھانے والا کھانا کھانے سے فارغ ہو جائے اور جسے قضائے حاجت کی ضرورت ہو وہ قضائے حاجت سے فراغت پائے اور طہارت و وضو کر کے جماعت میں شامل ہو سکے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۷۲)

مسئلہ: اگر کسی نے فرض پڑھ لئے ہیں اور مسجد میں جماعت ہوئی تو ظہر و عشاء میں ضرور شریک ہو جائے، اگر وہ تکبیر (اقامت) سن کر باہر چلا گیا یا وہیں بیٹھا رہا اور جماعت میں شریک نہ ہوا تو مبتلائے کراہت اور مبتلائے تہمت ترک جماعت ہوا۔ لیکن فجر، عصر اور مغرب میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ فجر اور عصر کے بعد نفل مکروہ ہے اور مغرب میں تین رکعت ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو۔ اگر مغرب کی جماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہوا اور چوتھی رکعت ملائی تو امام کی مخالفت کی کراہت لازم آئے گی اور اگر ویسے بیٹھا رہا تو کراہت مزید اشد ہوگی لہٰذا فجر، عصر اور مغرب کے وقت باہر چلا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۳، ص ۳۸۳)

مسئلہ: اگر کسی نے تنہا فرض شروع کر دیئے اور اس کے فرض شروع کرنے کے بعد جماعت قائم ہوئی اور اس تنہا پڑھنے والے نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اسے

شریعت مطہرہ حکم فرماتی ہے کہ نیت توڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ مغرب اور فجر میں تو جب تک دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نیت توڑ کر جماعت میں مل جائے اور باقی تین نمازوں یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں دو رکعت بھی پڑھ چکا ہو تو انہیں نفل ٹھہرا کر جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو، شریک جماعت ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۸۳)

مسئلہ: جس شخص نے ظہر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی ہو پھر دوسری جماعت قائم ہو تو نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو اور اگر دوبارہ بھی فرض کی نیت سے شامل ہوگا جب بھی نفل ہی ہوں گے۔ کیونکہ فرض کی تکرار نہیں ہو سکتی اور حدیث میں ہے ''**لا یصلی بعد صلاۃ مثلها**'' یعنی ''نماز (فرض) کے بعد اس کے مثل نہ پڑھا جائے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۵۲)

مسئلہ: نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ کیلئے اذان سنت مؤکدہ، شعائر اسلام اور قریب الوجوب ہے اور یونہی اقامت یعنی تکبیر بھی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۴۲۰)

مسئلہ: مسجد میں پانچوں وقت جماعت سے پہلے اذان سنت مؤکدہ قریب الوجوب ہے اور اس کا ترک بہت ہی برا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان دینا چھوڑ دیں تو میں ان پر جہاد کروں گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محلہ کی اذان ہمیں کفایت کرتی ہے۔ مسافر کو ترک اذان کی اجازت ہے لیکن اگر اقامت بھی ترک کرے گا تو مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۴۲۴)

مسئلہ: اقامت (تکبیر) کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ اگر تکبیر ہو رہی ہے اور کوئی شخص مسجد میں آیا تو وہ جہاں ہو، وہاں بیٹھ جائے اور جب مکبر ''**حی علی الفلاح**'' پر پہنچے اس وقت سب کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۴۱۹)

☆ ☆ ☆

تیرھواں باب

امامت کے مسائل

☆ امامت کی دو قسمیں ہیں۔(۱) امامت کبریٰ اور (۲) امامت صغریٰ

☆ امامت کبریٰ یعنی حضور اقدس ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور اقدس ﷺ کی نیابت کی وجہ سے وہ امام مسلمانوں کے دینی اور دینوی امور میں شریعت کے مطابق تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہے۔ جیسے خلفاء راشدین، حضرت سیدنا امام حسن، حضرت عمر بن عبدالعزیز وغیرہ اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہم۔

☆ اس وقت ہم امامت کبریٰ کے متعلق کچھ بیان نہیں کرتے بلکہ امامت صغریٰ کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔

☆ امامت صغریٰ یعنی نماز کی امامت، اور امامت نماز کے یہ معنی ہیں کہ دوسروں کی نماز کا اس کی نماز سے وابستہ ہونا یعنی وہ امام اپنی نماز کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی نماز پڑھائے۔

☆ مردوں کی امامت کرنے کیلئے امام ہونے کیلئے چھ شرطیں ہیں۔(۱) اسلام یعنی سنی صحیح العقیدہ ہونا، مرتد، منافق او بدمذہب امام نہیں ہوسکتا (۲) بلوغ یعنی بالغ ہونا۔ نابالغ امام بالغ مقتدیوں کی امامت نہیں کرسکتا (۳) عاقل ہونا یعنی اس کی عقل سلامت ہو۔ مجنون یا پاگل امام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (۴) مرد ہونا یعنی عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی۔ (۵) قرأت کرنے پر قدرت رکھتا ہو (۶) معذور نہ ہونا (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۰۹)

☆ عورتوں کی امامت کرنے کیلئے مرد ہونا شرط نہیں۔ عورت بھی عورتوں کی امامت کرسکتی ہے اگرچہ اس کی امامت مکروہ ہے۔
(عامہ کتب، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۰۹)

☆ نابالغوں کے امام کیلئے بالغ ہونا شرط نہیں۔ اگر نابالغ سمجھدار اور نماز، طہارت و امامت کے مسائل سے واقفیت رکھتا ہے تو، وہ نابالغوں کی امامت کرسکتا ہے۔
(ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۰)

امامت کے متعلق احادیث کریمہ:

حدیث: طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر تمہیں اپنی نمازوں کا قبول ہونا پسند ہو تو چاہیے کہ تمہارے علماء تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے واسطہ اور سفیر ہیں۔ تمہارے اور تمہارے رب عزوجل کے درمیان"
(بحوالہ فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۹۵)

حدیث: حاکم نے مستدرک میں روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز قبول فرمائے تو چاہیے کہ تمہارے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان"۔
(بحوالہ: فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۷۲)

حدیث: امام احمد اور ابن ماجہ حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "قیامت کی علامت سے ہے کہ باہم اہل مسجد امامت کو ایک دوسرے پر ڈالیں گے۔ کسی کا امام نہ پائیں گے کہ ان کو نماز پڑھادے"۔ (یعنی کسی میں امامت کی صلاحیت نہ ہوگی)

حدیث: امام ترمذی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین شخصوں کی نماز کانوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ

واپس آئے (۲) وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو (۳) کسی گروہ کا وہ امام کہ لوگ اس کی امامت سے کراہت کرتے ہوں''۔ (یعنی کسی شرعی قباحت کی وجہ سے)

حدیث: امام بخاری و امام مسلم وغیرہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جب کوئی اوروں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے (یعنی نماز بہت لمبی نہ پڑھائے) کہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھا ہوتا ہے اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے''۔ (یعنی جب اکیلا نماز پڑھے تب چاہے اتنی لمبی پڑھے)

حدیث: امام مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جو مقتدی امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا اور جھکاتا ہے اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں''۔

حدیث: امام بخاری اور امام مسلم وغیرہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کر دے''۔

ایک عبرت ناک اور عجیب واقعہ

مندرجہ بالا حدیث کے ضمن میں محدثین کرام سے منقول ہے کہ شارح صحیح مسلم شریف امام اجل حضرت ابو زکریا نووی رضی اللہ عنہ کی سماعت کیلئے ایک بڑے مشہور محدث شخص کے پاس دمشق گئے اور ان کے پاس بہت کچھ پڑھا مگر وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے۔ امام نووی نے ایک عرصہ تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا لیکن کبھی بھی ان کا چہرہ دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا۔ جب ایک عرصہ گزر ا اور اس محدث نے دیکھا کہ امام نووی میں واقعی علم حدیث کی طلب صادق ہے تو اس محدث نے اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دیا جب پردہ ہٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس محدث کا منہ (چہرہ) گدھے کا سا ہے۔ انہوں نے امام نووی سے فرمایا کہ صاحبزادے! نماز میں امام

پر سبقت کرنے سے ڈرو۔ کیونکہ جب یہ حدیث مجھ تک پہنچی تو میں نے اسے مستبعد جانا یعنی میں نے گمان کیا کہ امام پر سبقت کرنے سے گدھے جیسا منہ ہو جانا کیسے ممکن ہے؟ لہٰذا میں نے امام پر قصداً سبقت کی تو میرا چہرہ ایسا ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

امامت کے متعلق اہم وضروری مسائل:

مسئلہ: امامت کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو طہارت اور نماز کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اگرچہ باقی علوم میں پوری مہارت نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطورِ مسنون اور صحیح پڑھتا ہو۔ یعنی حروف اس کے مخارج سے صحیح طور پر ادا کرتا ہو اور مذہب وعقیدہ کی خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش وخلاف شریعت کاموں کے ارتکاب سے بچتا ہو۔ اس کے بعد وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے جو تجوید (قرأت) کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۳ ص ۱۱۵)

مسئلہ: اگر چند اشخاص مسائل طہارت ونماز کی معلومات اور تجوید کی مہارت میں یکساں ہوں تو وہ شخص امامت کا زیادہ حقدار ہے:۔

- جو زیادہ متقی ہو یعنی حرام تو حرام بلکہ شبہات سے بھی بچتا ہو۔ پھر:
- جو عمر میں زیادہ ہو یعنی جس کو اسلام میں زیادہ زمانہ گزرا۔ پھر:
- جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ پھر:
- زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ پھر:
- زیادہ خوبصورت۔ پھر:
- زیادہ حسب والا یعنی سادات خاندان میں سے جس کو شرف نسبی حاصل ہو۔ پھر:
- زیادہ نسب والا یعنی سادات خاندان کی شرافت میں سے ہو کہ ان کا زیادہ معزز اور شریف ہو۔ پھر:
- زیادہ صاحب مال کیونکہ اس کو کسی کی محتاجی نہیں ہوگی پرہیزگاری اور احکام شریعت کی بجا

آوری میں وہ کسی سے مرعوب اور خائف نہ ہوگا۔ بمقابل فقید المال شخص۔ پھر:

☆ زیادہ عزت والا یعنی اس کی دیانتداری، پرخلوص خدمات اور دیگر اخلاقی محاسن کی وجہ سے قوم جس کو عزّت کی نظر سے دیکھتی ہو اور عزّت کرتی ہو۔ پھر:

☆ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں یعنی صاف اور ستھرا رہتا ہو۔

الغرض! چند اشخاص مساوی صلاحیت کے ہوں تو اس میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو وہ زیادہ حقدار امامت ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے اور جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ امامت کرے یا ان میں سے جن کو جماعت منتخب کرے وہ امام ہو اور اگر جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام بنے اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ شخص کو امام بنایا تو برا کیا مگر گنہگار نہ ہوئے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۵)

مسئلہ: امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو سنی العقیدہ، صحیح القرأت اور مسائل طہارت و نماز سے اچھی طرح واقف ہو اور اس میں فسق وغیرہ کوئی ایسی قباحت کی بات نہ ہو کہ جس سے مقتدیوں کو نفرت ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۶۴)

مسئلہ: ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو ان میں سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں بہ نسبت دوسروں کے کم علم ہو مگر شرط یہ ہے کہ فاسق اور بد مذہب نہ ہو اور قرآن مجید پڑھنے میں حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور اگر حروف ایسے غلط ادا کرے کہ نماز فاسد ہوتی ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگرچہ عالم ہو۔

(درمختار، کافی، بحر الرائق، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۴۸)

مسئلہ: جس مسجد میں سنی صحیح العقیدہ امام معین ہو وہی امام امامت کا حقدار ہے اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم والا اور زیادہ تجوید جاننے والا ہو۔

(درمختار، بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۵)

مسئلہ: اگر مسجد کے معین امام میں فساد کی حد تک غلط قرآن خوانی یا بد مذہبی مثل وہابیت و غیر مقلدی یا فسق ظاہری جیسا کوئی خلل ایسا نہ ہو کہ جس کے باعث اسے امام

بنانا شرعاً ممنوع ہو تو اس مسجد کی امامت کا حقدار وہی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو اگرچہ وہ معین امام مسجد سے زیادہ علم و فضل رکھتا ہو۔ مسجد کے معین امام کی اجازت کے بغیر اسے امام بنانا شرعاً ناپسندیدہ اور خلاف حکم حدیث اور خلاف حکم فقہ ہے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۵۰، اور ۱۹۸)

مسئلہ: کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی شرعی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی مفاد یا کسی غیر شرعی رنجش کی وجہ سے ہے تو کراہت نہیں بلکہ اگر وہی احق (زیادہ حقدار) ہو تو اسی کو امام بنانا چاہیے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۶)

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور سنت کی مقدار سے زیادہ قرأت نہ کرے۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۶)

مسئلہ: نفل نماز پڑھنے والا فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرسکتا ہے، اگرچہ فرض نماز پڑھنے والا فرض کی پچھلی رکعتوں میں قرأت نہ کرے۔ (یعنی صرف سورۂ فاتحہ پڑھے) (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۶)

افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے والے کی امامت:

مسئلہ: سود خور فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز ناقص اور مکروہ تحریمی ہے۔ اگر سود خور کے پیچھے نماز پڑھ لی تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔ سود خور شخص کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ (مراقی الفلاح، درمختار، طحطاوی، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۵۱)

مسئلہ: بے عذر شرعی روزہ نہ رکھنے والا فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۵۸، ۲۵۷)

مسئلہ: جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکہ دینے والا یا جھوٹ بول کر لوگوں سے مال وصول کرنے والا فاسق ہے۔ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے بلکہ امامت سے معزول کردینا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۰۴)

مسئلہ: فحش گالیاں بکنے ولا، مسخرا، گالی کے ساتھ مذاق کرنے والا، ناچ دیکھنے والا، سود کا کاروبار کرنے والا شخص ہرگز امامت کے لائق نہیں۔ اس کو امام بنانا گناہ اور اس کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۰۸، ۲۱۷، ۲۵۵ اور ۲۶۹)

مسئلہ: نجومی (Astrologer)، رمال (Sooth Sayer) اور جھوٹے فال (Augural) دیکھنے والا بھی امامت کے لائق نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۶۶)

مسئلہ: بدمذہبوں کے یہاں علانیہ کھانا کھانے والا اور بدمذہبوں سے میل جول رکھنے والا فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۶۹)

مسئلہ: شبانہ روز میں بارہ (۱۲) رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ دو صبح سے پہلے، چار ظہر سے پہلے اور دو (۲) بعد میں، مغرب اور عشاء کے بعد دو (۲) دو (۲)۔ جو ان میں سے کسی کو ایک آدھ بار ترک کرے مستحق ملامت وعتاب ہے اور جو ان میں سے کسی کے ترک کا عادی ہے وہ گنہگار و فاسق و مستوجب عذاب ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

(غنیۃ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۰۱)

مسئلہ: فاسق امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اگر وہ فاسق معلن نہ ہو یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو اور اس کو وہ گناہ مشہور و معروف نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے اور اگر فاسق معلن ہے کہ علانیہ طور پر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہو یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرتا ہو تو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور اگر پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۵۳)

مسئلہ: اگر امام علانیہ فسق و فجور کرتا ہو اور دوسرا کوئی شخص امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہا نماز پڑھیں اور امام اگر کوئی گناہ چھپ کر کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور

اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۵۴)

مسئلہ: اگر کوئی امام کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا رہتا ہو اور پھر گناہ سے باز آ کر سچی توبہ کرے اور اپنی توبہ پر قائم رہے تو سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل نہیں رہتے۔ توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً حرج نہیں اور بعد توبہ اس پر گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ''عیر اخاہ بذنب تاب منہ لم یمت حتی یعملہ'' یعنی ''جو اپنے کسی مومن بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا اس وقت تک نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔'' اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کی ہے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حسن فرمایا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۵۵)

مسئلہ: جو داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہو وہ فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھی مکروہ تحریمی ہے اور پھیرنی واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۱۵، ۲۱۹ اور ۲۵۵)

معذور اور مبتلائے مرض امام کی امامت:

مسئلہ: اندھا شخص اگر تمام حاضرین میں سب سے زیادہ مسائل نماز کا جاننے والا ہو اور اس کے سوا دوسرا کوئی صحیح العقیدہ، صحیح القرأت اور غیر فاسق معلن حاضر جماعت نہ ہو اور وہ اندھا ہی سب سے زیادہ علم نماز و علم طہارت رکھتا ہو تو اس کی امامت افضل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۰۷)

مسئلہ: ایسا مبروص (کوڑھی) شخص یعنی جس کو سفید کوڑھ ہو اور اس کا تمام جسم عارضہ برص (کوڑھ) کی وجہ سے سفید ہو گیا ہو، ایسے برص والے امام کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۷۸)

مسئلہ: ایسا شخص کہ جس کو جذام (Leprosy) کا مرض ہو اور جذام نکلتا ہو تو اگر وہ

معذور کی حد تک پہنچ گیا ہو تو اس کے پیچھے صرف ایسی ہی بیماری والے کی جو اسی جیسی حالت رکھتا ہو نماز ہو جائے گی باقی لوگوں کو نماز اس جذامی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۱۵)

مسئلہ: توتلا یعنی وہ شخص جس کی زبان موٹی ہونے کی وجہ سے الفاظ صاف نہ نکلتے ہوں، اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔

(فتاویٰ خیریہ از علامہ خیر الدین رملی اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۷۵)

مسئلہ: ہکلا یعنی جس کی زبان میں لکنت ہو اور وہ رک رک کر بولتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت کے متعلق شریعت میں حسب ذیل تین حکم ہیں:۔

(۱) ایسا ہکلا کہ بولتے وقت اس کے منہ سے چند معین الفاظ (Certained Words) بے اختیار نکل جاتے ہیں مثلاً ک......ک......ک ☆ ......چ ......چ......چ ☆ پ ......پ......پ وغیرہ اور وہ بولنے میں یا کچھ پڑھنے میں جہاں رکتا ہے ان ہی حروف کی تکرار کرتا ہے یا گھبرا کر "ایں ایں" کرنے لگتا ہے، اس کے پیچھے نماز فاسد ہونے میں کوئی شک نہیں۔

(۲) ایسا ہکلا کہ وہ جس کلمہ (جملہ) پر رکتا ہے اور پھر جب بولتا ہے تو اسی اول حرف کی تکرار کرتا ہے۔ اس صورت میں اگر چہ وہ "ایں ایں" یا "چ چ چ" یا "ک ک ک" ایسا کوئی حرف خارج نہیں بولتا بلکہ جو کلمہ بولنا چاہتا ہے اس کلمہ کے پہلے حرف یا جز کو مکرر ادا کرتا ہے اور نماز میں اس طرح کے مکرر (Repeated) حروف تکرار کی وجہ سے لغو، مہمل اور خارج عن القرآن ہونے کی وجہ سے اس کی قرأت میں بے اختیار زائد حروف آ جاتے ہیں لہٰذا ایسے ہکلے کے پیچھے بھی نماز فاسد ہے۔

(۳) ایسا ہکلا کہ ہکلاتے وقت وہ اپنے منہ سے کوئی حرف غیر یا حرف زائد نہیں نکالتا اور نہ ہی اسی حروف کی تکرار کرتا ہے بلکہ بولتے بولتے صرف رک جاتا ہے اور پھر جب بولتا ہے تو حروف ٹھیک ادا کرتا ہے۔ ایسے ہکلے شخص کی اقتداء میں نماز

درست ہے۔

(ردالمحتار، درمختار، نورالایضاح، مراقی الفلاح، ہندیہ، غنیۃ اور فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۷۶)

جس کی بیوی بے پردہ نکلتی ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ: جس شخص کی زوجہ (بیوی) بے پردہ نکلتی ہو اور وہ شخص قدرت اور طاقت ہونے کے باوجود اپنی عورت کو بے پردہ نکلنے سے نہیں روکتا وہ شخص فاسق ہے۔ اس کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے نہ پڑھی جائے اور اگر پڑھ لی تو اعادہ ضروری ہے۔ (غنیۃ، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۷۷، ۱۹۰)

مسئلہ: آزاد عورت (یعنی جو باندی نہ ہو) کو لوگوں کے سامنے سر کھولنا بھی حرام ہے۔ وہ عورتیں جو کھلے سر اور بے پردہ گھومتی ہیں فاسقہ ہیں اور شوہر پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو فسق سے روکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا"

یعنی "اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے"۔

اور رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں۔

"کلکم راع و کلکم مسئول من رعیته"

یعنی "تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو اور ہر حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے باب میں سوال ہوگا" تو جو مرد اپنی عورت کو بے پردہ نکلنے سے منع نہیں کرتا، خود بھی فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے۔ (ردالمحتار، غنیۃ، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۸۸)

مسئلہ: عورت اگر کسی نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال اور گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ مذکورہ اعضاء سے کوئی حصہ اس میں سے چمکے (دکھائی دے) تو یہ بالاجماع حرام ہے اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے شوہر اگر اس پر

راضی ہوں یا حسب مقدرت بندوبست نہ کریں یعنی حسب قدرت نہ روکیں تو دیوث ہیں اور ایسوں کو امام بنانا گناہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۰۱، ص ۲۵۸)

مسئلہ: جس کی بیوی عام عورتوں کی طرح بے پردہ پھرتی ہو اور شوہر کو معلوم ہے اور وہ باوصف قدرت منع نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۹۷، ۲۱۰)

مسئلہ: اگر وہ شخص اپنی بیوی کو حد قدرت تک روکتا ہے اور منع کرتا ہے لیکن وہ نہیں مانتی تو ان صورتوں میں شوہر پر کچھ الزام نہیں اور اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہوسکتی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۹۳)

امامت کے تعلق سے متفرق مسائل:

مسئلہ: امام کیلئے خوش الحانی سے قرأت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ صحیح مخارج کے ساتھ قرأت پڑھنا ضروری ہے اور جو امام کیلئے خوش الحانی سے پڑھنے کو ضروری وشرط بتائے وہ شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے بلکہ خوش الحانی بعض اوقات مضر (نقصان دہ) ہوتی ہے کہ اس کے سبب آدمی اتراتا ہے یا کم از کم اتنا ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع کے بدلے اپنے کو خوش الحان بنانے کا خیال رہتا ہے۔

(عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۹۵)

مسئلہ: دیوبندی عقیدے والے کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ نماز ہوگی ہی نہیں۔ فرض سر پر باقی رہے گا اور دیوبندی امام کی اقتداء کرنے کا شدید گناہ عظیم ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۳۵)

مسئلہ: وہابی نجدی عقیدے والے قطعاً بے دین ہیں اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۴۰)

مسئلہ: غیر مقلد امام کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ ہرگز نہ ہوگی اور پڑھنے والے کے سر
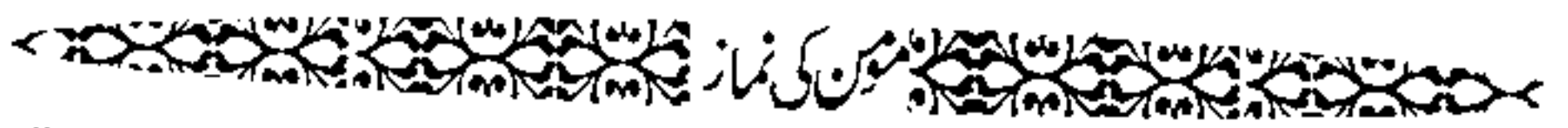
پر گناہ عظیم ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر غیر مقلد سینوں کی جماعت میں شریک ہوگا تو اس کی شرکت سے صف قطع ہوگی کیونکہ اس کی نماز نماز نہیں۔ وہ ایک بے نمازی شخص کی حیثیت سے صف کے درمیان کھڑا ہوگا اور یہ صف کا قطع ہے اور صف کا قطع ناجائز ہے۔ لہٰذا بد مذہبوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے بھی حدیث شریف میں منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۶۴ وغیرہ)

☆ ☆ ☆

چودھواں باب

مقتدی کے اقسام واحکام

☆ امام کی اقتداء میں جماعت سے نماز پڑھنے والے کو مقتدی کہتے ہیں۔

☆ مقتدی کی کل چار قسمیں ہیں (۱) مدرک (۲) لاحق (۳) مسبوق اور (۴) لاحق مسبوق۔

☆ اب ہم ہر قسم کے مقتدی کی تفصیل اور اس کے متعلق شرعی احکام پر گفتگو کریں گے۔

اقسام مقتدی:۔

(۱) مدرک — اس مقتدی کو کہتے ہیں جس نے اول رکعت سے قعدۂ اخیر تک یعنی امام کے سلام پھیرنے تک امام کے ساتھ نماز پڑھی ہو اگرچہ اسے تکبیر اولی نہ ملی ہو اور وہ پہلی رکعت کے رکوع میں یا رکوع سے پہلے شامل ہوا ہو۔

☆ مدرک امام کے ساتھ سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کرے گا۔

(۲) لاحق — اس مقتدی کو کہتے ہیں جس نے پہلی رکعت سے امام کی اقتداء میں نماز شروع کی لیکن اقتداء کرنے کے بعد کسی وجہ سے اس کی کل یا بعض رکعتیں فوت ہو گئیں۔ خواہ وہ رکعتیں کسی عذر کی وجہ سے فوت ہوئی ہوں۔ جیسے:

☆ غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع وسجود کرنے نہ پایا۔

☆ نماز میں اسے حدث ہو گیا یعنی وضو ٹوٹ گیا۔

☆ مقیم مقتدی نے مسافر امام کی چار رکعت والی نماز یعنی ظہر، عصر یا عشاء میں اقتداء کی اور امام نے مسافر ہونے کی وجہ سے دو رکعت پر سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کر دی۔

☆ امام کے سلام پھیرنے کے بعد لاحق مقتدی اپنی فوت شدہ یا بقیہ رکعتیں اکیلے نماز پڑھ کر پوری کرے گا۔

(۳) مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جس کو شروع میں کچھ رکعتیں نہ ملیں یعنی وہ کچھ رکعتیں پوری ہو جانے کے بعد جماعت میں شامل ہوا۔

☆ مسبوق امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کرے گا۔

(۴) لاحق مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو مقتدی مقیم ہو اور اس نے مسافر امام کی اقتداء کی ہو لیکن اس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت سے اقتداء نہ کی ہو۔

☆ اس صورت میں وہ مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی نماز لاحق اور مسبوق دونوں اعتبار سے پوری کرے گا۔

مذکورہ چار اقسام میں سے قسم اول مدرک مقتدی کے متعلق بہت تفصیلی مسائل درکار نہیں کیونکہ اس کا معاملہ بہت آسان ہے کہ شروع سے امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہوا اور آخر تک جماعت میں شامل رہتے ہوئے امام کے ساتھ سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کی۔ اور دوران نماز امام کی متابعت کرتا رہا اور انفرادی طور سے اسے ایک رکعت پڑھنے کی بھی ضرورت نہ ہوئی لیکن قسم دوم، سوم اور چہارم کے مقتدی یعنی لاحق، مسبوق اور لاحق مسبوق کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد انفرادی طور پر اپنی باقی یا فوت شدہ رکعتیں پڑھنی پڑتی ہیں اور وہ رکعتیں کس طرح پڑھنی چاہیے اس کے متعلق ہر قسم کے مقتدی کیلئے الگ الگ احکام و مسائل ہیں۔ لہٰذا ان مسائل کو ہر قسم کے مقتدی کے عنوان کے ضمن میں بیان کئے جاتے ہیں۔

لاحق مقتدی کے متعلق ضروری مسائل:

مسئلہ: لاحق مقتدی اپنی نماز پڑھتے وقت مدرک کے حکم میں ہے یعنی جب وہ اپنی فوت شدہ نماز پڑھے گا تو اس میں نہ قرأت کرے گا اور نہ سہو ہونے پر سجدہ سہو کرے

گا۔ (درمختار، ردالمحتار، بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۳۵)

مسئلہ: مقیم مقتدی نے چار رکعت والی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں مسافر امام کی اقتداء کی۔ مسافر امام نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ اب یہ مقتدی، دو رکعت بحیثیت لاحق پڑھے گا اور ان دونوں رکعتوں میں مطلق قرأت نہیں کرے گا یعنی حالت قیام میں کچھ نہ پڑھے گا بلکہ اتنی دیر کہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے محض خاموش کھڑا رہے گا۔

(درمختار، ردالمحتار، بہارشریعت، حصہ ۴، ص ۱۸۲، فتاویٰ رجویہ، جلد ۳، ص ۳۹۵)

مسبوق مقتدی کے متعلق ضروری مسائل:

مسئلہ: مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھے گا تب قیام میں قرأت کرے گا اور اس میں سہو ہو تو سجدہ سہو بھی کرے گا۔

(ردالمحتار، بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۳۶)

مسئلہ: مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ اگر پہلے ثنا نہ پڑھی تھی کیونکہ امام بلند آواز سے قرأت کر رہا تھا۔ یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے ثنا نہ پڑھی تھی تو اب پڑھ لے اور قرأت سے پہلے تعوذ (اعوذ) بھی پڑھ لے۔

(عالمگیری، درمختار، بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۶)

مسئلہ: مسبوق نے امام کو رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں پایا تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کہے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا شامل ہو۔ اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

(عالمگیری، بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۶)

مسئلہ: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی نماز شروع کی تو اس کی پہلی رکعت حق قرأت اول قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری،

تیسری، چوتھی جو بھی شمار میں آئے۔ اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے حسب ذیل مثالیں ذہن نشین کر لیں:۔

(۱) کسی مسبوق مقتدی کو چار رکعت والی نماز یعنی ظہر، عصر یا عشاء کی صرف ایک رکعت ہی ملی یعنی وہ شخص چوتھی رکعت میں جماعت میں شامل ہوا، تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ تین رکعتیں حسب ذیل ترتیب سے پڑھے گا:۔

''امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اگر کسی وجہ سے ثنا نہ پڑھی تھی تو اب پڑھ لے اور اگر پہلے ثنا پڑھ چکا ہے تو صرف ''اعوذ'' سے شروع کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع اور سجود کر کے قعدہ میں بیٹھے اور قعدہ میں صرف ''التحیات'' پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھر دوسری رکعت میں ''الحمد'' (سورۂ فاتحہ) اور سورت دونوں پڑھے ارر رکوع و سجود کر کے بغیر قعدہ کئے ہوئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں صرف الحمد شریف پڑھ کر رکوع و سجود کر کے قعدۂ اخیرہ کر کے نماز تمام کرے۔

(درمختار، بہار شریعت، حصہ ۳،ص ۱۳۶ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۳۹۳، ۳۹۶)

(۲) کسی کو مغرب کی نماز میں صرف ایک ہی رکعت ملی یعنی وہ شخص مغرب کی تیسری رکعت میں جماعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ دو رکعت حسب ذیل ترتیب سے پڑھے گا:۔

''امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت دونوں پڑھ کر رکوع و سجود کر کے قعدہ میں بیٹھے اور قعدہ میں صرف ''التحیات'' پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھر دوسری رکعت میں الحمد شریف اور سورت پڑھ کر رکوع و سجود کر کے قعدۂ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے۔

(درمختار، ردالمحتار، غنیۃ، خلاصہ، بہار شریعت، حصہ ۳،ص ۱۳۶ اور فتاویٰ رضویہ، ۳،ص ۳۹۲)

مسئلہ: مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدہ سہو نہیں کرنا ہے۔

(درمختار، بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۷)

مسئلہ: مسبوق اپنی فوت شدہ نماز پڑھتے وقت جہر (بلند آواز) سے قرأت نہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۹)

مسئلہ: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً یہ خیال کر کے سلام پھیرا کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بھول کر سلام پھیرا تو اس کی دو صورتیں ہیں:۔

(۱) اگر امام کے ذرا بعد میں سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے۔

(۲) اگر امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا تو سجدہ سہو لازم نہیں۔

(درمختار، ردالمحتار، بہارشریعت، جلد ۳، ص ۱۳۸)

مسئلہ: مسبوق سلام میں امام کی متابعت نہ کرے۔ اگر مسبوق نے اپنے جہل سے یہ سمجھ کر کہ مجھے شرعاً سلام میں بھی امام کی اتباع کرنی چاہیے اور قصداً سلام پھیرا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر سہواً سلام پھیر دیا اور یہ سلام امام کے سلام سے پہلے یا معاً اس کے ساتھ ساتھ بغیر تاخیر کے تھا تو سجدہ سہو بھی اپنی نماز کے آخر میں نہیں کرنا ہوگا۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۴۹ و ص ۶۴۳)

مسئلہ: امام کے ساتھ جماعت سے پڑھی ہوئی نماز کے قعدۂ اخیرہ میں مسبوق صرف ''التحیات'' پڑھے۔ التحیات ختم ہونے پر شہادتین کی تکرار کرے۔ (یعنی بار بار پڑھے) اور اگر ''السلام علیک'' سے ترار کرے تب بھی کوئی ممانعت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۴)

لاحق مسبوق مقتدی کے متعلق ضروری مسائل:

مسئلہ: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان رکعتوں کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان رکعتوں میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے اور جن رکعتوں میں مسبوق ہے ان کو منفرد کی ترتیب سے پڑھے اور ان رکعتوں

میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے۔ (درمختار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۸)

مسئلہ: جن رکعات میں وہ لاحق ہے ان رکعات میں مطلعاً قرأت نہ کرے کیونکہ لاحق حکماً مقتدی ہے اور مقتدی کو قرأت ممنوع ہے۔

(درمختار، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۶)

مسئلہ: لاحق مسبوق مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی نماز پڑھے تب اس بات کا خاص طور سے التزام کرے کہ جو رکعتیں بطور لاحق پڑھنی ہیں ان رکعتوں کو پہلے پڑھے اور جن رکعتوں کو بطور مسبوق پڑھنی ہیں، وہ رکعتیں بعد میں پڑھے۔ (بحرالرائق، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۸)

''ایک بہت ہی ضروری مسئلہ''

☆ چار رکعت والی نماز یعنی ظہر، عصر یا عشاء میں مقیم مقتدی نے مسافر امام کی اقتداء میں ایک رکعتیں پائی یعنی وہ مقتدی دوسری رکعت میں شامل ہوا۔ امام دو (۲) رکعت قصر پڑھ کر سلام پھیر دے گا۔ اب اس مقتدی کے ذمہ تین رکعتیں ادا کرنا باقی ہے۔ ان تین رکعتوں میں سے دو رکعتیں بحیثیت لاحق اور ایک رکعت بحیثیت مسبوق ادا کرے گا اور ان تین رکعتوں کو حسب ذیل ترتیب سے ادا کرے گا:

''پہلے ایک رکعت بلا قرأت ادا کرے یعنی حالت قیام میں سورۂ فاتحہ اور سورت مطلق نہ پڑھے بلکہ اتنی دیر کہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے محض خاموش کھڑا رہے اور رکوع و سجود کر کے قعدہ کرے اور قعدہ میں صرف ''التحیات'' پڑھ کر کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ رکعت مقتدی کی دوسری رکعت تھی۔ پھر دوسری رکعت بھی بلا قرأت پڑھ کر قعدہ کرے اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ یہ رکعت اگرچہ اس مقتدی کی تیسری رکعت ہے لیکن امام کے حساب سے چوتھی رکعت

ہے اور لاحق مقتدی پر لازم ہے کہ وہ فوت شدہ نماز کو امام کی ترتیب پر ادا کرے۔ پھر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے اور قیام میں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع وسجود کر کے قعدہ اخیرہ کرے اور اس قعدہ اخیرہ میں تشہد (التحیات) اور درود اور دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیرے''۔

الحاصل:۔

☆ ان تینوں رکعتوں میں ہر رکعت پر قعدہ کرے۔ یعنی تین رکعت میں تین قعدے کرے۔

☆ پہلی اور دوسری رکعت بحیثیت لاحق ادا کرے گا لہٰذا پہلی اور دوسری رکعت میں مطلق قرأت نہ کرے بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے وقت کی مقدار محض خاموش رہے۔

☆ تیسری رکعت بحیثیت مسبوق ادا کرے گا لہٰذا اس میں الحمد شریف اور کوئی سورت پڑھے۔

☆ پہلی اور دوسری رکعت کے بعد جو قعدہ کرے اس میں التحیات کے سوا کچھ نہ پڑھے اور التحیات پڑھنے کے بعد فورا کھڑا ہو جائے۔ التحیات کے بعد درود ابراہیم نہ پڑھے۔

☆ تیسری رکعت کے بعد جو قعدہ کرے گا وہ قعدۂ اخیرہ کے حکم میں ہے لہٰذا اس میں التحیات درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیرے۔

(درمختار، ردالمحتار، خلاصۃ الفتاویٰ، فتاویٰ ہندیہ، مجمع الانہر، غنیتہ، بحرالرائق، بحوالہ: فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۳، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶ اور ص ۳۹۸)

نوٹ:۔ یہ مسئلہ بہت ہی اہم وضروری ہے۔ اس مسئلہ میں عوام تو عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے حضرات بھی غلطی کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مذکورہ تین رکعت پڑھنے میں پہلی اور تیسری رکعت پر قعدہ کرتے ہیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کرتے یعنی ان تینوں رکعت میں دو قعدے کرتے ہیں، جب کہ بحکم فقہائ

تینوں رکعت میں ہر رکعت پر قعدہ کرنا لازمی ہے۔ س

مسئلہ: اگر چار رکعت والی نماز میں مقیم مقتدی نے مسافر امام کی اقتداء اس طرح کی کہ اس کو قعدۂ اخیرہ ہی ملا۔ تو اب وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر چار رکعتیں حسب ذیل ترکیب سے ادا کرے:۔

"پہلے دو رکعتیں بحیثیت لاحق اس طرح پڑھے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں حالت قیام مین مطلق قرأت نہ کرے بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے وقت کی مقدار خاموش کھڑا رہے۔ دو رکعتیں پڑھنے کے بعد قعدہ کرے اور اس قعدہ میں صرف "التحیات" (تشہد) پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھر دو رکعت بحیثیت مسبوق ادا کرے یعنی تیسری اور چوتھی رکعت میں حالت قیام میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اور چوتھی رکعت پر قعدۂ اخیرہ مع التحیات و درود دعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر کر نماز پوری کرے"۔

(درمختار، منیۃ المصلی، مجمع الانہر، بحوالہ: فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۵)

نوٹ:۔ اس مسئلہ میں بھی بہت سے حضرات غلطی کرتے ہیں۔ شروع کی دو رکعتوں میں یعنی پہلی اور دوسری رکعت میں قرأت پڑھتے ہیں اور تیسری اور چوتھی رکعت میں خاموش کھڑے رہتے ہیں یعنی پہلی اور دوسری رکعت بحیثیت مسبوق اور چوتھی رکعت بحیثیت لاحق ادا کرتے ہیں لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ شروع کی دو رکعت بحیثیت لاحق اور بعد کی دو رکعت بحیثیت مسبوق ادا کرنی چاہیے۔

تمام اقسام کے مقتدیوں کیلئے ضروری مسائل:

مسئلہ: امام رکوع میں ہے اور مقتدی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے تو صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں مل سکتا ہے۔ ہاتھ باندھنے کی اصلاً حاجت نہیں۔ صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شامل ہونے سے سنت یعنی تکبیر رکوع فوت ہو گئی۔ لہٰذا چاہیے کہ سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہے اور اگر ثنا پڑھنے کی

فرصت نہ ہو یعنی یہ احتمال ہو کہ اگر ثنا پڑھتا ہوں تو امام رکوع سے سر اٹھالے گا، تو ایسی صورت میں ثنا نہ پڑھے بلکہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ فوراً دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر مقتدی کو امام کی عادت معلوم ہے کہ رکوع میں دیر لگاتا ہے اور میں ثنا پڑھ کر بھی شامل ہو جاؤں گا تو ثنا پڑھ کر رکوع کی تکبیر کہتا ہوا شامل ہو یہ سنت ہے۔ اور تکبیر تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہنی فرض ہے۔ بعض ناواقف جو یہ کرتے ہیں کہ امام رکوع میں ہے اور یہ جناب جھکے ہوئے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے شامل ہو گئے۔ اگر اتنا جھکے ہوئے ہیں کہ تکبیر تحریمہ ختم کرنے سے پہلے ہاتھ پھیلائے (دراز کرے) تو ہاتھ گھٹنے تک پہنچ جائیں تو نماز نہ ہو گی۔ اس بات کا خیال رکھنا لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۴)

مسئلہ: قعدۂ اولیٰ میں امام تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور بعض مقتدی تشہد پڑھنا بھول گئے اور امام کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو جس نے تشہد نہیں پڑھا تھا وہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر امام کی متابعت کرے اگرچہ رکعت فوت ہو جائے۔
(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۹)

مسئلہ: مقتدی نے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے ہی امام رکوع یا سجدہ میں پہنچ گیا تو مقتدی کا رکوع یا سجدہ ہو گیا مگر مقتدی کا ایسا کرنا حرام ہے۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۴۰)

مسئلہ: کسی مقتدی نے امام سے پہلے کوئی فعل اس طرح کیا کہ امام بھی اس فعل میں ملا مثلاً مقتدی نے امام کے رکوع کرنے سے پہلے رکوع کر دیا لیکن مقتدی ابھی رکوع ہی میں تھا کہ امام رکوع میں آ گیا اور دونوں کی رکوع میں شرکت ہو گئی۔ یہ صورت اگرچہ سخت ناجائز اور ممنوع ہے اور حدیث میں اس پر شدید وعید وارد ہے مگر اس صورت میں بھی نماز ہو جائے گی جبکہ مقتدی اور امام کی رکوع میں مشارکت ہو جائے اور اگر امام ابھی رکوع میں نہ آنے پایا تھا اور مقتدی نے سر اٹھالیا اور پھر مقتدی نے امام کے ساتھ یا بعد میں اس فعل کا اعادہ نہ کیا تو مقتدی

کی نماز اصلاً نہ ہوئی کہ اب فرض متابعت کی کوئی صورت نہ پائی گئی تو فرض ترک ہوا اور نماز باطل ہوگئی۔ (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۸)

مسئلہ: پانچ چیزیں وہ ہیں کہ اگر امام اسے نہ کرے اور چھوڑ دے تو مقتدی بھی اُسے نہ کرے اور امام کا ساتھ دے (۱) تکبیرات عیدین (۲) قعدہ اولیٰ (۳) سجدہ تلاوت (۴) سجدہ سہو اور (۵) دعائے قنوت جبکہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔ (عالمگیری، صغیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۹)

مسئلہ: امام نے دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ نہ کیا تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہونے جارہا ہے تو جب تک امام سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو مقتدی قعدہ اولیٰ ترک نہ کرکے اور امام کی متابعت نہ کرے بلکہ اسے لقمہ دے کر بتائے تاکہ وہ قعدہ میں واپس آجائے۔ اگر واپس آگیا تو ٹھیک ہے اور اگر واپس نہ آیا اور سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب مقتدی امام کو نہ بتائے ورنہ مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس صورت میں مقتدی قعدہ چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۳۹)

مسئلہ: جب امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر پورا کھڑا ہو جائے تو اب مقتدی امام کو بیٹھنے کا اشارہ نہ کرے۔ (یعنی لقمہ نہ دے) ورنہ ہمارے امام کے مذہب پر مقتدی کی نماز جاتی رہے گی کہ پورا کھڑا ہونے کے بعد امام کو قعدہ اولیٰ کی طرف لوٹنا جائز تھا تو اب مقتدی کا بتانا (لقمہ دینا) محض بے فائدہ رہا اور اپنے اصلی حکم کی رو سے اب مقتدی کا بتانا نماز میں کلام کرنا ٹھہر کر مفسد نماز ہوا۔

(بحرالرائق، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۴)

مسئلہ: چار چیزیں وہ ہیں کہ امام کرے تو بھی مقتدی نہ کرے اور امام کا ساتھ نہ دے (۱) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا (۲) عیدین کی نماز میں چھ سے زیادہ تکبیریں کہیں (۳) نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں (۴) قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد زائد رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کے ساتھ کھڑا نہ ہو بلکہ امام کے واپس

لوٹنے کا انتظار کرے اگر امام پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو مقتدی اس کا ساتھ دے اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے اور امام کے ساتھ ہی سجدہ سہو بھی کرے اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا اور قعدہ میں نہیں لوٹا تو مقتدی تنہا سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کرلے اور اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی اگر چہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۴۰)

☆ رکوع یا سجود میں مقتدی نے امام سے پہلے سر اٹھالیا اور امام ابھی رکوع یا سجدہ میں ہے تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے اور یہ دو رکوع یا دو سجدے شمار نہ ہوں گے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، جلد ۳، ص ۱۳۹)

پندرہواں باب

سجدۂ سہو کا بیان

☆ ہر نمازی سے نماز پڑھتے وقت کبھی کبھی ایسی غلطی ہو جاتی ہے کہ نماز نا تمام اور نادرست ہو جاتی ہے۔ نماز میں پیدا شدہ اس نقص کو سجدہ سہو سے دور کیا جاسکتا ہے۔

☆ غلطی کی وجہ سے پیدا شدہ نقص سجدہ سہو کر لینے سے دور ہو جاتا ہے اور نماز درست ہو جاتی ہے۔

☆ جن غلطیوں کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) نماز میں جو کام واجب ہیں ان میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ واجب چھوٹ جائیں۔

(۲) کسی واجب کے ادا کرنے میں تاخیر ہو۔

(۳) کسی واجب میں کوئی فرق واقع ہو۔ یعنی بالترتیب طے شدہ افعال نماز کو خلاف ترتیب ادا کرنا۔

(۴) کسی فرض/رکن کے ادا کرنے میں تاخیر (دیر) ہو۔

(۵) کسی فرض/رکن کو وقت سے پہلے ادا کر لینے سے۔

(۶) کسی فرض/رکن کو مکرر (دوبارہ) یا زائد ادا کرنے سے مثلاً دو رکوع یا تین سجدے کر لئے۔ (بہار شریعت، جلد ۴، ص ۵۰)

☆ مندرجہ بالا غلطیاں اگر سہواً (بھول کر) ہوئی ہیں، تو ہی سجدہ سہو سے اس غلطی کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اگر کسی نے عمداً یعنی جان بوجھ کر غلطی کی ہے تو اب سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ نماز کو پھیرنا یعنی دوبارہ پڑھنا ہوگا۔ (درمختار)

☆ اگر نماز کا کوئی فرض چھوٹا ہے، چاہے سہواً (بھول کر) چاہے عمداً (جان بوجھ کر) چھوٹا ہے۔ سجدۂ سہو سے ہرگز اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ نماز ہر حال میں فاسد ہو گی۔ اس کو از سر نو پڑھنی ہوگی۔

☆ جن صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ (فتاوٰی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۶)

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ:

☆ سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرنا اور پھر التحیات، درود ابراہیم وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرنا چاہیے۔ (عامہ کتب فقہ، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۴۹)

☆ سجدہ سہو ایک سلام کے بعد چاہیے۔ دوسرا سلام پھیرنا منع ہے۔ یہاں تک کہ اگر دونوں طرف قصداً سلام پھیر دیئے تو سجدۂ سہو ادا نہ ہوگا اور نماز پھیرنا واجب رہے گا۔ (درمختار، ردالمحتار اور فتاوٰی رجویہ، جلد ۳، ص ۶۳۸)

☆ سجدہ سہو کرنے کے بعد جو قعدہ ہے اس میں بھی التحیات پڑھنا واجب ہے۔ اس قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر بھی سلام پھیر سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھے۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۰)

سجدۂ سہو کے متعلق اہم وضروری مسائل:

مسئلہ: فرض اور نفل دونوں نمازوں میں سجدہ سہو کے واجب ہونے کا ایک ہی حکم ہے یعنی نفل نماز میں بھی کوئی واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔
(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۵۰)

مسئلہ: سجدہ سہو اس وقت واجب ہے کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر وقت میں گنجائش نہ ہو مثلاً نماز فجر میں غلطی ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوا۔ نمازی نے پہلا

سلام پھیرا اور سجدہ سہو نہ کیا تھا کہ آفتاب طلوع ہو گیا تو سجدہ سہو ساقط ہو گیا۔

(ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۴۹)

مسئلہ: جمعہ وعیدین کی نماز میں اگر سجدہ سہو واجب ہوا تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے کیونکہ اگر امام سجدہ سہو کرتا ہے اور مجمع کثیر ہے تو مقتدیوں کی کثرت کی وجہ سے خبط وافتتان کا اندیشہ ہے یعنی مقتدیوں میں گڑبڑی پھیلنے اور فتنہ ہونے کا اندیشہ ہو تو علمائے کرام نے سجدہ سہو کے ترک کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ جمعہ کی نماز میں سجدہ سہو ترک کرنا اولیٰ یعنی بہتر ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ا، ص ۵۳، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۸۹)

مسئلہ: تعدیل ارکان مثلاً قومہ یا جلسہ بھول جانے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۰)

مسئلہ: اگر ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو بھی صرف ایک مرتبہ ہی سجدہ سہو کرنا کافی ہے۔

(ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۰)

مسئلہ: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہے تو اس واجب کے ترک ہونے سے سجدہ سہو واجب نہیں مثلاً قرآن مجید ترتیب کے مواقف پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے، واجبات نماز سے نہیں لہٰذا اگر کسی نے نماز میں خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھا تو تلاوت کا واجب ترک ہوا۔ اس لئے سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(ردالمحتار، بہار شریعت، صحہ ۴، ص ۴۹)

مسئلہ: اگر کسی نے نماز میں بھول کر خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھا تو نماز میں حرج نہیں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر قصداً خلاف ترتیب پڑھا تو سخت گنہگار ہو گا لیکن نماز پھر بھی ہو گئی اور سجدہ سہو کی اب بھی ضرورت نہیں۔ ترتیب الٹا کر نماز میں قرآن مجید پڑھنا حرام ہے لہٰذا اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۲، ص ۶۳۷، ص ۸۸)

قرأت کی وہ غلطیاں جن کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہے:

مسئلہ: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت و نفل نماز کی کسی بھی رکعت میں سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کی ایک آیت بھی بھول گیا یا سورت سے پہلے دو مرتبہ الحمد شریف پڑھی یا الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانا بھول گیا یا الحمد شریف سے پہلے سورت پڑھی اور الحمد شریف کو بعد میں پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

(درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۰ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۳، ۱۳۴)

مسئلہ: الحمد شریف پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی، تو اگر بقدر ایک آیت پڑھ چکا تھا پھر یاد آیا تو الحمد شریف پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ سہو واجب ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ: اگر الحمد شریف پڑھنا بھول گیا اور صورت سورت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور اسے رکوع میں یا رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد یاد آیا تو الحمد شریف پڑھ کر پھر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(عالمگیری)

مسئلہ: کسی نے بقدر فرض قرأت کی تو مگر بقدر واجب قرأت نہ کی اور رکوع میں چلا گیا یعنی جس رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی سورت کا ملانا لازمی تھا یعنی واجب تھا اس میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی اور سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا تو حکم یہی ہے کہ رکوع سے لوٹے اور پھر سے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سورت ملا کر پھر دوبارہ رکوع کرے اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اس صورت میں اگر دوبارہ رکوع نہ کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ پہلا رکوع ساقط ہو گیا۔

(ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۱)

مسئلہ: بھول کر فرض کی پچھلی رکعتوں میں یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی تیسری و چوتھی رکعت

میں اور مغرب کی تیسری رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملائی تو سجدہ سہو نہیں بلکہ اگر قصداً بھی سورت ملائی تو بھی حرج نہیں مگر امام کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔ یونہی اگر پچھلی رکعتوں میں الحمد شریف نہ پڑھی تو بھی سجدہ سہو نہیں۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۱، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۷)

مسئلہ: نماز میں قیام کے سوا رکوع و سجود و قعود میں کسی جگہ قرآن کی کوئی آیت یہاں تک کہ بسم اللہ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ اگر رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں قرآن کی کوئی آیت پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۱، اور فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۳۴)

مسئلہ: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کا نماز میں ادا کرنا اور فی الفور (یعنی فوراً) ادا کرنا واجب ہے۔ اگر سجدہ تلاوت کرنا بھول گیا یا تین آیت کے پڑھنے کے وقت کی مقدار جتنی یا زیادہ دیر کی تو سجدۂ تلاوت بھی کرے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

(عالمگیری، درمختار، غنیۃ، ردالمحتار، بہار شریعت، جلد ۴، ص ۵۱ اور فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۵۳)

مسئلہ: اگر امام نے ان رکعتوں میں کہ جن میں قرأت آہستہ آواز سے کرنا واجب ہے مثلاً ظہر و عصر کی سب رکعات اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی پچھلی دو میں سے کسی بھی رکعت میں بھول کر بلند آواز سے قرآن عظیم پڑھا اور اس کی کم از کم مقدار کہ جس سے فرض قرأت ادا ہو جائے اور وہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب میں ایک آیت ہے یعنی اگر صرف ایک آیت جتنا بھول کر بلند آواز سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر قدر قصداً (جان بوجھ) کر بہ آواز بلند پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے۔

(غنیۃ، تنویر الابصار، بحر الرائق، ہدایہ، تتارخانیہ، عنایہ اور فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۹۳)

مسئلہ: سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سوچنے میں اتنی دیر لگائی کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا جائے تو قرأت میں تاخیر ہونے یعنی الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانے میں

تاخیر ہونے کی وجہ سے ترک واجب ہوا لہٰذا سجوہ سہو کرنا واجب ہے۔ کیونکہ الحمد کے ساتھ فوراً سورت ملانا واجب ہے۔

(تنویر الابصار، غنیۃ، محیط، عالمگیری، ردالمحتار اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۷۹، ص ۶۳۰)

مسئلہ: پہلی دو (۲) رکعتوں میں قیام میں سورۂ فاتحہ کے بعد تشہد (التحیات) پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور پچھلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے پہلے یا بعد میں تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۳)

مسئلہ: اگر قیام میں سورۂ فاتحہ ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۷۵)

مسئلہ: امام نے جہری نماز یعنی جن میں بلند آواز سے قرأت واجب ہے یعنی فجر کی دونوں رکعتیں، مغرب اور عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں بقدر ایک آیت پڑھنے کے آہستہ قرأت کی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(ردالمحتار، غنیۃ، عالمگیری، درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۴)

مسئلہ: منفرد نے یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے نے سری (جس میں قرأت آہستہ پڑھنا واجب ہے) نماز میں بلند آوز سے پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر جہری نماز (جس میں بلند آواز سے قرأت پڑھنا واجب ہے) میں آہستہ پڑھا تو سجدہ سہو نہیں۔ (درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۴)

خلاف ترتیب افعال نماز ادا کرنے سے سجدہ سہو واجب ہے:

مسئلہ: جو افعال نماز میں بالترتیب طے شدہ ہیں ان میں ترتیب (Sequence) واجب ہے۔ اگر کسی سے خلاف ترتیب فعل واقع ہوا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ مثلاً قرأت سے پہلے رکوع کر دیا تو ضروری ہے کہ رکوع کے بعد قرأت کر

لے اور دوسری مرتبہ رکوع کرے اور اگر رکوع کے بعد بھی قرأت نہ کی اور سجدہ میں چلا گیا تو نماز فاسد ہوگئی کیونکہ قرأت کرنے کا فرض ہی ترک ہو گیا اور اگر رکوع کے بعد قرأت تو کی مگر دوسری مرتبہ رکوع نہ کیا تو بھی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ پہلے رکوع کے بعد قرأت کرنے کی وجہ سے پہلا رکوع ساقط ہو گیا لہٰذا قرأت کے بعد از سر نو رکوع کرنا لازمی تھا۔ لہٰذا اس صورت میں رکوع سے واپس پلٹ کر قرأت کرے اور قرأت کے بعد پھر از سر نو رکوع کرے اور نماز کے آخر مین سجدہ سہو کرے۔ (ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۱)

مسئلہ: وتر نماز میں دعائے قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قرأت کے بعد قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا تو سجدہ سہو کرے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۳)

مسئلہ: جو شخص قنوت پڑھنا بھول کر رکوع میں چلا گیا اسے جائز نہیں کہ پھر رکوع سے قنوت کی طرف پلٹے بلکہ حکم یہ ہے کہ نماز ختم کر کے اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر وتر کی جماعت میں امام دُعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ اگر مقتدی نے امام کو یاد دلانے کیلئے تکبیر کہی یعنی لقمہ دیا تاکہ امام رکوع سے قنوت کی طرف پلٹ آئے، تو مقتدی کا لقمہ دینا ناجائز عود (پلٹنے) کے لئے تھا لہٰذا لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہوگئی۔ قنوت پڑھنے کیلئے رکوع چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ رکوع سے قنوت کی طرف پلٹنا گناہ ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۵، ۶۴۸)

مسئلہ: دونوں عید کی نماز میں امام سب یا بعض تکبیریں بھول گیا یا زیادہ تکبیریں کہیں یا غیر محل میں کہیں یعنی تکبیر کو اس کے مقام سے ہٹ کر کہیں تو ان تمام صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: عیدین میں امام اگر پہلی رکعت میں تکبیر رکوع یعنی رکوع میں جانے کی تکبیر کہنا

بھول گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر دوسری رکعت میں تکبیر رکوع کہنا بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، بہارشریعت، حصہ ۴، ص ۵۳)

رکوع اور سجود کی غلطیاں اور سجدۂ سہو:

مسئلہ: کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔
(عالمگیری، بہارشریعت، حصہ ۴، ص ۵۳)

مسئلہ: اگر کسی نے ایک رکعت میں دو (۲) مرتبہ رکوع کیا تو سجدہ سہو واجب ہے کیونکہ ایک رکعت میں صرف ایک ہی رکوع کرنا واجب ہے۔ ایک کے بجائے دو رکوع کرنے کی وجہ سے واجب ترک ہوا لہٰذا سجدہ سہو واجب ہے۔
(بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۷۵)

مسئلہ: اسی طرح کسی نے ایک رکعت میں دو (۲) کے بجائے تین سجدے کئے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۶)

مسئلہ: اگر رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کی جگہ پر "سبحان ربی الاعلی" کہہ دیا یا سجدہ میں "سبحان ربی الاعلی" کی جگہ پر "سبحان ربی العظیم" کہہ دیا یا رکوع سے اٹھتے وقت "سمع اللہ لمن حمدہ" کی جگہ "اللہ اکبر" کہہ دیا تو سجدہ سہو کی اصلاً حاجت نہیں۔ نماز ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۷)

قعدہ کی وہ غلطیاں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے:

مسئلہ: فرض، وتر اور سنت مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد (التحیات) کے بعد اگر صرف "اللھم صل علی محمد" یا "اللھم صل علی سیدنا" کہہ لیا تو اگر یہ کہنا سہو (بھول کر) ہے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر عمداً (جان بوجھ کر) ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ درود پڑھا بلکہ اس وجہ سے ہے کہ تیسری رکعت کا قیام جو فرض ہے، اس میں تاخیر ہوئی اور فرض میں تاخیر ہونے کی

وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی نے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد کچھ بھی پڑھا نہیں بلکہ "**اللھم صلی علی محمد**" پڑھنے کے وقت کی مقدار چپ رہا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۳، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۶)

مسئلہ: نوافل اور سنت غیر مؤکدہ (عصر اور عشاء کے فرض کے پہلے کی سنتیں) میں قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنے سے بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا بلکہ التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھنا مسنون ہے۔

(درمختار، سراجیہ، عالمگیری، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۹۴)

مسئلہ: اگر قعدۂ اولیٰ میں ایک سے زیادہ یعنی چند مرتبہ تشہد (التحیات) پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۳)

مسئلہ: ہر قعدہ میں پورا تشہد (التحیات) پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو ترک واجب ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔ چاہے نفل نماز ہو یا فرض نماز ہو۔ (عالمگیری، درمختار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۵۳)

مسئلہ: اگر قعدہ میں تشہد کی جگہ بھول کر سورۂ فاتحہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۶۳، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۴ اور الملفوظ، حصہ ۳، ص ۴۳)

مسئلہ: فرض، وتر یا سنت مؤکدہ کا قعدۂ اولیٰ بھول گیا اور تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا۔ اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو اب قعدہ کیلئے نہ لوٹے بلکہ نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(درمختار، غنیہ، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۱ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۴)

مسئلہ: نفل نماز کا ہر قعدہ قعدۂ اخیر ہے یعنی فرض ہے۔ اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا اگرچہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔ (درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۲)

مسئلہ: امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنے والا مقتدی قعدۂ اولیٰ میں ... گیا

اور تیسری رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو گیا تو ضروری ہے کہ وہ قعدہ میں واپس لوٹ آئے اور امام کی متابعت کرے تا کہ امام کی مخالفت کا ارتکاب نہ ہو۔

(درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۱)

مسئلہ: فرض نماز میں اگر قعدہ اخیرہ بھول گیا اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہیں کیا قعدہ میں واپس لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض اب نفل میں منتقل ہو گیا لہٰذا مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں ایک رکعت ملائے تا کہ رکعتوں کی تعداد طاق (Odd) نہ رہے بلکہ تعداد رکعت شفع یعنی جفت (Even) ہو جائے۔ مثال کے طور پر ظہر کی نماز کے فرض کے قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا بھول گیا اور پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ایک رکعت مزید ملائے یعنی چھٹی رکعت بھی پڑھے اب یہ تمام رکعتیں نفل ہو گئیں۔ چھ رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کرے لیکن اگر مغرب کی نماز میں قعدۂ اخیرہ بھول گیا اور چوتھی رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو چار رکعت پر اکتفا کرے اور پانچویں نہ ملائے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۲)

مسئلہ: اگر امام قعدۂ اخیرہ تشہد کی مقدار کرنے کے بعد بھول کر سیدھا کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں کہ امام قعدہ میں لوٹ آئے۔ اگر امام قعدہ میں واپس لوٹ آیا تو مقتدی اس کا ساتھ دیں اور اگر امام لوٹا نہیں اور مزید رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کر دیں۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۲)

سجدہ سہو کے متعلق کچھ ضروری مسائل:

مسئلہ: اگر نماز میں امام سے سہو ہوا اور سجدہ سہو واجب ہوا تو مقتدی پر بھی سجدہ سہو واجب ہے اگرچہ کوئی مقتدی امام کو سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔

مثال کے طور پر عشاء کی نماز کے فرض کے قعدۂ اولیٰ میں امام نے التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا لہٰذا سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اب اگر کوئی مقتدی تیسری رکعت میں یعنی امام کی غلطی واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا جب بھی مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ وہ مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے بعدہ اپنی نماز پوری کرے۔ (ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۴)

مسئلہ: مسبوق مقتدی نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر جب اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھنے کھڑا ہو تو اس میں بھی اگر سہو واقع ہوا تو اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۴)

مسئلہ: اگر مقتدی سے بحالت اقتداء سہو واقع ہوا ہو تو مقتدی کو سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور نماز کا اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں۔

(درمختار، تبیین الحقائق، جلد ۱ ص ۱۹۵، بحر الرائق، جلد ۲، ص ۱۰۸، فتاوی ہندیہ، جلد ۱ ص ۱۲۸، معانی الآثار، جلد ۱، ص ۲۳۸، بدائع الصنائع، جلد ۱، ص ۱۷۵، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۵۴، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۴۲)

مسئلہ: مسبوق مقتدی جب تک اپنی فوت شدہ نماز ادا نہ کر لے اس وقت تک اسے سلام پھیرنا ممنوع ہے۔ امام نے سجدہ سہو کیلئے ایک طرف سلام پھیرا تو اس سلام میں مسبوق مقتدی امام کی متابعت نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں سجدہ سہو کرنے کے بعد امام نے نماز ختم کرنے کیلئے سلام پھیرا اس میں بھی مسبوق مقتدی امام کے ساتھ سلام نہیں پھیر سکتا۔ المختصر امام سجدہ سہو سے پہلے اور سجدہ سہو کے بعد میں جو سلام پھیرتا ہے ان دونوں سلام میں مسبوق مقتدی نے اگر قصداً شرکت کی تو اس کی نماز جاتی رہے گی کیونکہ یہ سلام عمدی (جان بوجھ کر) ہے اور اس کے سبب سے نماز میں خلل واقع ہوا۔ اور...... اگر مسبوق نے سہواً (بھول کر) امام کے ساتھ سلام پھیرا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اگر مسبوق نے امام کے سجدہ سہو کے پہلے والے یا بعد والے کسی بھی سلام میں سہو (بھول کر) امام سے پہلے یا امام

کے ساتھ معا بلا وقفہ یعنی امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرا تو مقتدی پر سجدہ سہو بھی لازم نہیں کیونکہ وہ ابھی تک (ہنوز) مقتدی ہے اور مقتدی پر خود اپنے سہو کی وجہ سے سجدہ سہو لازم نہیں۔

البتہ اگر مسبوق نے امام کے سجدہ سہو کے بعد والے یعنی نماز ختم کرنے کیلئے آخری سلام کے بعد یعنی امام کے سلام پھیرنے کے کچھ وقفہ کے بعد سہو (بھول کر) سلام پھیرا تو اس پر دوبارہ سجدہ سہو واجب ہے۔ اگرچہ وہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کر چکا ہے۔ لہذا مسبوق اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے کیونکہ تب وہ منفرد ہو چکا تھا۔ ایک اہم جزیہ یاد رکھیں کہ مسبوق مقتدی امام کے سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرے گا مگر سجدہ سہو کے سلام میں امام کی پیروی نہیں کرسکتا۔

(خزانۃ المفتین، حلیہ شرح منیہ، بحر الرائق، حاشیہ مراقی الفلاح اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۴)

مسئلہ: امام پر سجدہ سہو واجب نہ تھا اور اس نے بھول کر سجدہ سہو کیا تو امام اور ان مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی جن کی کوئی رکعت نہیں چھوٹی لیکن مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعت چھوٹی اور وہ مقتدی جو سجدہ سہو میں جانے کے بعد جماعت میں شامل ہوئے ان کی نماز نہ ہوئی۔

(درمختار، خزانۃ المفتین، فتاویٰ امام قاضی خان، طحطاوی علی، محیط اور فتاویٰ رضویہ: جلد ۳، ص ۶۳۴)

مسئلہ: قعدۂ اخیرہ مین گمان ہوا کہ یہ قعدۂ اولی ہے اور کھڑا ہو گیا اور قبل سجدہ یاد آ گیا تو فوراً قعدہ کی طرف لوٹے اور قعدہ میں بیٹھ جائے اور معا سجدہ سہو میں چلا جائے۔ دوبارہ التحیات نہ پڑے۔ سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات، درود، دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۳۳)

☆ ☆ ☆

سولھواں باب

مسافر کی نماز کا بیان

☆ ہر شخص کو کہیں نہ کہیں سفر کرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ نماز ایک ایسا فریضہ ہے کہ حضر ہو یا سفر، ہر حال میں اسے ادا کرنا ہے۔ البتہ سفر کی نماز میں رعایت کی گئی ہے اور سفر میں قصر نماز پڑھنے کی آسانی دی گئی ہے۔

☆ سفر کی حالت میں ظہر، عصر اور عشاء یعنی چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے یعنی چار رکعت فرض کے بجائے دو رکعت فرض پڑھنے کا حکم ہے۔ حالت سفر میں سنتیں پوری پڑھی جائیں گی اور اگر عجلت ہے تو سنتیں معاف ہیں۔

☆ شرعاً وہ شخص مسافر ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے اپنی بستی سے سفر کرنے کیلئے ہو۔ تین دن کی راہ سے مراد ساڑھے ستاون میل کی مسافت ہے یعنی جو شخص اپنی بستی سے ساڑھے ستاون میل کی دوری کی مسافت کے سفر سے روانہ ہوا وہ مسافر ہے اور وہ قصر نماز پڑھے۔

(بہار شریعت، حصہ ۴ ص ۷۶، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۶۶۷)

☆ ساڑھے ستاون میل ((57.½ Mile کے کلومیٹر 54 92 ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حساب ملاحظہ ہو۔

1 Mile = 1.6093.4 km i.e.

57.5 Mile = 9253705 KM.... Say = 92.54 km

☆ سفر میں نماز قصر کرنے کے تعلق سے چند احادیث کریمہ پیش خدمت ہیں:۔

حدیث: صحیحین میں ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرماتی

ہیں ''نماز دو رکعت فرض کی گئی۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کردی گئیں اور سفر کی نماز اسی پہلے فرض پر چھوڑی گئی''۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں ''اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض کیں''۔

حدیث: ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ''رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز دو (۲) رکعتیں مقرر فرمائیں اور یہ پوری ہیں کم نہیں یعنی اگرچہ بظاہر دو (۲) رکعتیں کم ہوگئیں مگر ثواب میں یہ دو رکعتیں چار کے برابر ہیں''۔

سفر کی نماز کے متعلق اہم مسائل:۔

مسئلہ: مسافر پر واجب ہے کہ وہ قصر نماز پڑھے یعنی چار رکعت فرض والی نماز میں صرف دو رکعت پڑھے اگر دیدہ و دانستہ بہ نیست زیادہ ثواب پوری نماز پڑھے گا تو گنہگار اور مستحق عذاب ہوگا۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''**صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته**'' ترجمہ: ''وہ صدقہ ہے یعنی آسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر صدقہ (آسانی) فرماتا ہے، تو اللہ کا صدقہ قبول کرو''۔

(درمختار، ہدایہ، عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۷۷ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳ ص ۶۶۷)

مسئلہ: جس پر شرعاً قصر ہے اور اس نے جہالت کی وجہ سے (مسئلہ کی ناواقفیت سے) پوری نماز پڑھی تو اس پر مواخذہ ہے اور اس نماز کا پھیرنا واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۶۹)

مسئلہ: صرف ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں میں قصر ہے۔ فجر اور مغرب کے فرضوں میں قصر نہیں۔ علاوہ ازیں سنتوں میں بھی قصر نہیں۔ اگر مسافر سنت پڑھے تو پوری پڑھے۔ البتہ! خوف اور رواروی یعنی سفر کی جلدی کی حالت میں سنتیں معاف ہیں۔ امن اور اطمینان کی حالت میں سنتیں پڑھی جائیں اور پوری پڑھی

جائیں۔
(عالمگیری بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۷۸)

مسئلہ: اپنے مقام سے 57.5 میل کے فاصلے پر علی الاتصال جانے اور وہاں پندرہ دن کامل ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو تو قصر کرے۔ اگر اپنے مقام سے ساڑھے ستاون میل کے فاصلے پر علی الاتصال (متواتر یعنی Successively) جانا مقصود نہیں بلکہ راہ میں کہیں ٹھہرتے ہوئے جانا مقصود ہے یا پندرہ دن کامل ٹھہرنے کا ارادہ ہے، تو اب وہ مسافر کے حکم میں نہیں، لہٰذا وہ پوری نماز پڑھے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۶۹)

مسئلہ: اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک سے مسافت شرعی سفر ہے اور دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے جائے گا اس کا اعتبار ہے۔ اگر نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے راستہ سے گیا تو مسافر ہے۔ اگرچہ دور والا راستہ اختیار کرنے میں اس کی صحیح غرض بھی نہ ہو۔
(عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۷۶)

اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل مثال سے سمجھیں:۔

"فرض کرو کہ زید اور بکر پوربندر سے دھوراجی گئے لیکن دونوں نے الگ الگ راستے اختیار کئے اور ان دونوں راستوں میں سے ایک چھوٹا اور دوسرا لمبا راستہ ہے۔ مثلاً اس صورت مین زید پر قصر نہیں اور بکر پر ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی شہر پوربند سے چلے اور ایک ہی شہر دھوراجی گئے لیکن دونوں نے الگ الگ مسافت (Distances) والے راستے اختیار کئے لہٰذا دونوں کیلئے الگ الگ حکم ہے۔ زید مسافر کے حکم میں نہیں جبکہ بکر مسافر کے حکم میں ہے۔"

مسئلہ: ساڑھے ستاون میل (92.54 km) کی مسافت علی الاتصال طے کرنے سے آدمی شرعاً مسافر ہو جاتا ہے یہ حکم مطلق ہے۔ پھر چاہے اس کا سفر جائز کام کے لئے ہو یا ناجائز کام کیلئے ہو۔ ہر حال میں اس پر مسافر کے احکام جاری ہوں

گے۔
(عامہ کتب فقہ، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۷۷)

مسئلہ: ساڑھے ستاون میل یا اس سے زیادہ کی مسافت کے سفر کی غرض سے روانہ ہونے والا اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہوتے ہی اس پر مسافر کے احکام نافذ ہو جائیں گے۔ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل کر وہ قصر نماز پڑھے گا اور جہاں جا رہا ہے وہاں پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت اور ارادہ ہے پھر بھی دوران سفر وہ قصر نماز ہی پڑھے گا اور جہاں جانے کا قصد ہے اس مقام کی آبادی آتے ہی وہ مقیم ہو جائے گا اور اب وہ پوری نماز پڑھے گا۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۷۸)

مسئلہ: اگر سفر کے ٹکڑے کرتے ہوئے چلا اور ان ٹکروں میں سے کوئی ٹکرا ساڑھے ستاون میل یا اس سے زیادہ کی مسافت کا نہیں، تو اس طرح سینکڑوں میل کا سفر کرے گا جب بھی وہ مسافر کے حکم میں نہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص بمبئی سے روانہ ہوا۔ پچھتر کلومیٹر پر ایک شہر میں ایک دن قیام کیا۔ وہاں اپنا کام کیا، پھر وہاں سے چلا اور وہاں سے اسی (۸۰) کلومیٹر کے فاصلہ پر دوسرے شہر میں ٹھہرا اور وہاں اپنا کام کیا۔ اس طرح وہ ٹھہرتا ہوا سفر کرتا رہا۔ راہ میں کئی مقام پر ٹھہرا اور اپنا کام انجام دیا اور اس طرح چلتے چلتے وہ آغاز سفر کے مقام سے سینکڑوں میل کی مسافت تک پہنچ گیا۔ جب بھی وہ شرعاً مسافر کے حکم میں نہیں۔ وہ اپنی نماز پوری پڑھے گا۔ اسے قصر کرنا جائز نہیں۔

(جزیہ ماخوذ از:۔ غنیۃ، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۷۷)

مسئلہ: سفر کرنے والے پر شرعاً مسافر کے احکام صرف اس صورت میں نافذ ہوں گے جب کہ اس کی نیت سچے عزم اور ارادہ پر محمول ہو۔ اگر کسی مقام پر پہنچ کر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت بھی کی اور اسے معلوم ہے کہ مجھے پندرہ دن پہلے وہاں سے چلا جانا ہے تو یہ نیت نہ ہوئی بلکہ محض تخیل ہوا۔ اسی طرح ساڑھے ستاون میل (92.54 km) سے کم جانے کا عزم ہے اور گھر سے نکلتے وقت

ساڑھے ستاون میل کی نیت کی تاکہ آبادی سے نکل کر اثنائے راہ سے ہی قصر نماز کی سہولت کی اجازت مل جائے تو یہ نیت نہیں بلکہ خیال بندی ہے۔ اس صورت میں اسے قصر کی اجازت نہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص حج کے ارادہ سے ذی الحجہ مہینے کی پہلی تاریخ کو مکہ معظّمہ پہنچا اور اس نے مکہ معظّمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیونکہ نو اور دس ذی الحجہ کو اسے عرفات، منی اور مزدلفہ میں جانے کیلئے مکہ معظّمہ سے ضرور نکلنا پڑے گا۔ پندرہ دن متصل مکہ معظّمہ میں ٹھہرنا ممکن ہی نہیں۔ البتہ عرفات ومنی سے واپسی کے بعد نیت کرے تو صحیح ہے۔

(عالمگیری، معراج الدرایہ، درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۰، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۶۴)

مسئلہ: مسافر اپنے کام کیلئے کسی مقام پر گیا اور وہ مقام شرعاً سفر کی مسافت پر ہے اور وہاں اس نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی بلکہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی کیونکہ اسے گمان اور امید تھی کہ میرا کام دو چار دن میں ہو جائے گا اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ کام ہوتے ہی چلا جاؤں گا اور اس کا کام آج ہو جائے گا، کل ہو جائے گا کی صورت میں ہے اور آج کل، آج کل کرتے کرتے اگر برس، دو برس بھی گزر جائیں جب بھی وہ مسافر ہے۔ مقیم نہیں لہٰذا نماز قصر کرے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۰)

مسئلہ: اگر کسی نے اپنے وطن اصلی سے دوسری جگہ مسکن (رہنا اختیار) کیا اور بیوی بچوں کو بھی اس مسکن میں عارضی طور پر اپنے ساتھ رکھا ہے، تو وہ جگہ اس کیلئے وطن اصلی کے حکم میں نہ کہلائے گی۔ لہٰذا وہ جب بھی وہاں آئے گا اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو اس پر قصر واجب ہے۔ وہ نماز پوری نہیں پڑھے گا۔ اور اگر پندرہ دن یا زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو اب مقیم ہے لہٰذا اب وہ نماز پوری پڑھے گا۔ اس کیلئے قصر جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۶۹)

اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل مثال سے سمجھیں:

''زید بمبئی کا باشندہ ہے۔ اس کو ناگپور میں ایک ٹھیکہ (Contract) ملا ہے اور وہ ٹھیکہ سال بھر کی مدت کیلئے ہے لہٰذا زید کو اپنے مدت تک ناگپور میں رہنا لازمی ہے۔ زید نے اپنے بیوی بچوں کو بھی عارضی طور پر اپنے ساتھ ناگپور منتقل کر دیا اور وہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ناگپور میں رہنے لگا۔ زید ناگپور سے دہلی تجارتی سلسلہ میں گیا۔ دہلی میں ایک تاجر سے اسے رقم وصول کرنی تھی۔ دہلی کے تاجر نے کہا کہ میں آپ کی رقم آٹھ دن کے بعد ادا کروں گا لہٰذا زحمت گوارا فرما کر آپ ایک ہفتہ کے بعد دہلی واپس تشریف لے آئیں۔ زید دہلی سے ناگپور واپس آیا۔ اب اسے حسب معاہدہ ہفتہ کے بعد ناگپور سے دہلی جانا ہے لہٰذا وہ ناگپور میں ایک ہفتہ ہی ٹھہرے گا۔ اس ایک ہفتہ کے ناگپور کے قیام کے دوران زید نماز میں قصر کرے گا اگرچہ ناگپور میں اس کی بیوی اور بچے بھی ہیں لیکن ناگپور اس کا عارضی مسکن ہے اور وہ اپنے عارضی مسکن میں صرف ایک ہفتہ ہی ٹھہرنے والا ہے لہٰذا وہ مقیم نہیں بلکہ مسافر کے حکم میں ہے۔ کیونکہ عارضی مسکن وطن اقامت کے حکم میں ہے، وطن اصلی کے حکم میں نہیں۔

وطن کے اقسام واحکام:۔

☆ وطن دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) وطن اصلی (۲) وطن اقامت

وطن اصلی:

وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہوئی ہے یا اس کے گھر کے لوگ یعنی بیوی بچے جہاں مستقل طور پر رہتے ہوں اور اس جگہ اس نے دائمی سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ اسی جگہ دائمی طور پر رہوں گا اور یہاں سے نہ جاؤں گا۔

وطن اقامت:

وہ جگہ ہے کہ مسافر نے جہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی دو بیویاں الگ الگ شہر میں مستقل طور پر رہتی ہوں تو وہ دونوں شہر اس کیلئے وطن اصلی ہیں۔ ان دونوں جگہ پہنچتے ہی وہ مقیم ہو جائے گا اور نماز پوری پڑھے گا۔ (ردالمحتار، بہار شریعت حصہ ۴، ص ۸۳)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں کو اپنے وطن اصلی سے لے کر چلا گیا اور دوسری جگہ سکونت اختیار کر لی اور پہلی جگہ میں اس کا مکان اور اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ پہلا مقام بھی اس کیلئے وطن اصلی ہے اور دوسرا مقام بھی وطن اصلی ہے۔

(عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۴)

مسئلہ: بالغ شخص کے والدین کسی شہر میں رہتے ہوں اور وہ شہر اس شخص کی جائے پیدائش نہیں اور نہ اس شہر میں اس کے بیوی بچے ہوں تو وہ جگہ اس کیلئے وطن نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: عورت بیاہ کر سسرال چلی گئی اور سسرال ہی میں رہنے لگی تو اب اس کا میکہ اس کیلئے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال ساڑھے ستاون میل (92.56km) کی مسافت پر ہے اور وہ سسرال سے اپنے میکے آئی اور پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو نماز قصر پڑھے۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۴)

مسئلہ: وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے دن ٹھہرنے چلا گیا تو پہلی جگہ اب وطن اقامت نہ رہی بلکہ دوسری جگہ وطن اقامت ہو گئی۔ چاہے ان دونوں کے درمیان شرعی مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ (درمختار)

اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل مثال سے سمجھیں:

''زید پور بندر کا باشندہ ہے۔ وہ پور بندر سے راجکوٹ (180km) گیا اور اس نے راجکوٹ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ راجکوٹ میں وہ پندرہ دن ٹھہر کر راجکوٹ سے ہی گونڈل (40km) گیا اور گونڈل میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی تو اب راجکوٹ اس کیلئے وطن اقامت نہ رہا بلکہ گونڈل وطن اقامت بن گیا''۔

مسئلہ: وطن اقامت وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً زید بمبئی کا رہنے والا ہے۔ وہ احمد آباد آیا اور احمد آباد میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور احمد آباد کو وطن اقامت بنایا اور پوری نماز پڑھتا تھا۔ پانچ دن کے بعد اسے کسی ضروری کام سے صرف ایک دن کیلئے بمبئی جانا پڑا۔ بمبئی آتے ہی احمد آباد وطن اقامت کی حیثیت سے باطل ہو گیا۔ اب وہ چھٹے دن بمبئی سے واپس احمد آباد آیا تو پہلے جو پانچ دن احمد آباد میں ٹھہرا تھا وہ باطل ہو گئے۔ اب از سر نو اسے اقامت کی نیت کرنی پڑے گی۔ اگر دوسری مرتبہ احمد آباد آکر اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو وہ مقیم نہیں۔ احمد آباد اس کے لئے وطن اقامت نہیں لہٰذا قصر پڑھے ا ور اگر دوسری مرتبہ احمد آباد آکر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو اب مقیم ہے، نماز پوری پڑھے۔ (جزیہ ماخوذ از درمختار اور بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۴)

مسئلہ: وطن اقامت سفر سے بھی باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً زید دہلی کا باشندہ ہے۔ وہ کاروبار کے سلسلے میں بمبئی آیا اور بمبئی میں ایک مہینہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا لہٰذا بمبئی اس کیلئے وطن اقامت ہو گیا۔ بمبئی میں اس کے دوست کی شادی کا اتفاق ہوا اور اس کے دوست کی بارات بمبئی سے سورت ٹھہر گئی۔ زید بھی بارات کے ہمراہ بمبئی سے سورت گیا۔ تب زید کے بمبئی کے قیام کا ۲۵ پچیسواں دن تھا۔ صبح بارات کے ساتھ گیا اور شب میں بمبئی واپس آ گیا۔ اس سفر سے اب بمبئی زید کیلئے وطن اقامت نہ رہا۔ اب زید کو پانچ دن کے بعد اپنے وطن اصلی دہلی واپس لوٹنا ہے۔

لہٰذا سورت سے واپس آنے کے بعد زید بمبئی میں صرف پانچ دن ہی ٹھہرے گا اور ان پانچ دنوں میں نماز قصر کرے گا۔

(جزیہ ماخوذ از:۔ درمختار، شرح منیہ، ..... فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۷۰)

مسئلہ: مسافر اپنے سفر سے اپنے وطن اصلی پہنچتے ہی سفر ختم ہو گیا اور وہ مقیم ہو گیا۔ اگر چہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔ اگر چہ وطن اصلی میں صرف ایک دن کیلئے ٹھہرے، نماز پوری پڑھے۔

(بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۴)

بحری سفر، ہوائی سفر، ٹرین، بس اور دیگر سواریوں کے سفر میں نماز پڑھنے کے احکام:

☆ چلتی ہوئی سواری پر نماز پڑھنے کے مسائل کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے ایک اہم جزیہ ذہن میں رکھیں کہ نماز کی صحت کیلئے استقرار علی الارض شرط ہے یعنی سواری کا زمین پر ٹھہرنا شرط ہے۔ اگر سواری زمین پر ہے اور ٹھہری ہوئی نہیں یا ٹھہری ہوئی ہے مگر زمین پر نہیں بلکہ پانی پر ہے مثلاً چلتی ہوئی ٹرین یا کنارے پر لگی ہوئی ناؤ یا کشتی۔ ان پر بلا عذر نماز صحیح نہیں۔

☆ صرف کنارے سے دور اور بیچ سمندر میں چلتی ہوئی کشتی یا بحری جہاز (Steamer) پر ہی چلتی ہوئی حالت میں نماز صحیح ہے۔ ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔ کنارے سے لگی ہوئی کشتی یا کنارے سے لگے ہوئے بحری جہاز میں جو زمین پر ٹکے نہ ہوں یا چلتی ہوئی ٹرین میں فرض، وتر اور سنت فجر پڑھی ہے تو اس کا اعادہ یعنی اس کو لوٹانا ضروری ہے۔

چلتی اور ٹھہری ہوئی سواری پر نماز پڑھنے کے متعلق ضروری مسائل:

مسئلہ: کنارے سے میلوں دور چلنے والے جہاز یا کشتی خواہ لنگر کیے ہوئے ہوں، ان پر نماز جائز ہے اور جو جہاز یا کشتی کنارے پر ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں اگر وہ پانی پر ہوں زمین سے ٹکے نہ ہوں تو ان ٹھہرے ہوئے جہاز، کشتی، ناؤ وغیرہ میں فرض، وتر اور فجر کی سنتیں نہ ہو سکیں گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص۱۹۶)

مسئلہ: چلتی ہوئی کشتی پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ چکر آنے کا گمان غالب ہو۔

(غنیۃ، بہار شریعت، حصہ ۳، ص۶۹)

مسئلہ: چلتی ہوئی کشتی پر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے یہ نمازی بھی اپنا منہ پھیرتا جائے اگرچہ وہ نفل نماز پڑھ رہا ہو۔ (غنیۃ، بہار شریعت، حصہ ۳، ص۵۰)

مسئلہ: دو کشتیاں باہم بندھی ہوئی ہوں۔ ایک پر امام ہے اور دوسری پر مقتدی ہیں تو اقتداء صحیح ہے اور اگر جدا ہوں تو اقتدا صحیح نہیں۔

(درمختار......، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۲)

مسئلہ: کنارے پانی پر ٹھہری ہوئی کشتی سے اتر کر جو شخص خشکی (زمین) پر نماز پڑھ سکتا ہے اس کی ایسی کشتی پر نماز ہوگی ہی نہیں۔

(درمختار،......، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۱۲)

کیونکہ وہ کشتی پانی پر ٹھہری ہوئی ہے۔ استقرار علی الارض یعنی زمین پر ٹھہری ہوئی نہیں اور صحت نماز کیلئے استقرار علی الارض شرط ہے۔

مسئلہ: کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی بندرگاہ پر کشتی ٹھہری۔ کشتی میں کام کرنے والے کشتی سے اتر کر خشکی میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں لیکن اس بندرگاہ کے حکام اور حکومت کے منتظمین کشتی سے اترنے نہیں دیتے۔ ایسی صورت میں کشتی والوں کیلئے حکم

ہے کہ وہ کشتی پر ہی پنج گانہ نماز پڑھ لیں اور پھر جب موقع ملے تب ان سب نمازوں کا اعادہ کریں۔فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ:۔

''کنارے پر ٹھہرے ہوئے جہازوں پر نماز پنجگانہ (پانچوں وقت کے فرض) وتر و سنت فجر بھی نہیں ہو سکتے کہ ان کا استقرار پانی پر ہے اور ان نمازوں کی شرط صحت استقرار علی الارض مگر بحالت تعذر''۔

مسئلہ: اس صورت میں اگر جبراً نہ اترنے دیتے ہوں پنجگانہ پڑھیں اور اترنے کے بعد سب کا اعادہ کریں۔''لان المانع من جهة العباد''

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۷۵۷)

مسئلہ: فرض، واجب اور سنت فجر چلتی ہوئی ریل (Train) میں نہیں ہو سکتے اگر ریل (ٹرین) نہ ٹھہرے اور وقت نکل رہا ہو تو چلتی ٹرین میں پڑھ لے اور پھر استقرار (ٹھہرنے) پر نماز کا اعادہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳،ص ۴۴)

مسئلہ: اسی طرح چلتی ٹرین، بس و دیگر سواریوں میں اگر کھڑا رہنا ممکن نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے پھر بعد میں نماز کا اعادہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱،ص ۶۲۷)

نوٹ:۔ ایک اہم تحقیق اور جزیہ کی وضاحت قارئین کرام کی خدمت میں افہام مسئلہ کی نیت صالح سے عرض خدمت ہے کہ سمندر میں چلتی ہوئی کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔اسی طرح ریلوے اسٹیشن یا کسی مقام پر ٹھہری ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ کنارہ پر ٹھہری ہوئی کشتی پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔اب کسی کے دل میں یہ شبہہ اور دماغ میں یہ سوال پیدا ہونے کا امکان ہے کہ جب چلتی ہوئی کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے تو چلتی ہوئی ٹرین پر بھی نماز پڑھنا جائز ہونا چاہیے۔اسی طرح جب ٹھہری ہوئی ٹرین پر نماز جائز ہے تو کنارہ پر ٹھہری ہوئی کشتی پر بھی نماز پڑھنا جائز ہونا چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:۔

چلتی ہوئی ٹرین پر اس لئے جائز نہیں کہ ٹرین کا چلنا زمین پر ضرور ہے لیکن چلنے کی وجہ سے اس کا زمین پر استقرار بالکلیہ نہیں لہٰذا نفس استقرار نہیں بخلاف چلتی ہوئی کشتی پر کہ جس سے اترنا ممکن نہیں اور بیچ سمندر میں کشتی اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہی نہیں۔ اگر بالفرض اس کشتی کو روک بھی لیا جائے پھر بھی اس کا استقرار پانی پر ہو گا نہ کہ زمین پر۔ لہٰذا کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا دونوں برابر ہے۔ یعنی کشتی کے چلنے اور ٹھہرے کی دونوں صورتوں میں کشتی کا استقرار زمین کے بجائے پانی پر ہے لیکن اگر ٹرین روک لی جائے تو وہ زمین پر ہی ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فقہ کی مشہور ومعروف اور معتمد ومستند کتب مثل درمختار،...... بحر الرائق، غنیّہ، فتاویٰ ظہیریہ، فتاویٰ ہندیہ، محیط امام سرخسی، شرح المنیہ، فتح القدیر وغیرہ کے حوالوں سے علم کے دریا رواں کئے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ شریف کی ایک عبارت قارئین کی ضیافت طبع کی خاطر ذیل میں پیش خدمت ہے:۔

> "چلتی کشتی سے اگر زمین پر اترنا میسر ہو تو کشتی میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ عند التحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو اور زمین تک نہ پہنچی ہو اور یہ کنارے پر اتر سکتا ہے تو کشتی میں نماز نہ ہو گی کہ اس کا استقرار (ٹھہرنا) پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل باتصال (قریب لگا ہوا ہونا) قرار نہیں (ٹھہرنا نہیں)۔ جب استقرار کی ان حالتوں میں نمازیں جائز نہیں ہوتیں جب کہ زمین پر استقرار اور وہ بھی بالکلیہ (کامل) نہ ہو۔ تو چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں۔ بخلاف کشتی رواں جس سے نزول میسر نہ ہو کہ اگر اسے روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہو گا نہ کہ زمین پر۔ لہٰذا سیر وقف (چلنا اور ٹھہرنا) برابر لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین پر ہی

ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴)

مسئلہ: ہوائی جہاز اگر اڈے (Airport) پر ٹھہرا ہوا ہے تو اس پر استقرار علی الارض کے جزیہ کی بناء پر نماز صحیح ہے اور اگر کوئی ہوائی جہاز فضا میں پرواز کر رہا ہے، تو بھی اس میں نماز درست ہے۔ فضا میں اڑتے ہوئے ہوائی جہاز پر نماز درست ہونا سمندر میں چلتی ہوئی کشتی پر نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ جس طرح چلتی ہوئی کشتی کو روک کر پانی پر اتر کر نماز پڑھنا ممکن نہیں اسی طرح اڑتے ہوئے ہوائی جہاز سے باہر آکر ہوا میں معلق ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہیں۔ لہٰذا جس طرح سمندر میں چلتی ہوئی کشتی پر نماز پڑھنا درست ہے، اسی طرح فضا میں اڑتے ہوئے ہوائی جہاز میں بھی نماز درست ہے۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد ۲، ص ۳۷۵)

مسئلہ: اگر بس (Bus) یا موٹر کار سے سفر کر رہا ہے۔ اگر اس کو روک کر نماز پڑھنے کا اختیار ہے تو روک کر نیچے اتر کر نماز پڑھ لے۔ اور اگر اسٹیٹ ٹرانسپورٹ (State Transport) یا کسی خانگی ٹرانسپورٹ (Private Transport) کی بس (Bus) سے سفر کر رہا ہے اور اس کو روکنا اپنے اختیار میں نہیں تو جہاں بس ٹھہرے وہاں کے بس اڈے (Bus Depot) پر اتر کر نماز پڑھ لے اور بس کسی مقام پر ٹھہرے گی اس انتظار میں اگر نماز کا وقت نکل جانے کا خوف وامکان ہے تو چلتی ہوئی بس میں نماز پڑھ لے۔ اگر بس میں وسعت ہے اور وہ کھڑے ہو کر اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہیں تو بیٹھ کر رکوع اور سجود کر کے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس طرح پڑھ لے اور اگر بس میں بھیڑ (Crowd) ہے اور یہ اپنی نشست (Seat) سے کھڑا یا ہل نہیں سکتا تو نشست پر بیٹھے ہوئے اشارہ سے پڑھ لے اور بہر حال چلتی ہوئی بس پر پڑھی ہوئی نماز کا بعد اعادہ ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر مذکورہ صورت سے بس میں نشست پر بیٹھے ہوئے اشارہ سے نماز پڑھنے کا

اتفاق ہواور اگر وضو ہے تو بہتر ہے اور اگر وضو نہیں تو تیمم کرلے اور تیمم کرنے کے لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ بس کی کھڑکی (Window) سے ہاتھ بڑا نکال کر بس کی باڈی (Body) کی باہری سطح کی لوہے کی چادر (Plate) پر ہاتھ پھرالے یعنی ضرب لگالے۔ بس کے چلنے کی وجہ سے راستہ کا گرد وغبار اس پر لگا ہوا ہوتا ہے اس گرد وغبار سے تیمم ہوسکتا ہے۔

مقیم امام اور مسافر مقتدی

مسافر امام اور مقیم مقتدی کے مسائل:

مسئلہ: اگر مقیم امام کی مسافر مقتدی نے اقتداء کی تو اب وہ امام کی اقتداء میں چار (۴) رکعت ہی پڑھے۔ (درمختار،......، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۲)

مسئلہ: مسافر امام نے چار رکعت والی نماز یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں مقیمین مقتدیوں کی امامت کی۔ تو مسافر امام دو رکعت پر سلام پھیر دے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی اپنی نماز پوری کریں اور ان دونوں رکعت میں مطلق قرأت نہ کریں یعنی حالت قیام میں کچھ نہ پڑھیں بلکہ اتنی دیر کہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے محض خاموش کھڑے رہیں۔

(درمختار،......، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۲ اور فتاوی رضویہ، جلد ۳ ص ۳۹۵)

نوٹ:۔ مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی نماز کس طرح پڑھے اس کے تفصیلی مسائل ''مقتدی کے اقسام واحکام'' کے باب میں ''لاحق مسبوق مقتدی کے متعلق ضروری مسائل'' کے عنوان کے تحت لکھ دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا ان مسائل کا اعادہ نہ کرتے ہوئے معزز قارئین کرام سے التماس ہے کہ ان مسائل کو پھر ایک مرتبہ ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ: مسافر امام نے بغیر نیت اقامت چار رکعت پوری پڑھی تو گنہگار ہوگا اور اس کی اقتداء

کرنے والے مقیمین مقتدیوں کی نماز باطل ہو جائے گی۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۶۹)

مسئلہ: اگر مسافر مقیمین کی امامت کرے تو اسے چاہیے کہ نماز شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور اگر امام مسافر نے شروع میں اپنا مسافر ہونا ظاہر نہ کیا تو اپنی قصر نماز پوری کرنے کے بعد کہہ دے کہ "میں مسافر ہوں، تم اپنی نماز پوری کرلو" بلکہ شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے تاکہ جو لوگ نماز شروع ہونے کے وقت موجود نہ تھے اور بعد میں جماعت میں شامل ہوئے ہیں انہیں بھی معلوم ہو جائے۔ کیونکہ صحت اقتداء کیلئے شرط ہے کہ مقتدی کو امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو۔ خواہ نماز شروع کرتے وقت معلوم ہو، چاہے بعد میں معلوم ہو۔
(درمختار، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۸۲)

☆ ☆ ☆

سترہواں باب
مسجد کے احکام

☆ قرآن شریف میں رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: ''اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں''۔

(کنزالایمان شریف، پارہ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۱۸)

مسئلہ: ہر شہر میں ایک مسجد جامع بنانا واجب ہے اور ہر محلہ میں ایک مسجد بنانے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے کہ

"امر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ببناء المساجد في الدار و التنظف"

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر محلے میں مسجد بنائی جائے اور یہ کہ وہ ستھری رکھی جائے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۱)

مسئلہ: سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف (مکہ معظمہ) پھر مسجد نبوی (مدینہ منورہ) پھر مسجد قدس (بیت المقدس) پر مسجد قبا (مدینہ طیبہ) پھر اور جامع مسجدیں، پھر مسجد محلہ پھر مسجد شارع۔ (......، بہار شریعت، حصہ ۳ ص ۱۸۶)

مسئلہ: مسجد نبوی شریف مدینہ طیبہ کی زمین میں مشرکین کا قبرستان تھا۔ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے ان مشرکین کی قبریں کھدوا کر ان کی ہڈیاں وغیرہا کی نجاستوں سے صاف فرما کر اسے مسجد فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۱)

مسجد کے متعلق چند احادیث کریمہ:

حدیث: بخاری، مسلم ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے"۔

حدیث: ابو داؤد و ابن حبان حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "تین شخص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں۔ اگر زندہ رہیں تو روزی دے اور کفایت کرے اور مر جائیں تو جنت میں داخل کرے۔ (۱) جو شخص گھر میں داخل ہوا اور گھر والوں کو سلام کرے وہ اللہ کی ضمان میں ہے (۲) جو مسجد کو جائے وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور (۳) جو اللہ کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی ضمان میں ہے"۔

حدیث: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "**ان احب الارض الی اللہ مساجدھا وابغض الارض الی اللہ اسواقھا**" ترجمہ: "اللہ عزوجل کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض (Hated) بازار ہیں"۔

حدیث: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جب کوئی مسجد میں جائے تو کہے کہ "**اللھم افتح لی ابواب رحمتک**" اور جب نکلے تو کہے "**اللھم انی اسئلک من فضلک**"

حدیث: ابن ماجہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے، اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے"۔

حدیث: ترمذی و دارمی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”جب کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو تو کہو خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے“۔

حدیث: بیہقی شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلا راوی کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مساجد مین دنیا کی باتیں ہو ں گی۔تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ خدا کو ان سے کچھ کام نہیں“۔

مسجد کے ادب واحترام کے متعلق ضروری مسائل:

مسئلہ: مسجد محلہ میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت قلیل ہو، جامعہ مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو۔ اگر محلہ کی مسجد ویران ہوگئی ہو اور جماعت نہ ہوتی ہو تو اس محلہ میں رہنے والا اس مسجد میں ہی جائے۔ اگرچہ تنہا ہو، پھر بھی اسی مسجد میں تنہا جائے اور اذان واقامت کہے اور تنہا نماز پڑھے۔ اس مسجد میں تنہا نماز پڑھنا مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔ علماء اس تنہا نماز پڑھنے کو دوسری مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے افضل فرماتے ہیں۔

(صغیری، فتاویٰ قاضی خاں، خزانۃ المفتین،......، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۶، فتاویٰ رجویہ، جلد ۳، ص ۵۷۷)

مسئلہ: مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔

(درمختار،......، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۲)

مسئلہ: گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے۔

(عالمگیری، غرائب، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۷۵)

مسئلہ: جو ادب مسجد کا ہے وہی ادب مسجد کی چھت کا ہے۔

(عدیۃ، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۶)

مسئلہ: مسجد میں نجاست لے کر جانا منع ہے اگرچہ مسجد اس سے آلودہ نہ ہو یا جس کے

بدن پر نجاست لگی ہو اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔

(......، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۲)

مسئلہ: جنبی یعنی جس کو نہانے کی ضرورت ہو یعنی اس پر جنابت کا غسل فرض ہے۔ اسے مسجد میں جانا حرام ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۳۹)

مسئلہ: مسجد کو گھن (کراہت) کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ آج کل دیکھا گیا ہے کہ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو پر جو پانی ہوتا ہے اسے کپڑے سے پونچھ کر خشک کرنے کے بجائے ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد کے فرش پر جھاڑ دیتے ہیں۔

یہ ناجائز اور حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۳۳۷، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۳)

مسئلہ: مسجد میں سوال کرنا (بھیک مانگنا) حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۴)

مسئلہ: مسجد میں اپنے لئے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے علماء نے منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ امام اسماعیل زاہدؒ نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے اسے چاہیے کہ ستر پیسے اللہ تعالیٰ کے نام پر مزید دے کر اس پیسہ دینے کے قصور کا کفارہ ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۴۳۱، احکام شریعت، جلد ا، مسئلہ نمبر ۳۴، ص ۷۷)

مسئلہ: مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "من سمع رجلا ینشد ضالة فلیقل لا ردھا اللہ علیك فان المساجد لم تبن لھذا" ترجمہ "جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے (ڈھونڈتا ہے) تو اس سننے والے پر واجب ہے کہ اس تلاش کرنے والے سے کہے کہ اللہ تیری گمی چیز تجھے نہ ملائے۔ مسجدیں اس کیلئے نہیں ہیں"۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۴ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۳)

مسئلہ: مسجد میں خرید وفروخت کرنا بھی جائز نہیں۔ ترمذی اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی اور اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "اذا رایتم من یتباع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتک" ترجمہ: "جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۵ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۳۔ ۵۹۴)

مسئلہ: مسجد میں کھانا، پینا اور سونا معتکف یعنی جس نے اعتکاف کی نیت کی ہوا سے اور پردیسی یعنی مسافر کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا اگر مسجد میں کھانے پینے کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور کچھ دیر ذکر و اذکار اور نماز و عبادت کرے اور پھر کھائے پیئے یا سوئے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۴ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۵۔ ۵۹۳)

حدیث میں ہے کہ مسجد کو چوپال نہ بناؤ

مسجد میں کھانا پینا اور سونا معتکف اور مسافر کو جائز ہے لیکن پھر بھی ان امور سے حتیٰ الامکان بچنا چاہیے بلکہ نہایت مجبوری اور اشد ضرورت کی حالت میں اور وہ بھی مسجد کا ادب واحترم ملحوظ رکھتے ہوئے ہی مسجد میں کھانا، پینا اور سونا چاہیے۔ کیونکہ مسجدیں صرف عبادت کیلئے ہی بنائی گئی ہیں۔ مسافر خانوں کی طرح ٹھہرنے کیلئے نہیں بنائی گئیں۔

لیکن افسوس! صد افسوس! دور حاضر کے منافقین کی جماعت یعنی وہابی تبلیغی جماعت کی گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھیلی ہوئی ٹولیوں نے مساجد کو مسافر خانوں کی حیثیت دے دی ہے۔ بلکہ مساجد کو وراثت میں ملی ہوئی جائیداد کی حیثیت سے کھانے، پینے اور سونے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور مساجد کو ہوٹل، سرائے، مسافر خانہ یا گیسٹ ہاؤس کی شکل و صورت میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ باہر سے آ کر مسجد میں ٹھہری ہوئی تبلیغی جماعت کا جن حضرات نے مشاہدہ فرمایا ہے انہیں یقین کے درجہ میں علم ہوگا کہ واقعی انہوں نے مسجد کے

اداب واحترام کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور مسجد کو مسافر خانہ بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر

☆ وہابی تبلیغی جماعت کے چالیس پچاس مبلغ باہر آ کر مسجد میں ٹھہرتے ہیں۔ مسجد کے ایک حصہ میں اپنا مال واسباب جما دیتے ہیں۔ مسجد میں معتکف اور مسافر کو کھانے، پینے اور ٹھہرنے کی رخصت اور اجازت کا غیر فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ ضالہ کی نشر واشاعت کے فاسد مقصد کیلئے نماز اور کلمہ کی تبلیغ کرنے کا مکروفریب کرتے ہیں۔

☆ مسجد کے وضوخانہ میں اپنے گندے اور ناپاک کپڑے دھوتے ہیں اور پھر اسے سکھانے کیلئے مسجد کے صحن میں دھوپ میں پھیلا دیتے ہیں۔ گویا کہ دھوبی گھاٹ جیسا منظر کھڑا کر دیتے ہیں۔ رات کے وقت اپنے کپڑے مسجد کے اندرونی حصہ میں نماز کی چٹائیوں پر پھیلا دیتے ہیں اور رات بھر بجلی کے پنکھے چلاتے ہیں اور مسجد کی بجلی اپنے ذاتی استعمال میں صرف کرتے ہیں اور مسجد کا مالی نقصان کرتے ہیں۔

☆ اپنے کھانے پکانے کی چیزیں بھی مسجد میں پکاتے ہیں۔ کھانا پکانے کیلئے اپنے ساتھ لائے ہوئے بڑے بڑے پتیلے اور دیگر برتن وضو کیلئے لگائے گئے نلوں میں دھوتے ہیں۔ کھانا پکانے کیلئے پیاز، لہسن کاٹتے ہیں اور اس کی بدبو مسجد میں پھیلتی ہے۔ مٹی کے تیل کے چولہے (Stove) جلاتے ہیں۔ مٹی کے تیل کی تیز بدبو مسجد میں پھیلتی ہے۔

☆ کھانا پک جانے کے بعد تبلیغی جماعت کے مبلغین مسجد میں قطار باندھ کر کھانا کھانے کیلئے بیٹھتے ہیں۔ شادی کی تقریب کی ضیافت جیسا منظر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کھانے کی چیزیں شوربا وغیرہ گرتے ہیں مسجد کا فرش کھانے پینے کی اشیاء گرنے کی وجہ سے ملوث ہوتا ہے۔ پھر جھوٹے برتن وضوخانہ میں دھوتے ہیں۔

☆ الغرض ایسا منظر کھڑا کر دیتے ہیں کہ اگر کوئی انجان شخص مسجد میں آ جائے تو اسے ایسا محسوس ہو کہ شاید کسی شہر سے آئی ہوئی بارات مسجد میں ٹھہری ہوئی ہے اور کھانا

پکانا، نہانا، دھونا، سونا اٹھنا ہو رہا ہے۔ وضو خانہ دھوبی گھاٹ اور مسجد کا صحن باورچی خانہ محسوس ہوتا ہے۔

☆ جماعت کے مبلغین رات میں قطار بند بستر جما کر مسجد میں ہی سوتے ہیں اور حالت نیند یا بیداری میں ریح خارج کرتے ہیں اور مسجد کی فضا خراب کرتے ہیں۔ بعض بے ادب تو ریح خارج کرتے وقت پٹاخے چھوڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر خلاف شرع ارتکاب بھی کرتے ہیں جن کا تذکرہ یہاں مناسب نہیں۔

ناضرین کرام! تبلیغی جماعت کے مذکورہ بالا ارتکاب کو مندرجہ ذیل احکام شریعت کے میزان میں تولیں اور حق و باطل کا فیصلہ کریں:۔

مسجد کے ادب واحترام کے متعلق اہم مسائل:

مسئلہ: مسجد میں ایسا اکل و شرب (کھانا پینا) جس سے اس کی تلوث ہو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ معتکف ہو۔۔۔۔۔ باب الاعتکاف میں ہے "**الظاھر ان مثل النوم والاکل والشرب اذا لم یشغل المسجد ولم یلوثه لا تنظیفة واجب کما مر**" اسی طرح اتنا کثیر کھانا مسجد میں لانا کہ نماز کی جگہ گھیرے ممنوع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۳)

مسئلہ: اور بلا شبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھول دیا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب و ہیبت سے عاری۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہو گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۳)

مسئلہ: اسباب بھی بلا ضرورت مسجد میں نہ رکھنا چاہیے۔ مسجد کو گھر سے مشابہ بھی نہ کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "**ان المساجد لم تبن لھذا**" خصوصاً اگر چیزیں (اسباب) رکھنے سے نماز کی جگہ رکے تو سخت ناجائز و گناہ ہے۔ مسجد کو گھر بنانا کسی کیلئے جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۵ اور ص ۵۹۴)

مسئلہ: مٹی کے تیل میں بدبو ہے اور بدبو کا مسجد میں لے جانا کسی طرح جائز نہیں۔ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۸، ۵۹۷ و جلد ۶، ص ۴۴۴)

مسئلہ: مسجد میں کچا لہسن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک منہ میں بو باقی ہو۔ کیونکہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "من اکل من ھذا الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا فان الملائکۃ تتاذی مما یتاذی منہ الانس" ترجمہ: "جو اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ فرشتوں کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے آدمی کو ایذا ہوتی ہے۔ رواہ بخاری و مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۴ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۸)

مسئلہ: مسجد میں اس طرح کھانا پینا کہ مسجد میں گرے اور مسجد آلودہ ہو مطلقاً حرام ہے۔ معتکف ہو یا غیر معتکف اسی طرح ایسا کھانا جس سے نماز کی جگہ گھرے یعنی رکے وہ بھی ناجائز و حرام ہے۔

(احکام شریعت، حصہ ۲، مسئلہ ا ص ۲، مصنف امام احمد رضا محدث بریلوی)

مسجد کا صحن بھی مسجد کے حکم میں ہے:

☆ اوراق سابقہ میں تبلیغی جماعت کا مساجد میں آ کر ٹھہرنا اور مسجد کو مسافر خانہ کی ہیئت پر کر دینے کے متعلق جو گفتگو کی گئی ہے اس کے ضمن میں ایک ضروری وضاحت درپیش ہے کہ تبلیغی جماعت والے مسجد کے صحن اور فنائے مسجد کو کھانے پکانے نہانے دھونے سونے لیٹنے وغیرہ اشغال کیلئے اس طرح گھیرتے ہیں کہ مسجد کا صحن ان کے اسباب اور طباخی کے سامان سے بھر جاتا ہے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جناب مسجد کا ادب و احترام ملحوظ رکھو اور مسجد کو مسافر خانہ میں تبدیل مت کرو، تب لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے یہ جواب دیتے ہیں کہ جناب عالی! آپ خواہ مخواہ

اعتراض کرتے ہیں۔ہم تو مسجد کے صحن میں طباخی (Cooking) کرتے ہیں اور مسجد کا صحن مسجد کے حکم میں نہیں بلکہ خارج مسجد ہے۔

لیکن! حقیقت یہ ہے کہ مسجد کا صحن بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ جو لوگ صحن مسجد کو خارج از مسجد کہتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ان کا یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔

☆ امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک نفیس رسالہ مسمی بنام تاریخی "التطہیر المنجد بان صحن المسجد مسجد" (۱۴۰۷ھ) تصنیف فرما کر دلائل قاہرہ وساطعہ سے ثابت فرمایا ہے کہ مسجد کا صحن مسجد ہی کے حکم میں ہے۔اس رسالہ سے استفادہ کرتے ہوئے فقیر راقم الحروف اس مسئلہ کی عام فہم وضاحت کرنے کی کوشش کرتا ہے:۔

☆ پہلے ہم اس حقیقت کو سمجھیں کہ مسجد اس بقعہ (مکان یا جگہ) کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص کیا گیا ہو۔جتنی جگہ واقف نے وقف کی ہے وہ تمام جگہ مسجد کے حکم میں ہے۔اس پر عمارت، بناء چھت وغیرہ کا ہونا شرط نہیں بلکہ اگر عمارت بھی اصلاً نہ ہو اور صرف ایک چبوترہ یا محدود میدان وقف کرنے والے نے نماز کیلئے وقف کر دیا تو وہ تمام جگہ مسجد ہو جائے گی اور اس جگہ پر مسجد کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ ذخیرہ اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ

"رجل له ساحة امر قوما ان يصلوا فيها بجماعه ان قال صلوا فيها ابدا او امرهم بالصلوة مطلقا و نوى الا بد صارت الساحة مسجدا لو مات لا يورث عنه"

ترجمہ: "کسی شخص کے پاس زمین کا کوئی ٹکڑا ہے۔اس نے قوم کو حکم (اجازت) دیا کہ اس زمین میں جماعت سے نماز پڑھو۔اگر اس نے کہا کہ ہمیشہ اس میں نماز پڑھو اور اس نے نماز کا مطلق حکم دیا اور ہمیشہ کیلئے نیت کی تو

وہ زمین مسجد ہو جائے گی اور اگر وہ زمین کا مالک (واقف) مر گیا تو اب وہ زمین اس کے ورثہ پر تقسیم نہ ہوگی''۔

☆ اب ہم مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں گفتگو کریں۔ سب سے پہلے زمین کا ایک ٹکڑا تمام کا تمام مسجد کیلئے حاصل ہوا۔ پھر اس پر عمارت مسجد تعمیر کی جائے گی۔ ہر عاقل شخص جب کسی بھی عمارت کی تعمیر کرے گا تب وہ ہر ممکن کوشش کرے گا کہ یہ عمارت ہر موسم میں کارآمد ہو۔ لہٰذا وہ اس عمارت کو موسم کے اختلاف کو مدنظر رکھ کر عمارت کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک حصہ مسقّف یعنی چھت والا ہوتا ہے اور دوسرا حصہ غیر مسقّف یعنی بغیر چھت کا کھلا ہوا (Open to Sky) ہوتا ہے۔ مسقف حصہ برف، بارش، سردی، آندھی، دھوپ وغیرہ سے بچاتا ہے اور دوسرا حصہ جو کھلا ہوا اور غیر مسقّف ہوتا ہے وہ دھوپ میں بیٹھنے کیلئے، کپڑے سکھانے کیلئے، ہوا لینے اور گرمی سے بچنے کے کام میں آتا ہے۔

ہر مکان کی تعمیر مندرجہ بالا تقسیم کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے یعنی مسقف حصہ اور غیر مسقف حصہ۔ اوران دونوں حصوں کے الگ الگ نام ہیں:۔

مسقّف حصہ کو عربی میں ''شتوی'' کہتے ہیں:

غیر مسقّف حصہ کو عربی میں ''صیفی'' کہتے ہیں:

یہ دونوں حصے اس عمارت یا منزل کے یکساں ٹکڑے ہوتے ہیں۔ جن کے باعث وہ مکان ہر موسم میں کارآمد اور فائدہ بخش ہوتا ہے۔ مثلاً مسقف حصہ موسم برسات میں بارش، آندھی، ہوا کے طوفان وغیرہ سے حفاظت کرتا ہے۔ موسم سردی میں سردی، ٹھنڈی ہوا، برف وغیرہ سے حفاظت کرتا ہے۔ گرمی کے موسم میں تیز دھوپ، لو اور گرم ہوا کے جھونکوں سے حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح غیر مسقف یعنی کھلا ہوا حصہ بھی ہر موسم میں کام لگتا ہے۔ سردی کے موسم میں صبح کے وقت دھوپ میں بیٹھ کر بدن گرمانے کیلئے، گرمی کے موسم میں شام کے

وقت ٹھنڈی ہوا کی لہروں سے لطف اندوز ہونے کیلئے اور رات کے وقت کھلے آسمان کے نیچے چار پائی بچھا کر سونے کیلئے کام میں آتا ہے۔ پچھلے زمانہ میں بجلی کے پنکھے، ایئر کنڈیشن وغیرہ سہولتیں نہیں تھیں تب موسم گرما میں لوگ غیر مسقف حصہ میں چار پائیاں بچھا کر سوایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں غیر مسقف حصہ ہر موسم میں کپڑے وغیرہ سکھانے اور دیگر ضروریات کے کام میں آتا ہے۔

تعمیر کی مندرجہ بالا تقسیم اور اس کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے مساجد بھی شتوی اور صیفی دو حصوں میں منقسم کر کے تعمیر کی گئی ہیں۔ مسقف یعنی چھت والے حصہ کو "مسجد شتوی" اور غیر مسقف یعنی بغیر چھت والے حصہ کو "مسجد صیفی" کہتے ہیں۔

☆ مسجد شتوی یعنی مسجد کا مسقّف چھت والا حصہ برسات کے موسم میں بارش کے پانی سے، موسم سرما میں سردی اور ٹھنڈی ہوا سے اور موسم گرما میں تیز دھوپ اور لو سے نمازیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس مسقّف حصہ میں نماز پڑھنے والا موسم کے اثرات کی دقت سے محفوظ رہتا ہے اور اسے نماز ادا کرنے میں موسم کا اثر مزاحم اور رخنہ انداز نہیں ہوتا۔

☆ مسجد صیفی یعنی مسجد کا غیر مسقف بغیر چھت والا حصہ جس کو "صحن مسجد" کہا جاتا ہے وہ حصہ موسم گرما میں مسجد شتوی یعنی مسجد کے چھت والے حصہ میں محسوس ہونے والی گرمی سے بچنے کیلئے نمازیوں کی سہولت کیلئے بنایا جاتا ہے تاکہ فجر، مغرب اور عشاء کی نماز کی جماعت اس حصہ میں قائم کی جائے۔ جس زمانہ میں بجلی کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اور بجلی کے پنکھے وغیرہ کی سہولت نہ تھی تب نماز فجر، نماز مغرب اور نماز عشاء کی جماعت موسم گرما میں مسجد صیفی یعنی مسجد کے صحن میں قائم ہوا کرتی تھی تاکہ کھلے آسمان کے نیچے ٹھنڈی ہوا کی لہروں سے نمازی راحت پا کر نماز پڑھیں۔

☆ مسجد کی تعمیر کی مندرجہ بالا وضاحت کے بعد ایک اہم نکتہ کی طرف قارئین کرام کی توجہات مرکز کرنا بھی ضروری ہے کہ مسجد کا مسقف حصہ اور غیر مسقف حصہ

جس کو علی الترتیب مسجد شتوی اور مسجد صیفی کہتے ہیں۔ ان دونوں حصوں کے عربی نام عوام الناس کی زبانوں پر با آسانی نہیں چڑھ سکے لہٰذا عوام الناس نے ان عربی ناموں کے بجائے دو آسان نام (۱) داخل مسجد اور (۲) خارج مسجد بولنے شروع کئے۔ یعنی مسجد شتوی کو داخل مسجد اور مسجد صیفی کو خارج مسجد کہنے لگے اور مسجد کے دونوں حصے ان دو ناموں سے مشہور و معروف ہو گئے اور یہ نام ایسے رائج ہوئے کہ ان ناموں کے معنی پر حقیقت کو محمول کر کے ایسی غلط فہمی پھیلی کہ مسجد کے غیر مسقف حصہ یعنی مسجد صیفی یعنی صحن مسجد کو عوام واقعی اور شرعاً خارج مسجد یعنی خارج از مسجد سمجھنے لگے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسجد کا صحن شرعاً خارج مسجد نہیں بلکہ داخل مسجد اور شامل مسجد ہے۔

☆ عوام الناس کے مسجد کے صحن کو ''خارج مسجد'' کہنے سے مسجد کا صحن شرعاً مسجد سے خارج نہیں ہو جائے گا بلکہ اس کی مسجدیت مثل سابق بتمام وکمال باقی اور برقرار رہے گی۔ مسجد کے صحن کو خارج مسجد کہنے سے مراد مسجد کا باہری حصہ ہی لیتے ہیں۔ مثلاً علمائے کرام فقہی مسائل بیان کرتے وقت ظاہر بدن کو خارج البدن فرماتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ بدن کا بیرونی حصہ، ہرگز یہ معنی نہیں کہ بدن سے خارج یعنی بدن سے جدا اور الگ حصہ۔ اسی طرح خارج مسجد کے معنی مسجد کا بیرونی حصہ ہے۔ مسجد سے الگ اور جدا حصہ کے معنی میں ہرگز نہیں۔ الحاصل! مسجد کا مسقف حصہ یعنی مسجد شتوی کو داخل مسجد کہنا اندرونی حصہ (Internal Portion) کے معنی میں ہے اور غیر مسقف حصہ یعنی مسجد صیفی یعنی مسجد کے صحن کو خارج مسجد کہنا بیرونی (External Portion) کے معنی میں ہے۔ الگ یا جدا حصہ (Disjoined Portion) کے معنی میں نہیں۔

☆ ملت اسلامیہ کے عظیم المرتب علمائے کرام اور ائمہ دین نے صاف تشریح فرمائی ہے کہ مسجد کا مسقف حصہ یعنی مسجد شتوی اور غیر مسقف حصہ یعنی مسجد صیفی یعنی صحن

مسجد یہ دونوں حصے یقیناً مسجد ہیں۔ ☆ امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری نے "فتاوی خلاصه" میں ☆ امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی نے "تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" میں ☆ امام حسین بن محمد سمعانی نے "خزانة المفتین" میں ☆ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام نے "فتح القدیر" میں ☆ علامہ عبد الرحمن بن محمد رومی نے "مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر" میں ☆ علامہ سیدی احمد مصری نے "حاشیه مراقی الفلاح شرح نور الایضاح" میں ☆ خاتم المحققین سیدی محمد بن عابدین شامی نے "ردالمحتار" میں ☆ محقق علامہ زین بن نجیم مصری "بحر الرائق" میں ☆ علامہ سیدی امام احمد طحطاوی نے "حاشیه در مختار" میں ☆ علامہ ابراہیم حلبی "شرح صغیر منیه" میں اور ☆ امام محقق علامہ محمد محمد بن امیر الحاج حلبی "حلیه" میں اس مسئلہ کے ضمن میں حسب ذیل تشریح فرماتے ہیں کہ:۔

☆ مسجد کے شتوی اور صیفی دونوں حصے مسجد کے حکم میں ہیں۔

☆ مسجد کے بیرونی حصے کا نام "صحن مسجد" ہے جو مسجد سے جدا اور الگ نہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ:۔

''مسجد کا صحن قطعاً مسجد ہے۔ جسے ائمہ دین وعلمائے عظام کبھی ''مسجد صیفی'' اور کبھی ''مسجد الخارج'' سے تعبیر فرماتے ہیں اور مسجد کے صحن کو مسجد ہی قرار دیتے ہیں''۔

مسجد کے صحن کے متعلق مسائل:

مسئلہ: اگر کسی نے قسم کھائی کہ مسجد سے باہر نہ جاؤں گا اور مسجد کے صحن میں آیا تو ہرگز حانث نہ ہوا یعنی اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔

(ہدایہ، ہندیہ، درمختار، شامی، فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۵۷۶)

نوٹ:۔ اس مسئلہ سے صاف ثابت ہوا کہ مسجد کا صحن مسجد کے حکم میں ہے۔ اگر مسجد کا صحن

خارج مسجد بایں معنی کہ مسجد سے الگ اور مسجد کے حکم میں نہیں، تو مسجد کے صحن میں آتے ہی قسم ٹوٹ جانی چاہیے۔

مسئلہ: معتکف کو حالت اعتکاف میں مسجد کے صحن میں آنا جانا، بیٹھنا رہنا یقیناً جائز اور روا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۷۶)

مسئلہ: مسجد کا صحن جزو مسجد یعنی مسجد کا ہی حصہ ہے۔ مسجد کے صحن میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے کے حکم میں ہے۔ مسجد کے پٹے ہوئے (Covered) حصہ یعنی مسقف حصہ کو مسجد شتوی کہتے ہیں یعنی موسم سرما کی مسجد اور صحن کو مسجد صیفی یعنی موسم گرما کی مسجد کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۸۲)

مسئلہ: مسجد کے اندرونی حصہ اور بیرونی حصہ یعنی صحن میں نماز جنازہ پڑھنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۸۲)

مسئلہ: مسجد کا حجرہ فنائے مسجد ہے اور فنائے مسجد کیلئے مسجد کا حکم ہے۔
(عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۴)

مسجد کے ادب واحترام کے متعلق شرعی احکام:

مسئلہ: ناپاک تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۸)

مسئلہ: مسجد کا چراغ گھر نہیں لے جاسکتے اور تہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں اگرچہ جماعت ہو چکی ہو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ مسجد کے چراغ سے کتب بینی اور درس وتدریس تہائی رات تک تو مطلقاً کرسکتا ہے اس کے بعد اجازت نہیں۔ (عالمگیری، بہار شریعت، حصہ ۳ ص ۱۸۵، فتاویٰ رضویہ، جلد ا ص ۷۳۴)

مسئلہ: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو۔
(درمختار، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۴)

مسئلہ: مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں اور نہ آواز بلند کرنا جائز ہے۔
(درمختار، صغیری، بہار شریعت، حصہ ۱۰، ص ۱۸۵)

مسئلہ: مسجد میں شور وشر کرنا حرام ہے اور دنیوی بات کے لئے مسجد میں بیٹھنا حرام ہے اور نماز کیلئے جا کر دنیوی تذکرہ مسجد میں منع ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۰۳)

مسئلہ: دنیا کی باتوں کیلئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ تو مباح باتوں کا حکم ہے پھر گر باتیں خود بری ہوں تو وہ سخت حرام در حرام اور موجب عذاب شدید ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۰۳)

نوٹ:۔ افسوس کہ اس زمانہ میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے اور لڑتے جھگڑتے دیکھا جاتا ہے۔

☆ دنیا کی بات جب کہ فی نفسہ مباح اور سچی ہو، مسجد میں بلا ضرورت کرنی حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بوئے بد نکلتی ہے جس سے فرشتے (ایذا پانے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی شکایت کرتے ہیں'' ایک روایت میں ہے کہ ''ایک مسجد اپنے رب کے حضور شکایت کرنے چلی کہ لوگ مجھ میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں۔ راہ میں فرشتے اسے آتے ملے اور بولے کہ ہم ان کو ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں''۔

(اشباہ، مدارک شریف، غمز العیون، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ، فتاویٰ رجویہ، جلد ۶، ص ۴۰۳)

مسئلہ: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا ناجائز ہے۔ اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے۔ (درمختار، ... ، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۲)

نوٹ:۔ بعض مساجد اس طرح کی ہوتی ہیں کہ جس کے دو دروازے اس طرح ہوتے ہیں کہ ایک دروازے ایک طرف کی گلی یا سڑک پر ہوتا ہے اور دوسرا دروازہ دوسری طرف کی گلی یا سڑک پر ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایک گلی سے دوسری گلی میں جانے کیلئے مسجد کے ایک دروازہ سے گھس کر دوسرے دروازہ سے نکلتے ہیں تا کہ ان کو لمبا راستہ طے نہ کرنا پڑے۔ یہ شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

مسئلہ: مسجد میں ناسمجھ بچوں اور پاگلوں کو لے جانا منع ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت مکحول سے اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں انہیں سے اور انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جنبوا مساجدکم و صبیانکم و مجانینکم و شراء کم و بیعکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم"

ترجمہ: "اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے سے اور خرید و فروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے"۔

(...... بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۲ اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۴۰۳)

نوٹ:۔ ناسمجھ بچوں اور پاگلوں کو مسجد میں لے جانے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان کو پیشاب پاخانہ وغیرہ کا شعور نہیں ہوتا لہٰذا مسجد کا فرش نجاست سے ملوث ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے شور و غل اور لغویات کا بھی امکان رہتا ہے۔

مسئلہ: مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیری لاتا ہے۔ احادیث میں اس کی سخت ممانعت وارد ہے۔ (احکام شریعت، حصہ ا، مسئلہ ۳۱، ص ۷۴)

مسئلہ: مسجد میں حدث یعنی اخراج ریح غیر معتکف کو مکروہ ہے۔ اسے چاہیے کہ ایسے وقت مسجد سے باہر ہو جائے، پھر چلا آئے۔ بعض لوگوں کی ریح میں بو نے شدید ہوتی ہے۔ ایسوں کو ایسے وقت میں مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں کہ بوئے بد سے مسجد کا بچانا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۳۹۳)

مسئلہ: مسجد کی چھت پر بلا ضرورت نماز کی اجازت نہیں کہ مسجد کی چھت پر بے ضرورت چڑھنا ممنوع اور بے ادبی ہے اور گرمی کا عذر سنا نہیں جائے گا۔ ہاں اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد کا نچلا طبقہ بھر جائے اور لوگوں کو نماز پڑھنے کیلئے جگہ نہیں، تو اس صورت میں مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری، فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۴۲۰ اور ۴۴۸)

مسئلہ: احاطہ مسجد کے اندر والے درختوں سے یا مسجد کی ملک کے درختوں میں سے کسی

درخت کا پھل یا پھول قیمت ادا کئے بغیر کھانا یا لینا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۴۵۰ اور جلد ۳، ص ۶۰۲)

مسئلہ: مسجد میں مصارف خیر یعنی نیک کاموں کیلئے چندہ کرنا جائز ہے جبکہ کسی قسم کی چپقلش یعنی دنگا یا ہجوم نہ ہو اور چندہ کرنے میں کوئی بات مسجد کے اداب کے خلاف نہ ہو۔ مساجد میں مصارف خیر کیلئے چندہ کرنے کا احادیث صحیحہ سے جواز ثابت ہے۔ اسی طرح مسجد میں وعظ کی بھی اجازت ہے جبکہ واعظ عالم دین اور سنی صحیح العقیدہ ہو۔

(احکام شریعت، حصہ ۱، مسئلہ نمبر ۲۴، ص ۷۷، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۲۲ اور ۴۲۶)

مسجد کی دیوار قبلہ میں طغریٰ و دیگر اشیاء لگانا:

مسئلہ: ایسی چیزوں کا دیوار قبلہ میں نصب نہ کرنا چاہیے جس سے لوگوں کا نماز میں دھیان بٹے اور اتنی نیچی ہونا کہ خطبہ میں امام کی پشت اس کی طرف ہو یہ اور بھی نامناسب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۹۹)

مسئلہ: قبلہ کی دیوار میں عام نمازیوں کے موضع نظر تک کوئی چیز نہ چاہیے کہ جس سے دل بٹے اور اگر ایسی کوئی چیز ہو تو کپڑے سے چھپا دی جائے۔ ''امام احمد اور ابوداؤد حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ تشریف فرما ہوئے۔ کعبہ شریف کے کلید بردار (چابی رکھنے والے) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہم نے کعبہ میں دنبے کے سینگ ملاحظہ فرمائے تھے۔ (وہ دنبہ کہ جو حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا۔ اس کے سینگ کعبہ معظمہ کی دیوار غربی میں لگے ہوئے تھے) اور ہمیں تم سے یہ فرمانا یاد نہ رہا کہ ان کو ڈھانک دو۔ لہٰذا اب ڈھانک دو کہ نمازی کے سامنے کوئی ایسی چیز نہ چاہیے کہ جس سے دل بٹے''۔

ہاں اگر اتنی بلندی پر ہو کہ سر اٹھا کر دیکھنے سے نظر آئے تو یہ نمازی کا قصور ہے۔ اسے

آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا کب جائز تھا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۶۰۷ اور جلد ۶، ص ۴۷۵)

کس کو مسجد میں آنے سے روکا اور نکالا جائے گا؟

مسئلہ: جو شخص موذی ہو کہ نمازیوں کو تکلیف دیتا ہے یا برا بھلا کہتا ہے اور شریر ہے۔ اس سے شر کا اندیشہ رہتا ہے تو ایسے شخص کو مسجد میں آنے سے منع کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی گمراہ اور بد مذہب مثلاً وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، ندوی، تفضیلی وغیرہ مسجد میں آ کر نمازیوں کو بہکاتا ہے اور اپنے ناپاک مذہب کی طرف بلاتا ہے تو اسے منع کرنا اور مسجد میں آنے سے روکنا واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۸۲)

مسئلہ: دفع فتنہ وفساد بقدر قدرت فرض ہے۔ اور مفسدوں موذیوں کو بشرط استطاعت مسجد سے روکا جائے گا۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شریف اور درمختار شریف میں ہے کہ "**ویمنع کل موذ ولو بلسانه**" ترجمہ: "مسجد سے ہر موذی کو روکا جائے گا اگرچہ وہ اپنی زبان سے ایذا پہنچاتا ہو"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۸۳)

مسئلہ: جو شخص مسجد میں آ کر اپنی زبان سے لوگوں کو ایذا دیتا ہو، اس کو مسجد سے نکالنا بلکہ ہر موذی کو مسجد سے نکالنا بشرط استطاعت واجب ہے۔ اگرچہ وہ صرف اپنی زبان سے ایذا دیتا ہو خصوصاً وہ جس کی ایذا مسلمانوں میں بد مذہبی پھیلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہو۔

(عمدۃ القاری، درمختار، ...... فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۱۰۹، ص ۴۳۳، ص ۴۴۷)

مسئلہ: بلا وجہ کسی سنی مسلمان کو مسجد میں آنے سے منع کرنا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۵۸۳)

مسجد کی جائیداد، مال سامان اور آمدنی کے متعلق

مسئلہ: ایک مسجد کی جائیداد اور وقف کی آمدنی دوسری مسجد کے مصارف میں خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں لوٹے حاجت سے زیادہ ہوں اور دوسری میں لوٹے نہیں، تو بھی ایک مسجد کے لوٹے دوسری مسجد میں بھیجنے کی اجازت نہیں۔

(درمختار، فتاویٰ افریقہ، مسئلہ نمبر ۱۰۷، ص ۱۷۷، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۳۸۴)

مسئلہ: مسجد کی آمدنی دوسرے اوقاف میں صرف (خرچ) کرنا حرام ہے اگرچہ مسجد کو حاجت بھی نہ ہو۔ مسجد کی آمدنی دوسرے اوقاف میں صرف کرنا حرام، حرام، اشد حرام ہے۔ اگر کسی مسجد کا مال کسی دوسرے وقف یا کسی دوسری مسجد میں دے دیا اور وہ مال بعینہ موجود ہے تو واپس لے لیا جائے اور اگر وہ مال خرچ ہو گیا تو اس کا تاوان (حرجانہ =Recompense) منتظمین پر لازم ہے۔ ان سے وصول کیا جائے اور ان منتظمین کو معزول (Expel) کرنا واجب ہے کہ وہ غاصب (Dishonest) اور خائن (Traitor) ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۴۶۰)

مسئلہ: مسجد کے کسی حصہ کو تجارت کی دوکان کر دینا حرام، حرام، سخت حرام اور مذہب اسلام میں دست اندازی ہے۔ ان دوکانوں میں کسی کا دنیا کیلئے بیٹھنا، یا اس کا کرایہ لینا، یا اس میں کوئی چیز بیچنا، خریدنا یا بیچنے خریدنے کیلئے اس میں جانا حرام قطعی ہے۔ ان دوکانوں کو زائل کر کے اسے واپس خاص مسجد بنا دینا واجب ہے۔ مسلمانوں پر اسے مسجد باقی رکھنا اور تاحد قدرت ہر جائز طریقہ سے اسے مسجد رہنے دینے میں پوری کوشش کرنا فرض قطعی ہے۔ جو اس میں کوتاہی کرے گا سخت عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔

(درمختار، بحر الرائق، ...... فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۴۷۱)

اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کے متعلق

مسئلہ: اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں ہے کہ اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق لیکن وہ شخص کہ جو کسی کام کیلئے گیا اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (عامہ کتب، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۶)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے لیکن ظہر وعشاء کے وقت اگر جماعت کی اقامت ہو رہی ہو تو مسجد سے نہ نکلے بلکہ نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہوجائے اور باقی نمازوں میں یعنی فجر، عصر اور مغرب میں اگر تکبیر ہوئی اور تنہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جائے۔
(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۶)

مسئلہ: کسی نے فرض پڑھ لئے ہیں اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو ظہر وعشاء میں ضرور شریک ہوجائے۔ اگر وہ تکبیر (اقامت) سن کر باہر چلا گیا یا وہیں بیٹھا رہا اور جماعت میں شریک نہ ہوا تو مبتلائے کراہت اور مبتلائے تہمت ترک جماعت ہوا۔ لیکن فجر، عصر اور مغرب میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ فجر اور عصر کے بعد نفل مکروہ ہے اور مغرب میں تین رکعت نفل ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو۔ اگر مغرب کی جماعت میں نفل کی نیت سے شریکھوا اور چوتھی رکعت ملائی تو امام کی مخالفت کی کراہت لازم آئے گی اور اگر ویسے بیٹھا رہا تو کراہت مزید اشد ہوگی لہٰذا فجر، عصر اور مغرب کے وقت باہر چلا جائے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۶۱۳، اور ص ۳۸۳)

مسئلہ: اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ملی تو اگر دوسری مسجد میں جماعت مل سکتی ہے تو وہاں جماعت سے پڑھنا افضل ہے اور اگر دوسری مسجد میں بھی جماعت ملنا ممکن نہیں تو محلہ کی مسجد میں تنہا پڑھنا اولیٰ ہے۔ یونہی اگر اذان کہی اور جماعت کیلئے کوئی نہیں آیا تو موذن تنہا پڑھ لے، دوسری مسجد میں نہ جائے۔

(صغیری، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۶)۔

مسئلہ: محلہ کی مسجد کا امام اگر معاذ اللہ بدعقیدہ یا زانی یا سودخور ہو یا اس میں کوئی ایسی خرابی ہو کہ جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو محلہ کی مسجد چھوڑ کر صحیح الاقتداء امام والی مسجد کو جا سکتا ہے۔ (غنیۃ، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۸۶)

مسجد میں سویا تھا اور احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

مسئلہ: مسجد میں کوئی شخص سویا ہوا تھا اور اسے احتلام ہو گیا تو اس پر فرض ہے کہ مسجد سے فوراً نکل جائے کیونکہ حالت جنابت میں مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے۔ یونہی حالت جنابت میں مسجد میں چلنا بھی حرام ہے۔ لہٰذا اس پر واجب ہے کہ فوراً اپنی جگہ پر ہی تیمم کرلے۔ اسے صرف اتنی ہی دیر ٹھہرنے کی اجازت ہے جتنی دیر میں وہ تیمم کر سکے۔ علاوہ ازیں اسے ایک لمحہ بھی تیمم کرنے میں تاخیر کرنا روا نہیں کہ اتنی دیر بلاضرورت بحالت جنابت مسجد میں ٹھہرنا ہوگا اور یہ حرام ہے لہٰذا اگر اس کے قریب مثلاً کوئی مٹی کا برتن رکھا ہوا ہے اور دیوار قدم بھر دور ہے تو واجب ہے کہ اسی برتن سے فوراً تیمم کرلے اور اگر دیوار قریب ہے اور برتن دور ہے تو دیوار سے تیمم کرلے۔ اور اگر دیوار یا برتن دونوں دور ہیں تو جہاں وہ بیٹھا ہے اس جگہ کی زمین سے تیمم کرلے۔ اسے اجازت نہیں کہ جنابت کی حالت میں سرک کر دیوار تک جائے بلکہ زمین مسجد سے تیمم کرلے۔ الغرض! جو جلد ہو سکے وہ کرے او تیمم کرنے کے بعد فوراً مسجد سے نکل جائے۔ اگر مسجد میں چند دروازے ہیں تو وہ دروازہ اختیار کرے جو قریب تر ہو۔

(فتاویٰ امام قاضی خان، ذخیرہ، محیط م، الاختیار، فی شرح،..... فتاویٰ رضویہ، جلد ا، ص ۶۳۲)

سنت اور نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے

یا مسجد میں:

مسئلہ: تراویح اور تحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل و سنن خواہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل ہے۔ حضور اقدس علیہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

"علیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر الصلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبہ"

ترجمہ: "تم پر لازم ہے گھروں میں نماز پڑھنا کہ بہتر نماز مرد کیلئے اس کے گھر میں ہے سوا فرض کے" (بخاری شریف و مسلم شریف)

مسئلہ: سنن و نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل اور یہی رسول اللہ علیہ ﷺ کی عادت طیبہ اور حضور علیہ ﷺ نے یونہی ہمیں حکم فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۵۷ اور ص ۴۵۸)

مسئلہ: اصل حکم استحبابی یہی ہے کہ سنن قبلیہ یعنی فرض کے پہلے کی سنتیں یعنی فجر کی دو، ظہر کی چار، عصر کی چار اور عشاء کی چار مطلقاً گھر میں پڑھ کر مسجد میں جائے کہ ثواب زیادہ پائے۔ اور سنن بعدیہ یعنی فرض کے بعد کی سنتیں یعنی ظہر کے بعد کی دو مغرب کے بعد کی دو اور عشاء کے بعد کی دو کیلئے یہ حکم ہے کہ جسے اپنے نفس پر اطمینان کامل حاصل ہو کہ گھر جا کر کسی ایسے کام میں مشغول نہ ہوگا جو اسے سنتیں ادا کرنے سے باز رکھے تو وہ فرض پڑھ مسجد سے پلٹ آئے اور سنتیں گھر ہی میں پڑھے تو بہتر ہے۔ اور اس سے ثواب کی ایک زیادت یہ حاصل ہوگی کہ سنن ادا کرنے کے ارادہ سے وہ جتنے قدم مسجد سے گھر تک چلے گا وہ سب حسنات (نیکیوں) میں لکھے جائیں گے اور جس شخص کو یہ اطمینان نہ ہو وہ سنتیں مسجد میں پڑھ لے تاکہ افضلیت حاصل کرنے کا لحاظ کرنے میں اصل نماز ہی کہیں فوت نہ ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۵۸)

مسئلہ: لیکن اب عام طور پر اہل اسلام سنت اور نفل نماز مسجد میں ہی پڑھنے پر عمل کرتے ہیں۔ مسجد میں سنتیں پڑھنے میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ گھر کے مقابلے میں مسجد میں دلی اطمینان زیادہ ہوتا ہے علاوہ ازیں اگر کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھے ہی نہیں تو خواہ مخواہ لوگ اس کی بے سمجھے مخالفت، طعن اور انگشت نمائی اور غیبت کرنے میں مبتلا ہوں گے گھر میں سنتیں پڑھنے کو جو مسئلہ اوپر درج کیا گیا ہے وہ حکم استحبابی ہے یعنی مستحب کے درجے کا ہے اور اگر مستحب کام کے کرنے سے عوام الناس کی مخالفت، انگشت نمائی، بدگمانی اور غیبت کا اندیشہ ہے تو مسجد میں ہی سنت اور نفل نماز پڑھنا بہتر ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں: **الخروج عن العادة شهرة مكروه۔**

(ماخوذ از:۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۵۹)

اٹھارہواں باب

مرد اور عورت کی نماز کا فرق

☆ جس طرح بالغ مرد پر نماز فرض ہے اسی طرح بالغ عورت پر بھی نماز فرض ہے۔

☆ حیض (Menses) اور نفاس کی حالت میں عورت کو نماز پڑھنا حرام ہے۔ ان دونوں میں عورت کو نماز معاف ہے۔ اور ان دونوں کی نماز کی قضا بھی نہیں۔
(بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۸۹)

☆ مرد اور عورت کے نماز پڑھنے کے طریقہ میں فرق ہے۔ وہ فرق ذیل میں مرقوم ہے۔ قارئین کرام ایک نگاہ میں مرد اور عورت کی نماز کا فرق بآسانی سمجھ لیں گے۔

کہاں فرق ہے	تعداد فرق	مرد کیلئے کیا حکم ہے؟	عورت کیلئے کیا حکم ہے؟
تکبیر تحریمہ	۱	اپنی ہتھیلیاں آستین کے باہر رکھے۔	اپنی ہتھیلیاں آستین یا چادر کے اندر چھپا کر رکھے۔
	۲	اپنے دونوں ہاتھ کان تک اٹھائے	اپنے دونوں ہاتھ صرف مونڈھوں تک اٹھائے۔

قیام	۱		ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔	پستان (چھاتی) کے نیچے ہاتھ باندھے۔
	۲		دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے جوڑ پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اردگرد حلقہ کی شکل میں رکھے اور بیچ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی کلائی کی پشت پر بچھادے۔	بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو پستان (چھاتی) کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھے۔
رکوع	۱		پورا جھکے اس طرح کہ پیٹھ خوب بچھائے کہ اگر پانی کا پیالہ بھر کر پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔	صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔
	۲		اپنا سر پیٹھ کے محاذ میں (برابر) میں رکھے۔ نہ نیچا جھکائے اور نہ اونچا رکھے۔	اپنا سر پیٹھ کے محاذ (برابر) سے اونچا رکھے۔
	۳		ہاتھ پر ٹیک لگائے یعنی وزن دے	ہاتھ پر ٹیک نہ لگائے یعنی وزن نہ دے۔
	۴		گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے۔	ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور گھٹنے پکڑے نہیں۔
	۵		گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر انگلیاں خوب کھلی ہوئی اور کشادہ رکھے۔	ہاتھ کی انگلیاں کشادہ نہ کرے۔ بلکہ ملی ہوئی رکھے۔
	۶		اپنی ٹانگیں مطلق نہ جھکائے بلکہ بالکل سیدھی رکھے۔	اپنی ٹانگیں جھکی ہوئی رکھے۔ مردوں کی طرح سیدھی نہ رکھے۔

سجدہ	۱ ۲ ۳	پھیل کر اور کشادہ ہو کر سجدہ کرے بازو کو کروٹ سے، پیٹ کو ران سے اور ران کو پنڈلیوں سے جدا رکھے کلائیاں اور کہنیاں زمین پر نہ بچھائے بلکہ ہتھیلی زمین پر رکھ کر کلائیاں اور کہنیاں اوپر کو اٹھائے رکھے	سمٹ کر سجدہ کرے بازو کو کروٹ سے، پیٹ کو ران سے ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دے۔ کلائیاں اور کہنیاں زمین پر بچھائے یعنی زمین سے لگائے
جلسہ	۱ ۲	اپنا بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں قدم اس طرح کھڑا رکھے کہ تمام انگلیاں قبلہ رو ہوں اپنی ہتھیلیاں ران پر رکھے اور انگلیاں اپنی حالت پر چھوڑ دے یعنی انگلیاں نہ کشادہ رکھے اور نہ ملی ہوئی رکھے۔	دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور بائیں سرین (چوتڑ) کے بل زمین پر بیٹھے۔ اپنی ہتھیلیاں ران پر رکھے اور انگلیاں ملی ہوئی رکھے
آگے سے گزرنے والے کو متنبہ کرنا	۱	نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص آگے سے گزرے تو **سبحان اللہ** کہہ کر گزرنے والے کو متنبہ کرے۔	نماز پڑھ رہی ہے اور کوئی آگے سے گزرے تو ہاتھ پر ہاتھ مار کر متنبہ کرے اس کو شرع اصطلاح میں ''تصفیق'' کہتے ہیں۔

نماز فجر	۱		نماز فجر میں اسفار تک تاخیر کرنا مستحب ہے یعنی اتنا اجالا ہو جائے کہ زمین روشن ہو جائے اور آدمی ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان لے۔	نماز فجر غلس یعنی اوّل وقت اندھیرے میں پڑھے۔ عورت فجر کی نماز مردوں کی جماعت قائم ہونے سے پہلے یعنی اجالا پھیلنے سے پہلے پڑھے۔ باقی نمازوں میں مردوں کی جماعت کا انتظار کرے یعنی مردوں کی جماعت ہو جانے کے بعد پڑھے
نماز جمعہ و عیدین	۱		مرد پر جمعہ کی نماز فرض ہے اور عیدین کی نماز واجب ہے	عورت پر جمعہ اور عیدین کی نماز نہیں ہے۔

ضروری تنبیہ اور ضروری مسائل:

☆ عورت بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھے۔ جن نمازوں میں یعنی فرض، واجب اور سنت مؤکدہ میں مردوں پر قیام فرض ہے ان نمازوں میں عورتوں پر بھی قیام فرض ہے۔ اگر بلا عذر شرعی ان نمازوں میں بیٹھ کر پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

☆ تمام رکعت کھڑی ہو کر پڑھے۔ ایک رکعت کھڑی ہو کر اور باقی رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھے گی تو ان رکعتوں میں قیام کا فرض ترک ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔

نوٹ:۔ ہماری کچھ کم علم ماں بہنیں، فرض، واجب اور سنت مؤکدہ نماز کی تمام یا بعض رکعتیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا ایسی نماز کی قضا کریں اور آئندہ کیلئے توبہ کریں اور ہمیشہ لازمی طور پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

☆ شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

☆ قیام کے متعلق جو احکام مردوں کیلئے ہیں، وہ تمام احکام عورتوں پر بھی لازم ہیں۔

☆ نفل نماز بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

انیسواں باب

چند ضروری مسائل

مسئلہ: سوتے ہوئے آدمی کو نماز کیلئے جگانا جائز ہے بلکہ جگانا ضروری ہے۔
(احکام شریعت، حصہ ۲، مسئلہ نمبر ۶۶ ص ۱۰۲، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۹۸)

مسئلہ: حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ کا نام پاک مختلف جلسوں میں جتنی مرتبہ لے یا سنے، ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر درود شریف نہ پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۸۱)

مسئلہ: جو شخص صرف وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے وہ فاسق و فاجر اور مرتکب کبائر ہے۔ اس کا وظیفہ اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔ ایسوں ہی کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ''بہتیرے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۸۲)

مسئلہ: حدیث صحیح میں قرآن مجید با آواز بلند ایسی جگہ پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں۔ قرآن حکیم نے حکم فرمایا ہے کہ ''جب قرآن پڑھا جائے کان لگا کر سنو اور چپ رہو'' تو ایسی جگہ جہر سے پڑھنا ممنوع ہے۔ اور دو یا چند آدمیوں کا مل کر بلند آواز سے اس طرح قرآن شریف پڑھنا کہ ایک دوسرے کی آواز ٹکرائے اور شور وغل اُٹھے، سخت ممنوع اور قرآن کے حکم کے خلاف اور قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ آہستہ پڑھیں۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۸)

مسئلہ: کچھ لوگوں میں یہ بات غلط رائج ہے کہ نماز میں سورۂ لہب حتی الامکان نہیں

پڑھنی چاہیے۔ یہ غلط وہم وگمان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سورۂ لہب پڑھنے میں اصلاً کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۲۹)

مسئلہ: طوائف کا رقص (ناچ) دیکھنے والا شخص فاسق و فاجر ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۶۲)

مسئلہ: تعزیوں کی تعظیم کرنے والا اور ناجائز مرثیوں کا پڑھنے والا فاسق اور بدعتی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۹۸)

مسئلہ: اپنے ماں باپ کو مارنے والا، ستانے والا، گالیاں دینے والا اور ایذا دینے والا اور اس کی ایذا رسائی سے اس کے ماں باپ ناراض ہیں تو ایسا شخص فاسق و فاجر اور شرعاً عاق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۲۹، ص ۲۲۷)

مسئلہ: مزامیر (Music) حرام ہیں، ان کا سننا بھی حرام ہے۔ جو شخص علانیہ مزامیر سنتا ہو وہ شخص امامت کے لائق نہیں۔ اس کی اقتداء میں نماز کراہت سے کسی حال میں خالی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۲۵۱)

مسئلہ: تہجد کی نماز سنت مستحبہ ہے اور تمام مستحب نمازوں سے اعظم اور اہم ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کریمہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ اس کی ترغیب سے مالا مال ہیں۔ عامہ کتب مذہب میں اسے مندوبات و مستحبات میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ یہ نماز سنت مؤکدہ نہیں لیکن اس کا تارک فضل کبیر اور خیر کثیر سے محروم ہے لیکن گنہگار نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۵۴)

مسئلہ: ابتدائے امر میں تہجد کی نماز حضور اقدس ﷺ پر اور حضور کی امت پر فرض تھی لیکن بعد میں بدلیل اجماع امت اس نماز کی فرضیت امت کے حق میں منسوخ ہوگئی۔ ام المومنین سیدنا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث مروی ہے کہ قیام لیل حضور ﷺ پر فرض اور امت کے حق میں سنت تھا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۴۵ اور ۴۵۶)

مسئلہ: عاشورہ کا دن بہت ہی فضیلت کا دن ہے۔ اس دن تلاوت قرآن، ذکر و اذکار اور نوافل پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔ لیکن عاشورہ کے دن کے معینہ نوافل بطریق مخصوصہ کے متعلق جو حدیث روایت کی جاتی ہے، ائمہ دین اس حدیث کو موضوع اور باطل بتاتے ہیں۔ علامہ امام علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی المعروف بہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب ''موضوعات کبیر'' میں عاشورہ کی نماز کے متعلق فرماتے ہیں کہ **"صلاۃ عاشورہ موضوع بالاتفاق"** یعنی ''عاشورہ کی نماز بالاتفاق موضوع ہے''۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶۰)

نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق:

☆ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ نمازی کی نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۷ اور فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۱)

☆ نمازی کے آگے سے گزرنے کی سخت ممانعت ہے۔ احادیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہیں مثلاً:

حدیث: امام احمد ابی جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس برس کھڑا رہنا اس گزر جانے سے اس کے حق میں بہتر تھا''۔

حدیث: ابن ماجہ کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

"لو يعلم احدكم ماله فى ان يمر بين يدى اخيه معترضا فى الصلاة كان لا لان يقيم مائة عام خير له من الخطوة

التی خطاھا"

ترجمہ: "اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑ ے ہوکر گزرنے میں کیا گناہ ہے تو سو برس کھڑا رہنا ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا"۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مکان یا چھوٹی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک اس کے آگے سے نکلنا جائز نہیں جب کہ بیچ میں آڑ (سترہ) نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص صحرا یا بڑی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود (سجدہ کرنے کی جگہ) تک نکلنے کی اجازت نہیں۔ اس سے باہر کے حصہ سے گزر سکتا ہے۔ موضوع سجود کے یہ معنی ہیں کہ آدمی جب قیام میں اپنی نگاہ خاص سجدہ کرنے کی جگہ یعنی جہاں سجدے میں اس کی پیشانی ہوگی وہاں جماتا ہے اور اگر جب سامنے کوئی روک نہ ہو تو جہاں نگاہ جماتا ہے وہاں سے کچھ آگے کو نگاہ بڑھتی ہے تو نگاہ آگے بڑھ کر جہاں تک جائے وہ سب جگہ موضع سجود میں شامل ہے۔ اس جگہ کے اندر نمازی کے آگے سے نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز ہے۔

(درمختار، ...... ، بدائع، نہایہ، فتح القدیر، منحۃ الخالق، تجنیس، بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۸
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۱)

نوٹ:۔ بڑی مسجد صرف وہی مسجد ہے جس میں صحراء کی طرح صفوں کا اتصال شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ جو سولہ ہزار ستونوں پر ہے باقی عام مساجد اگرچہ دس ہزار مکسر (مربع) ہوں وہ تمام مساجد چھوٹی مسجد کے حکم میں ہیں ان مساجد میں قبلہ کی دیوار تک بلا حائل نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے۔

(ماخوذ از: فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۲)

مسئلہ: مسجد الحرام شریف یعنی خانہ کعبہ میں کوئی نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے سے طوائف کرنے والے لوگ گزر سکتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۱۹۰)

مسئلہ: نماز پڑھنے والے کے آگے سترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز ہو جس سے آڑ ہو جائے تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۸، اور فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۴۰۱)

مسئلہ: سترہ ایک ہاتھ جتنا اونچا اور انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہیے۔ (درمختار)

مسئلہ: سترہ بالکل ناک کی سیدھ (محاذی) پر نہ ہو بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے بھوں کی سیدھ پر ہو اور داہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔

(درمختار، بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۸)

مسئلہ: درخت، آدمی، لکڑی، لوہے کی سلاخ، جانور وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کوئی حرج نہیں مگر آدمی کا سترہ اس حالت میں کیا جائے جب اس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو کہ نمازی کی طرف منہ کرنا منع ہے۔

(غنیۃ، بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۱۵۹)

مسئلہ: نمازی کے سامنے سترہ نہیں اور کوئی شخص اس نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے یا سترہ ہے مگر کوئی شخص سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا چاہتا ہے تو نمازی کو رخصت (اجازت) ہے کہ سے گزرنے سے روکے۔ خواہ سبحان اللہ کہے یا بڑی آواز (جہر) سے قرأت کرے یا ہاتھ یا سر یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں مثلاً گزرنے والے کے کپڑے پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا۔ اگر نماز کی حالت میں ایسا کیا تو عمل کثیر ہو جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار،......، بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۱۶۰)

مسئلہ: عورت نماز پڑھ رہی ہے اور کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے یا چاہتی ہے تو نماز پڑھنے والی عورت اس گزرنے والے یا والی کو "تصفیق" سے منع کرے یعنی داہنے ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر آواز پیدا کر کے گزرنے والے کو متنبہ کرے اور اسے گزرنے سے روکے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر مرد نے تصفیق کی یا عورت نے سبحان اللہ کہا اور گزرنے والے کو سامنے سے گزرنے کیلئے متنبہ (خبردار) کیا تو بھی نماز فاسد نہ ہو گی، البتہ خلاف سنت ہوا۔

(درمختار)

مسئلہ: اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزر رہا ہے تو نمازی کو اختیار دیا گیا ہے کہ اسے گزرنے سے روکے بلکہ نماز پوری کرنے کے بعد اس سے جھگڑا (قتال) کرنے کی بھی اجازت ہے۔ حوالہ ذیل میں درج ہے:۔

حدیث: امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

"اذا صلی احد کم الی شئی یستره من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیه فلیدفعه فان ابی فلیقاتله فانما هو الشیطن"

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی شخص سترہ (آڑ) کی طرف نماز پڑھتا ہو اور کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے دفع کرے۔ اگر نہ مانے تو اس سے قتال (لڑائی) کرے کہ وہ شیطان ہے"۔

(مندرجہ بالا حدیث بحوالہ:۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۳۱۷)

نوٹ:۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والے سے جھگڑا کرنے کی رخصت صرف اس صورت میں ہے کہ اسے منع کرنے پر نہ مانا اور منع کرنے کے باوجود بھی نمازی کے آگے سے قصداً گذرا۔

اذان اور اقامت میں نام اقدس "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا:

صدیوں سے ملت اسلامیہ میں یہ طریقہ رائج ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف سن کر اہل ایمان و محبت اپنے انگوٹھے یا کلمے کی انگلیاں چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں خصوصاً اذان میں "اشهد ان محمدا رسول الله" (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقدس جملہ سن کر ہر عام و خاص بتقاضائے محبت و تعظیم رسول اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتا

ہے۔ محبت رسول کے تقاضا کے تحت کیئے جانے والے اس مستحسن فعل سے دور حاضر کے منافقین چڑھتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے نام اقدس کی تعظیم کرنے سے روکتے ہیں اور اس مبارک فعل کو بھی بدعت کہتے ہیں۔ تقبیل ابہامین یعنی انگوٹھے چومنے کا مسئلہ آج کل عوام میں بہت زیادہ زیر بحث بلکہ متنازعہ ہے۔ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنے کی ممانعت کرنیوالے فرقہ باطلہ کے متبعین ممانعت کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے بلکہ بدعت ہے۔ بدعت ہے کی رٹ لگاتے ہیں۔ علاوہ ازیں عوام سے اس بات کا اصرار کرتے ہیں کہ اس فعل کے جواز میں دلیل پیش کرو۔ عوام بے چارے بے علمی کی وجہ سے دلائل پیش نہیں کر سکتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس فعل کو ہم بزرگوں اور آباؤ اجداد سے سنتے اور ان کو ایسا کرتے دیکھتے آئے ہیں۔ بلکہ ابتدائے اسلام سے یہ فعل ملت اسلامیہ میں رائج ہے لیکن عظمت رسول ﷺ کے منکرین عوام کی ایک نہیں سنتے اور ممانعت پر مصر ہیں بلکہ تشدد کی حد تک ممانعت کرتے ہیں۔

اذان میں نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کے جواب اور استحباب میں دلائل کثیرہ موجود ہیں۔ مثلاً:۔

دلیل نمبر ۱:

دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے کہ:۔

''اصدق الصادین، امام المتقین، خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین، سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں مؤذن کو ''اشهد ان محمدا رسول الله'' کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی کہ ''اشهدان محمدا عبده و رسوله رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا و بمحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبيا'' اور پھر دونوں کلمے کی انگلیوں کے اندر کی جانب کے پورے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ''من فعل مثل مافعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي''

یعنی ''جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہوگئی۔

دلیل نمبر ۲:۔

امام اجل، علامہ علی بن سلطان ہروی قاری مکی، المعروف بہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اپنی معرکۃ الآرا کتاب ''موضوعات کبیر'' میں نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

''واذا ثبت رفعه الى الصديق رضى الله تعالىٰ عنه فيكفى للعمل به لقوله عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين''

یعنی: ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفاء راشدین کی سنت''۔

لہٰذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی شے کا ثبوت بعینہ حضور اقدس ﷺ سے ثبوت ہے۔

دلیل نمبر ۳:۔

امام اجل شمس الدین سخاوی نے اپنی کتاب مستطاب ''مقاصد حسنہ'' میں اس حدیث کو روایت فرمایا ہے اور انگوٹھے چومنے کے فعل کا استحباب فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۴:

امام جلیل حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر رواد یمنی صوفی نے اپنی کتاب ''موجبات الرحمۃ وعزائم المغفر ۃ'' میں ایک روایت حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

" من قال حين سمع المؤذن يقول اشهد ان محمدا رسول الله مرحبا بحبيبى وقرة عينى محمد بن عبد الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابھا میہ و یجعلھما

علی عیلیہ لم یرمد ابدا"

ترجمہ: "جو شخص مؤذن سے "اشھد ان محمد رسول اللہ" سن کر "مرحبا بحبیبی و قرۃ عیلی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

دلیل نمبر ۵:۔

اسی کتاب یعنی "موجبات الرحمۃ" میں حضرت فقیہ محمد بن البابا کے بھائی سے روایت کی کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے کہ:۔

"انہ ھبت ریح فوقعت منہ حصاۃ فی عینہ و اعیاہ خرو جھا و المتہ اشد الالم و انہ لما سمع المؤذن یقول اشھد ان محمد ا رسول اللہ قال ذالك فخر جت الحصاۃ من فورہ. قال الرواد رحمہ اللہ تعالیٰ و ھذا یسیر فی جنب فضائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

ترجمہ: "ایک مرتبہ تیز ہوا چلی اور ایک کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی۔ نکالتے تھک گئے لیکن نہ نکلی اور نہایت سخت درد پہنچایا۔ اسی وقت انہوں نے مؤذن کو "اشھد ان محمد رسول اللہ" کہتے سنا تو انہوں نے یہی کیا (یعنی دلیل نمبر ۴ میں مذکورہ دعا "مرحبا بحبیبی" آخر تک) ان کی آنکھ سے کنکری فوراً نکل گئی۔ حضرت رواد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے سامنے اتنی بات کیا چیز ہے؟"۔

دلیل نمبر ۶:۔

مدینہ طیبہ کے خطیب و امام حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی اپنی ''تاریخ'' میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''روی عن الفقیه محمد بن سعید النحولانی قال اخبرنی فقیه العالم ابو الحسن علی بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیه الزاهد البلالی عن الحسن علیه السلام انه قال من قال حین یسمع المؤذن بقول اشهد ان محمدا رسول الله مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبد الله صلی الله علیه وسلم و یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم ولم یرمد''

ترجمہ: ''سفقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انہوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علی جدہ الکریم و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خبر دی کہ حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔

''جو شخص مؤذن کو ''اشهد ان محمد رسول الله'' کہتے سن کر ''مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبد الله صلی الله علیه وسلم'' یہ دعا پڑھے اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ شخص نہ کبھی اندھا ہو اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں''۔

دلیل نمبر ۷:۔

امام و خطیب مدینہ منورہ حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی نے اپنی ''تاریخ'' میں حضرت مجد مصری کہ جو سلف صالحین سے تھے، ذکر فرمایا کہ حضرت مجد مصری فرماتے ہیں کہ
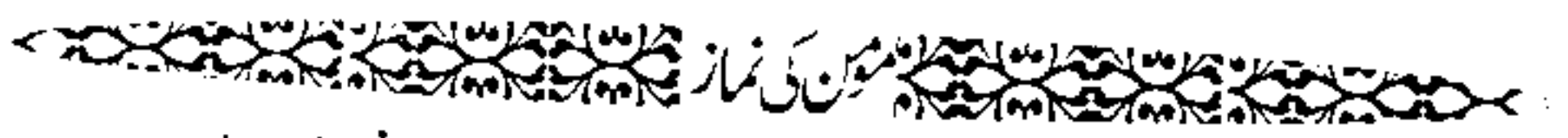
"اذا سمع ذکرہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان و جمع اصبعیہ المسجدۃ والابہام و قبلہما و مسع بہما عینیہ لم یرمد ابدا"

ترجمہ: "جو شخص نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں"۔

دلیل نمبر ۸:۔

حضرت امام جلیل، ابوالعباس احمد بن ابی بکر رواد یمنی صوفی اپنی کتاب "موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ" میں فرماتے ہیں کہ

"قال ابن صالح و سمعت ذالك ایضاً من الفقیہ محمد بن الزردی عن بعض شیوخ الراق و العجم وانہ یقول عند یمسع عینیہ صلی اللہ علیك یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی و یانور بصری و یاقرۃ عینی و قالا لی کل منذ فعلتہ لم ترمد عینی"

ترجمہ: "ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق اور عجم سے راوی تھے اور ان کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے کہ "صلی اللہ علیك یا سیدی یا رسول اللہ. یا حبیب قلبی و یانور بصری و یاقرۃ عینی" اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ محمد مصری اور شیخ فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں"۔

پھر حضرت ابن صالح نے فرمایا کہ

"وللہ الحمد و الشکر منذ سمعتہ منہعا استعلمتہ فلم ترمد عینی وارجو ان مافیتہما تدوم و انی اسلم من

العمی انشاء اللہ تعالیٰ"

ترجمہ: "اللہ کے لئے حمد اور شکر ہے کہ جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا، اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

دلیل نمبر ۹:۔

فقہ کی مشہور و معروف کتاب جامع المضمرات شرح قدوری" کے مصنف امام جلیل، استاذ العلماء، علامہ یوسف بن عمر کے شاگرد امام فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ایوب سہروردی اپنے "فتاویٰ صوفیہ" اور امام اجل مرجع العلماء علامہ عبد العلی برجندی اپنی مشہور و معتمد کتاب "شرح نقایہ" میں فرماتے ہیں کہ:

"واعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله تعالى عليك يا رسول الله و عند الثانية منهما قرة عينى بك يا رسول الله ثم يقال اللهم متعنى بالسمع و البصر بعد وضع ظفرى الابها مين على العينين فانه صلى الله تعالى عليه وسلم يكون له قائد الى الجنة وكذا فى اكنز العباد"

ترجمہ: "خبردار ہو کہ بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی مرتبہ "اشهد ان محمد رسول الله" سنے تب "صلى الله عليك يا رسول الله" کہیا ور دوسری مرتبہ سنے تب "قرة عينى بك يا رسول الله" کہے پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے "اللهم متعنى بالسمع و البصر" ایسا کرنے والے کو حضور اقدس ﷺ اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے اور ایسا ہی بیان کتاب "کنز العباد" میں بھی ہے"۔

دلیل نمبر ۱۰:۔

شیخ المشائخ، خاتم المحققین، سید العلماء الحنفیہ بمکۃ المکرمہ، علامہ شاہ جمال بن عبداللہ مکیؒ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ:

"سئلت عن تقبیل الا بہامین و وضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان ھل ھو جائز ام لا؟ اجبت بما نصہ نعم. تقبیل الا بہامین و وضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز بل ھو مستحب. صرح بہ مشائخنا فی کتب متعددہ"

ترجمہ "مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور اقدس ﷺ کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں! اذان میں حضور والا ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے متعدد کتابوں میں اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے"۔

قارئین کرام کی خدمت میں اس مسئلہ کے جواب کے ثبوت میں مزید دلائل بھی الحمد للہ پیش کئے جاسکتے ہیں جو زیور گوش سامعین بنیں لیکن فقیر سراپا تقصیر نے تلک عشرۃ کاملۃ پر اکتفا کیا ہے۔ ملت اسلامیہ کے جلیل القدر ائمہ کرام نے حضور اقدس ﷺ کا نام پاک اذان میں سن کر انگوٹھے یا انگشتان شہادت کو چوم کر آنکھوں پر رکھنے کے فعل کو جائز بلکہ مستحب فرمایا ہے۔ فقہ کی مستند اور معتبر کتابوں میں اس کے استحباب کی تفصیل مرقوم ہے۔ مثلاً (۱) امام اجل، علامہ محقق امین الدین محمد بن عابدین شامی کی مشہور و معروف کتاب "ردالمحتار حاشیہ درمختار" المعروف بہ "فتاویٰ شامی" (۲) امام جلیل، خاتم المحققین، علامہ شمس الدین قہستانی کی کتاب "جامع الرموز" (۳) امام اجل علامہ عبدالعلی برجندی کی کتاب

''شرح نقایہ'' (۴) امام فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ایوب سہروردی کے فتاویٰ کا مجموعہ ''فتاویٰ صوفیہ'' (۵) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد سعدی کی ''کنز العباد'' (۶) علامہ زین تلمیذ امام ابن حجر مکی شافعی کی ''قرۃ العین''

وغیرہا کتب معتمدہ میں اس فعل کے جواب کی صاف تصریح موجود ہے اور بالفرض جواز کی کوئی دلیل نہ بھی ہو پھر بھی منع ہونے کی شریعت میں دلیل نہ ہونا ہی جواز کیلئے کافی ہے۔ جو لوگ نام اقدس علیہ السلام سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے کے فعل کی ممانعت کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ ممانعت کی صریح دلیل پیش کریں۔

ایک ضروری بات

نام اقدس علیہ السلام سن کر بتقاضائے محبت و تعظیم انگوٹھے یا انگشتان شہادت کو بوسہ لے کر آنکھوں سے مس کرنے کی ممانعت کرنے والا کوئی شخص آپ کے پاس بغرض ممانعت آئے تو اس سے پوچھو کہ جناب آپ ہمیں کیوں منع کرتے ہیں؟ تو وہ یہی جواب دے گا کہ جناب اس فعل کا ثبوت نہیں۔ اس کا یہ جواب سراسر غلط ہے کیونکہ اوراق سابقہ میں اس فعل کے جواب اور استحباب میں کل دس دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ بالفرض مان لو کہ آپ کو وہ دلیلیں یاد نہیں تو اس سے کہو کہ جب آپ منع کر رہے ہیں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ شریعت سے کوئی ایسی دلیل پیش کرو کہ جس میں صاف تصریح ہو کہ نام اقدس علیہ السلام سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا منع ہے۔

آپ کا جواب سن کر وہ منع کرنے والا بوکھلا جائے گا۔ اگر نرا جاہل ہے تو یہی کہے گا کہ منع ہونے کی دلیل کی کیا ضرورت ہے یہ فعل بدعت ہے۔ تب اس سے سوال کرو کہ اگر بدعت ہے تو کون سی بدعت ہے؟ بدعت اعتقادی ہے؟ بدعت بدعملی ہے؟ بدعت حسنہ ہے؟ بدعت سیئہ ہے؟ بدعت محرمہ ہے؟ بدعت مکروہہ ہے؟ بدعت واجبہ ہے؟ بدعت جائزہ ہے؟ یا بدعت مستحبہ ہے؟ ان اقسام میں سے کون سی قسم کی بدعت ہے؟ تب وہ ممانعت کرنے

والا فوراً نو دو گیارہ ہو جائے گا۔

اگر وہ منع کرنیوالا تھوڑا بہت پڑھا لکھا ہے تو آپ کی دلیلیں سن کر یہ جواب دے گا کہ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ والی جو حدیث اور دیگر دلائل پیش کئے ہیں وہ تمام دلیلیں ضعیف ہیں۔ لو ہوئی نہ بات؟ جب ممانعت کی دلیل نہ دے سکے تو جواز کی دلیلوں کو ضعیف کہہ دیا۔ خیر! اس منع کرنے والے سے کہو کہ جواز میں پیش کردہ ہماری دلیلیں جب آپ کے نزدیک ضعیف ہیں تو آپ پر لازم ہے کہ ممانعت کی ایسی دلیلیں پیش کرو جو ہماری دلیلوں کے مقابلہ میں زیادہ قوی اور مضبوط ہوں۔ آپ کا یہ جواب سن کر بھی منع کرنے والا اپنی بغلیں جھانکتا ہوا راہ فرار اختیار کرے گا۔

لمحہ فکریہ

تبلیغ جماعت کا جاہل بلکہ اجہل مبلغ تبلیغی ٹولی کے ساتھ ایک آدھ چلہ یا گشت کر کے آتا ہے تو نہ جانے وہ کون سی شراب تکبر پی کر آتا ہے کہ نشہ انانیت، کیف غرور اور خمار خود بینی میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو مولانا، مولوی، مفتی، محدث یا مجتہد سے کم نہیں سمجھتا۔ جس کو طہارت اور نماز کے ضروری مسائل تک کی قطعاً معلومات نہیں وہ ایمان و عقائد کے اصولی مسائل میں اپنی بے تکی بقراطی چھانٹتا ہوا گھومتا ہے۔ حب رسول اور عظمت رسول کے جائز اور مستحب کاموں کی عناداً اور دلیری سے ناجائز اور بدعت کے فتوے دیتا ہے۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ بدعت کا فتویٰ دینے والے کو بدعت کا صحیح تلفظ تک معلوم نہیں ہوتا اور بدعت کو ''بدت'' بولتا ہے۔

ناظرین کرام بنظر عمیق غور فرمائیں کہ ایک طرف بارگہار سالت کے گستاخ کی عدم جواز کی بکواس ہے اور دوسری طرف ملت اسلامیہ کے جلال القدر اماموں کے ایمانی و عرفانی اقوال زریں ہیں جو جواز اور استحباب کی تائید فرماتے ہیں۔ مثلاً امام دیلمی مسند الفردوس میں، امام اجل علامہ علی بن سلطان ہروی قاری مکی ''موضوعات کبیر'' میں، امام اجل شمس

الدین سخاوی ''مقاصد حسنہ'' میں، اما جلیل حضرت ابو العباس، احمد بن ابی بکر رواد یمنی صوفی ''موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ'' میں،، امام وخطیب مدینہ منورہ حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی اپنی ''تاریخ'' میں، اما فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ایوب سہروردی ''فتاویٰ صوفیہ'' میں، شیخ المشائخ، خاتمی المحققین، سید العلماء، الحنفیہ بمکۃ المکرمہ علامہ شاہ جمال بن عبداللہ عمر مکی اپنے مجموعہ فتاویٰ میں، خاتم المحققین، امام اجل، علامہ محقق امین الدین محمد بن عابدین شامہ ''ردالمحتار حاشیہ درمختار'' المعروف بہ ''فتاویٰ شامی'' میں، امام جلیل علامہ، عبدالعلی برجندی ''شرح نقایہ'' میں، علاوہ ازیں فقہ کی معتبر ومستند کتب مثلاً مختصر الوقایہ، کنز العباد وغیرہا میں نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے یا انگشتان شہادت کو بوسہ دے کر آنکھوں سے مس کرنے کے فعل کو جائز بلکہ مستحب فرمایا ہے۔

تو! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:۔

☆ اگر یہ فعل بقول منافق زمانہ ناجائز یا بدعت ہے تو کیا مندرجہ بالا جلیل القدر ائمہ دین کو اس کے بدعت یا ناجائز ہونے کا علم نہیں تھا؟ کیا کسی نے بھی اس مسئلہ کو صحیح طور پر نہیں سمجھا؟ جو کام ابتدائے اسلام سے آج تک اولیاء، صوفیا اور سلف صالحین میں رائج اور معمول تھا، علماء وفقہاء نے جس پر عمل کیا بلکہ اس پر عمل کرنے کی تلقین وترغیب فرمائی وہ کام اب چودہ (۱۴۰۰) سو سال کے بعد ناجائز اور بدعت ہو گیا؟ جس کا صاف مطلب یہی ہوا کہ چودہ سو سال تک ہو جانے والے اولیائ، علمائ، فقہاء، صوفیا، صلحاء وغیرہ کسی نے اسلام کو صحیح معنی میں سمجھا ہی نہیں تھا؟ کیا اسلام کو صحیح معنی مین سمجھنے والے اب چودھویں صدی میں ہی پیدا ہوئے ہیں؟ کیا ماضی کے تمام اسلامی افراد بے علم اور گمراہ تھے؟

الحاصل! نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز ہے۔ ہمارے لئے صرف یہی اس کے جواب واستحباب کی دلیل کافی ہے کہ ملت اسلامیہ کے جلیل القدر اماموں اور عظیم المرتبت اولیاء نے اس فعل کو کیا ہے۔ ہم اس فعل کے جواز کے متمسک باصل ہیں اور شرعاً متمسک باصل محتاج دلیل نہیں البتہ جو ناجائز بتائے اس پر لازمی ہے کہ

منع ہونے کا صحیح ثبوت دے۔ ایک اہم بات خوب یاد رکھیں کہ ایک مومن کے ایمان میں تعظیم رسول ﷺ عین ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی، جس طرح بھی، جس وقت بھی، جس جگہ بھی، جو کوئی بھی کام حضور ﷺ کی تعظیم کیلئے کیا جائے، خواہ وہ کام بقینیہ منقول ہو یا نہ ہو، سب جائز و مندوب و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے، جب تک اس خاص کام سے کسی قسم کی شرعی ممانعت نہ آئی ہو اور جب تک اس خاص کام کے کرنے سے کوئی شرعی حرج نہ ہو۔ تعظیم رسول اللہ ﷺ کیلئے کئے جانیوالے کام اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد عالی میں داخل ہیں کہ

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ

ترجمہ: ''تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو''۔

(کنز الایمان، پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۹)

لہٰذا جو مومن تعظیم رسول اللہ ﷺ کی غرض سے اذان یا اقامت یا کہیں بھی نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتا ہے وہ حکم الٰہی بجا آوری کرتا ہے اور فضل جلیل اسے شامل ہے۔ ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔ فتح القدیر، منسک متوسط اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ ''کل ما کان ادخل من الادب و الا جلال کان حسنا'' یعنی ''جو کام ادب اور عظمت میں داخل ہے وہ کام پسندیدہ ہے''۔

فقیر سراپا تقصیر نے انگوٹھے چومنے کی مختصر بحث امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے مندرجہ ذیل رسائل سے استفادہ کر کے ارقام کی ہے:۔

(۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

(۲) نہج السلامہ فی تحلیل تقبیل الا بہامین فی الاقامہ

جن حضرات کو اس مسئلہ کی مبسوط و مفصل وضاحت درکار ہے وہ ان رسائل کی طرف رجوع فرمائیں۔

''ضروری مسئلہ''

''حالت نماز میں، قرآن شریف سنتے وقت اور خطبہ سنتے وقت نام اقدس ﷺ سن کر تقبیل الابہامین یعنی انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے کا فعل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان مواضع ومواقع میں کسی بھی قسم کی حرکت کرنا منع ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۵۴۴)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ اور طفیل میں ہر سنی مسلمان کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر العباد
مارہرہ اور بریلی کے مقدس آستانوں کا ادنی سوالی
عبدالستار ہمدانی ''مصروف''
برکاتی، نوری۔ پوربندر (گجرات)

☆ ☆ ☆

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتب	مصنف، مؤلف، شارح
1	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا محدث بریلوی
2	تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی
3	بخاری شریف	رئیس المحدثین امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری
4	مسلم شریف	حافظ احادیث امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج قشیری
5	ترمذی شریف	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی
6	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث
7	ابن ماجہ شریف	امام محمد یزید بن ماجہ قزوینی
8	نسائی شریف	امام احمد بن شعیب نسائی
9	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	علامہ علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی (ملا علی قاری)
10	شعب الایمان	امام ابوبکر بن حسین بیہقی
11	درمختار	خاتمۃ المحققین امام محمد بن علی دمشقی حصکفی
12	حاشیہ درمختار	علامہ سید امام احمد مصری طحطاوی حنفی
13	مواہب لدنیا علی الشمائل المحمدیہ	امام اجل احمد بن محمد المصری القسطلانی
14	العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ 1	امام احمد رضا محدث بریلوی
15	تنویر الابصار	علامہ محمد بن عبداللہ غزی تاشی
16	فتح القدیر شرح ہدایہ	امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام
17	اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ	امام احمد رضا محدث بریلوی

18	ردالمحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی	خاتم المحققین علامہ سیدی محمد بن عابدین شامی
19	تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب	امام احمد رضا محدث بریلوی
20	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی
21	العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ 2	امام احمد رضا محدث بریلوی
22	صحیح ابن حبان	رئیس المحدثین امام محمد بن حبان (امام نسائی کے شاگرد)
23	بدائع الصنائع	امام ملک العلما ابوبکر بن مسعود کاشانی ۵۸۷ء
24	النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید	امام احمد رضا محدث بریلوی
25	غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی	امام علامہ برہان الدین حلبی
26	العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ 3	امام احمد رضا محدث بریلوی
27	فتاویٰ خیریہ	علامہ امام خیر الدین رملی۔ استاد صاحب درمختار
28	القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ	امام احمد رضا محدث بریلوی
29	وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح	امام احمد رضا محدث بریلوی
30	التبصیر المنجد بان صحن المسجد	امام احمد رضا محدث بریلوی
31	عنایہ شرح ہدایہ	امام محقق علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی
32	السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ	امام احمد رضا محدث بریلوی
33	منہاج العابدین	ابو حامد محمد بن محمد بن محمد طوسی المعروف بہ امام غزالی
34	فتاویٰ قاضی خان	فقیہ النفس امام علامہ قاضی فخر الدین حسن بن منصور
35	العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ 4	امام احمد رضا محدث بریلوی
36	بحر الرائق	امام محقق علامہ زین الدین بن نجیم مصری
37	خلاصۃ الفتاویٰ	امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری
38	ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال	امام احمد رضا محدث بریلوی

39	طحطاوی علی مراقی الفلاح	امام جلیل سید احمد مصری طحطاوی
40	نور الایضاح	رئیس الفقہاء علامہ امام حسن بن علی شرنبلانی
41	اذان من اللہ لقیام سنۃ نبی اللہ	امام احمد رضا محدث بریلوی
42	خزانۃ المفتین	مرجع العلماء امام علامہ حسین بن محمد سمعانی
43	حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح	امام اجل سیدی علامہ احمد مصری طحطاوی
44	حلیہ شرح منیہ	امام محقق علامہ محمد محمد محمد بن امیر الحاج حلبی
45	سلامۃ لاہل السنۃ من سیل اعناد الفتنہ	امام احمد رضا محدث بریلوی
46	مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر	امام جلیل علامہ عبد الرحمن بن محمد رومی
47	ہدایہ	امام علی بن ابی بکر برہان الدین مرغینانی
48	فتاوی ظہیریہ	امام علامہ ظہیر الدین مرغینانی
49	مراقی الفلاح شرح نور الایضاح	علامہ ابو الاخاص ابن عمار مصری
50	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ 6	امام احمد رضا محدث بریلوی
51	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ 9	امام احمد رضا محدث بریلوی
52	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ 12	امام احمد رضا محدث بریلوی
53	احکام شریعت اول، دوم، سوم	امام احمد رضا محدث بریلوی
54	شرح صغیر منیہ	امام اجل فخر العلماء علامہ ابراہیم بن محمد حلبی
55	کافی شرح وافی	امام حافظ الدین نسفی
56	ذخیرۃ العقبی فی شرح صدر الشریعہ العظمی	مرجع العلماء امام جلیل علامہ یوسف چلپی
57	مدخل	امام محقق، علامہ ابن الحاج مکی
58	الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ	امام احمد رضا محدث بریلوی
59	منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین	امام احمد رضا محدث بریلوی

60	نہج السلامہ فی تحلیل تقبیل الابہامین فی الاقامہ	امام احمد رضا محدث بریلوی
61	حاجز البحرین الواقع عن جمع الصلاتین	امام احمد رضا محدث بریلوی
62	بہار شریعت	صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی
63	فیروز اللغات	الحاج مولوی فیروز الدین
64	دی رائل انگلش فارسی ڈکشنری	ایس۔سی۔پال۔پی ایچ ڈی
65	فتاویٰ ہندیہ المعروف بہ فتاویٰ عالمگیری	ترتیب بحکم سلطان اورنگ زیب عالمگیر، 500 علماء احناف زیر نگرانی مولانا شیخ جلیل نظام الدین
66	معانی الآثار	امام ابوجعفر احمد بن سلامہ طحاوی
67	برجندی	علامہ عبد العلی برجندی ہروی
68	فتاویٰ خانیہ	امام ابوالحاسن فخر الدین اوزجندی
69	سراج الوہاج	امام اجل علامہ برکلی
70	غمز العیون	علامہ سیدی محمد بن احمد حموی
71	منیۃ المصلی	امام سدید الدین محمد بن محمد کاشغری (م705)
72	صغیری شرح منیۃ المصلی	علامہ عبد العلی برجندی ہروی
73	فتاویٰ صوفیہ	امام فضل اللہ محمد بن ایوب سہروردی
74	محیط	امام محقق علامہ رضی الدین سرخسی
75	نہایہ شرح ہدایہ	علامہ امام حسام الدین حسین بن علی سغنانی
76	مقاصد حسنہ	امام علامہ شمس الدین سخاوی
77	کنز العباد	امام ابولبرکات عبد اللہ بن احمد سعدی
78	شرح وقایہ	امام عبید اللہ بن مسعود محبوبی
79	شرح نقایہ	مرجع علماء امام علامہ عبد العلی برجندی

80	شرح دررو غرد	سیدی علامہ امام اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی
81	منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق	علامہ سید محمد آفندی شامی
82 -	الاشباہ النظائر	علامہ شیخ زین الدین نجیم مصری 970م
83	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	بدر العلماء امام بدر محمود عینی حنفی
84	موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ	امام ابو العباس احمد بن ابی بکر ردادیمنی صوفی
85	جامع المضمرات شرح قدروی	امام علامہ یوسف بن عمر
86	حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ	علامہ عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی
87	کتاب التجنیس والمزید	امام برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی
88	مختصر الوقایہ	امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود مصنف شرح وقایہ
89	منسک متوسط	علامہ رحمۃ اللہ سندھی (تلمیذ محقق امام ابن الہمام)
90	نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری	فقیہ الہند مفتی محمد شریف الحق امجدی
91	الملفوظ	سرکار مفتئ اعظم ہند حضرت مصطفی رضا بریلوی
92	فتاویٰ مصطفویہ	سرکار مفتئ اعظم ہند حضرت مصطفی رضا بریلوی

واما بنعمت ربک فحدث

الحمد للہ! مومن کی نماز کتاب میں فقہ کی معتبر، معتمد اور مستند کتابوں کے حوالوں سے مسائل اخذ کئے گئے ہیں۔ ماخذ و مراجع کی فہرست میں ان کتب کے اسماء اس بات کی دلیل و برہان ہیں کہ کسی بھی غیر معتبر کتاب کی طرف رجوع نہیں کیا گیا اور بفضلہ تعالیٰ کتب ماخذ و مراجع کی تعداد "بانوے" (92) پہونچی ہے۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کے مقدس اسم گرامی محمد ﷺ کے اعداد بھی 92 ہوتے ہیں۔

وللہ الحمد علی ذالک

مصنف

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ

کلام

تاجدارِ اہلسنّت شہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتیٔ اعظم

حضرت علامہ شاہ محمّد مصطفیٰ رضا نوری

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

حمد باری تعالیٰ اردو و پنجابی نعت شریف مناقب اولیاء کرام سلام اور رباعیوں کا

لاجواب مجموعہ

مرتب

محمد عرفان ثاقب قادری

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

خواتین کیلئے
بارہ تقریریں
مرتبہ: نسیم فاطمہ

خطبات غزالی
حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی
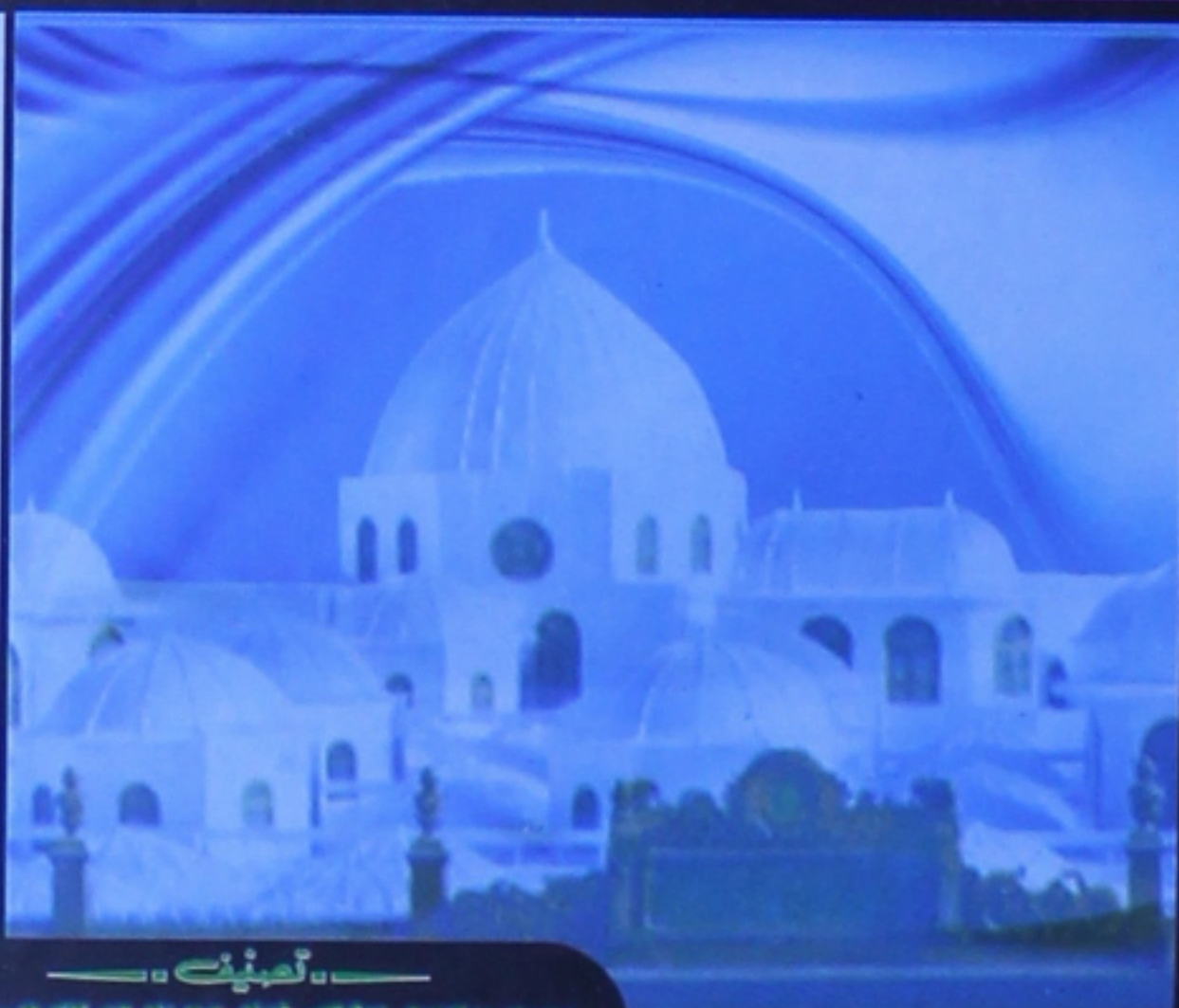
تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار لاہور فون: 042-37246006